گلشن ہمیشہ بہار

(تذکرہ شعرائے اُردو)

مصنّفہ

نصراللہ خاں خویشگی

مرتّبہ

ڈاکٹر اسلم فرخی

انجمن ترقیِ اُردو

بابائے اُردو روڈ۔ کراچی

خویشگی، نصر اللہ خان
گلشن ہمیشہ بہار: تذکرۂ شعراء

Khweshgi, Nasrullah Khan

Gulshan Hamesha Bahar: Tazkirah-e- Shoara

گلشن ہمیشہ بہار

گلشنِ ہمیشہ بہار

(تذکرۂ شعرا)

مُصنّفہ

نصر اللہ خان خویشگی

مُرتبہ

ڈاکٹر اسلم فرّخی

انجمن ترقیٔ اردو پاکستان

بابائے اُردو روڈ۔ کراچی ۱

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اُردو ۳۲۷

اشاعتِ اوّل — ۱۹۶۷ء

تعداد — گیارہ سو

طباعت — انجمن پریس

زیرِ اہتمام — محمد مصلح الدین سعدی

قیمت

سات روپے

یادبود

جشن فرخنده تاجگذاری

محمدرضا پهلوی آریامهر

شاهنشاه ایران

و

علیاحضرت فرح پهلوی

شهبانوی ایران

آبانماه ۱۳۴۶

مندرجات

حرفے چند

اعلیٰ حضرت محمد رضا شاہ پہلوی آریا مہر شہنشاہ ایران اور ملکۂ فرح پہلوی شاہبانوی ایران کے جشن تاجپوشی کے مبارک موقع پر انجمن ترقی اردو چار کتابیں اور مجلۂ "اردو" کا خاص نمبر شائع کر رہی ہے۔

انجمن ترقی اردو باقاعدہ طور پر آج سے پچپن برس پہلے وجود میں آئی تھی۔ اگرچہ انجمن کا کام اس سے بہت پہلے شروع ہوگیا تھا لیکن ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۲ء تک اس کی حیثیت آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک شعبے کی تھی۔ انجمن کے پہلے سیکریٹری ہمارے مشہور مورخ اور ادیب مولانا شبلی نعمانی تھے۔ جن کی شہرۂ آفاق تصنیف "شعرالعجم" کا ترجمہ ایران میں شائع ہوچکا ہے۔

اگرچہ بنیادی طور پر انجمن کا کام اردو زبان و ادب سے متعلق ہے مگر اس نے اپنی نصف صدی سے زیادہ عرصے کی سرگرمیوں کو محض اردو تک محدود نہیں رکھا۔ انجمن اب تک کئی ایسی گراں قدر کتابیں اور مقالے شائع کر چکی ہے جن کا فارسی زبان اور ادب سے تعلق ہے۔

شہنشاہ ایران کے جشن تاجپوشی کے مبارک موقع پر انجمن جو کتابیں شائع کر رہی ہے، وہ اس ادارے کی ان خدمات میں جو فارسی زبان و ادب سے متعلق ہیں، ایک بیش بہا اضافہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان علمی و تحقیقی تالیفات کو اہل علم قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

میں انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان کی طرف سے انجمن ترقی اردو اور اس کے فاضل صدر جناب اختر حسین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ممتاز حسن

صدر

انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان

کراچی

دیباچہ

• جمیل الدین عالی
معتمد اعزازی

اس بار انجمن کے اشاعتی پروگرام میں بربنائے محبت کچھ نہایت مفید اضافے کئے گئے ہیں۔

ایران اور پاکستان کے ثقافتی روابط نہ صرف بہت پرانے ہیں بلکہ پاکستان پر ایران کی زبان اور تہذیب نے جو گہرے اثرات مرتب کئے ہیں ان سے ساری دنیا واقف ہے۔

ان قدیم روابط کے علاوہ پاکستان اور ایران کی مسلسل اور مستحکم دوستی بھی ضرب المثل ہوگئی ہے۔ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے دونوں ملکوں کے عوام میں ایک دوسرے کے لئے خلوص اور خیر سگالی کے جذبات روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خوش قسمتی سے دونوں ملکوں کی حکومتیں بھی ایک دوسرے کی بہترین دوست ثابت ہوئی ہیں اور باہمی اعتماد کی فضا میں ہر جہتی تعاون کے نئے نئے منصوبوں پر عمل کرتی رہتی ہیں۔

ایران کے حکمراں اور اہل ایران اہل پاکستان سے جیسی محبت کرتے ہیں اس کا ایک روشن ثبوت ہمیں اس وقت بھی ملا جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا تھا۔ اس وقت ایران نے جس جرات اور ہمدردی سے پاکستان کا ساتھ دیا تھا پاکستان کے لوگ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

ہمارے لئے یہ بڑے فخر اور خوشی کی بات ہے کہ آج ایران اور پاکستان کی دوستی دنیا بھر میں ایک مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

۲۶ اکتوبر کو ہمارا محبوب، باوفا اور مضبوط دوست ایران اپنے سربراہ اعلیٰ حضرت شہنشاہ رضا شاہ پہلوی کا جشنِ تاجپوشی منا رہا ہے اور ہماری حکومت اور عوام

اور ہمارے تہذیبی ادارے اپنے ہمسایے کی تقریب میں اپنے اپنے طور سے شریک ہو رہے ہیں۔
اس موقع پر انجمن بھی چند کتابیں شائع کر رہی ہے جو انجمن کے فارسی محفوظات سے ترتیب دی گئی ہیں۔ اُردو فارسی کا جو رشتہ ہے اس کی تفصیل بیان کئے بغیر یہ عرض کر دیا جائے کہ انجمن کے پاس نہ صرف بہت سی کمیاب فارسی مطبوعات موجود ہیں بلکہ ایسے فارسی نوادر بھی محفوظ ہیں جو اردو کے مآخذ پر کام کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔
اس موقع پر یہ مناسب سمجھا گیا کہ اہل ایران کی خوشنودیِ خاطر کے لئے انھی کی زبان میں چند کتابیں پیش کی جائیں جن سے ہمارے اور ان کے قدیم روابط کی مزید یادیں اجاگر ہو جائیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کتابیں شائع کی جا رہی ہیں۔

تذکرہ ہمیشہ بہار

اس کے مولف کشن چند اخلاص ہیں جنہوں نے بارھویں صدی ہجری کی ابتدا میں شعرائے فارسی پر کام کیا تھا۔ اس تذکرے کو ہمیشہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس میں مصنف نے اپنے معاصرین کے حالات جمع کئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مولف نے اپنے پیش رو تذکرہ نگاروں سے استفادہ کیا ہے لیکن خود انھوں نے بہت سی قابل قدر معلومات کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اس تذکرے میں تین سو سے زیادہ شعرا کا ذکر ہے۔
جس نسخے کی بنیاد پر اس کا متن تیار ہوا ہے اس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ خود مولف کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے۔ اسے ڈاکٹر وحید قریشی نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔ بعض وجوہ سے مخطوطے کا پورا متن شائع کرنا ممکن نہ تھا اس لئے فی الحال ایک تہائی حصہ چھپ رہا ہے۔ اور اس طرح بہت قیمتی معلومات کی چند زریں جھلکیاں پیش کی جا رہی ہیں۔ تذکرے کا یہ حصہ رسالہ 'اردو' کے اُس خاص نمبر میں شامل ہے۔ جو فارسی زبان و ادب سے متعلق ہے۔ یہ تذکرہ کتابی صورت میں بھی عنقریب شائع ہو جائے گا۔

تذکرہ گلشن ہمیشہ بہار

اسے رائے اللہ خاں خویشگی نے ۱۸۵۲ء میں تالیف کیا تھا اور یہ اسی سال شائع بھی ہوگیا تھا۔ لیکن پھر یہ تذکرہ ایسا معدوم ہوا کہ بہت سے اہل علم نے تو اس کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ اس اعتبار سے اس تذکرے کی اشاعت ایک طرح کی ادبی بازیافت ہے۔ اس میں بیشتر شعرائے اردو کا ذکر ہے لیکن ضمنی طور پر ان فارسی گو شعرا کے حالات بھی آگئے ہیں جن کے حوالے بہت سے دوسرے تذکروں میں نہیں ملتے۔ اس کے مرتب ڈاکٹر اسلم فرخی ہیں۔

فارسی زبان و ادب

انجمن کا سہ ماہی "اردو" گزشتہ پینتالیس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ اور اس میں فارسی زبان و ادب کے متعلق بہت سے مقالات شائع ہوئے ہیں" اردو" کی پرانی جلدیں تقریباً نایاب ہوگئی ہیں۔ اس کے علاوہ ان مضامین کی افادیت آج بھی نہ صرف برقرار ہے بلکہ بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ انجمن نے طے کیا کہ ان مضامین کا ایک انتخاب شائع کر دیا جائے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے محترم پیر حسام الدین راشدی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس معاملے میں ہماری معاونت کی۔ یہ انتخاب انھوں نے بڑی محنت اور توجہ سے فرمایا ہے

فہرست مخطوطات فارسی

انجمن کے کتب خانہ خاص میں اردو مخطوطات کے علاوہ فارسی اور عربی مخطوطات کا ایک بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے اور ان میں سے بیشتر مخطوطات اپنی قدامت، موضوعات اور روش تحریر کی بنا پر تاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔ انجمن نے طے کیا کہ ان کی وضاحتی فہرست شائع کر دی جائے لیکن مزید جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اس کام کی تکمیل میں وقت لگے گا لیکن ان مخطوطات کی ایک اجمالی فہرست بھی اہل علم کے لئے کوئی چھوٹی موٹی خوش خبری نہیں ہے۔ یہ فہرست چونکہ پہلی بار شائع کی جا رہی ہے اس لئے اس کی

اہمیت و افادیت کے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہوں گے۔ فی الحال تو فارسی دانوں اور فارسی پر کام کرنے والوں کے لئے یہ ایک چونکا دینے والے انکشاف کی حیثیت سے پیش کی جا رہی ہے۔

امید ہے کہ ایران اور پاکستان کے اہل نظر ان کتابوں کو پسند کریں گے اور بطور خاص ایران کے دوست انجمن کے اس اقدام کو ہمارا خراج عقیدت سمجھ کر قبول فرمائیں گے

ع یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر

واضح رہے کہ انجمن ان کتابوں کی اشاعت کی ضرور ذمہ دار ہے لیکن اصل میں اس موقع پر ان کی ترغیب اشاعت کا سہرا ہمارے دو اراکین منتظمہ کے سر ہے جو اپنی ذاتی حیثیتوں میں بھی ملک کے جید اہل علم میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ دو حضرات جناب ممتاز حسن اور جناب پیر حسام الدین راشدی ہیں جو فارسی زبان سے بے حد شغف رکھنے کے ساتھ ساتھ پاک ایران ثقافتی تعلقات کے فروغ میں نمایاں کارکن ثابت ہوئے ہیں۔ انھی حضرات کی تحریک پر صدر انجمن جناب اختر حسین نے مہلت کم ہونے کے باوجود ان کتابوں کی ترتیب و اشاعت پر توجہ فرمائی اور یوں انجمن کے اشاعتی منصوبوں میں یہ قابل قدر اور یادگار اضافے ہوئے۔

ان حضرات کا تعاون انجمن کے اہم ترین اثاثوں میں شمار ہوتا ہے۔

فہرست شعراء

خیابان الف

خیابان ہائے موحدہ

خیابان تائے قرشتے

خیابان ثائے مثلثہ

خیابان جیم

خیابان ہائے حطی

خیابانِ خائے معجمہ

خیابانِ دال مہملہ

خیابان ذال معجمہ

خیابان رائے مہملہ

خیابات شین معجمہ

خیابانِ صادِ مہملہ

خیابانِ ضادِ معجمہ

خیابانِ غینِ معجمہ

خیابان کاف عربی و فارسی

خیابانِ لام

خیابانِ میم

خیابانِ نون

خیابانِ واو

خیابان ہائے ہوز

خیابان یائے تحتانی

مقدمہ

ڈاکٹر اسلم فرخی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعرائے اُردو کی تذکرہ نویسی کی روایت میں ابتدا ہی سے انتقامی اور جوابی کارروائی کا جذبہ نظر آتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جوابی کارروائی کرنے اور انتقام لینے والا عموماً فائدے میں نہیں رہتا کیونکہ منفی جذبہ یا تحریک دیرپا اثرات کی حامل نہیں ہو سکتی اور نہ لوگوں کو اس کی صداقت کا صحیح احساس ہو سکتا ہے۔ تاہم شعرائے اُردو کے تذکروں کی تالیف میں یہ منفی جذبہ عام طور پر نمایاں نظر آتا ہے۔ اور اس منفی جذبے نے کسی نہ کسی حد تک تذکرہ نویسی کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ چنانچہ میر تقی میر کے تذکرے 'نکات الشعراء' کے جواب میں سید فتح علی حسینی گردیزی نے 'تذکرہ ریختہ گویاں' مرتب کیا اور میر کے تنقیدی نظریے کو 'خوردہ گیری' اور 'عیب جینی' قرار دیا۔ لچھمی نراین شفیق نے بھی اپنا تذکرہ 'چمنستان شعرا' اسی میر شکنی کے جذبے سے متاثر ہو کر تالیف کیا تھا۔ شفیق کا مطمح نظر یہ تھا کہ انعام اللہ خاں یقین کے سلسلہ میں میر کے اعتراضات کا مسکت جواب لکھا جائے اور یقین کو میر سے بڑا شاعر ثابت کیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض تذکرہ نگاروں کے یہاں میر کی اختصار پسندی کے خلاف واضح ردِ عمل ملتا ہے۔ حکیم قدرت اللہ قاسم کا 'مجموعہ نغز'، خوب چند ذکا کا 'عیار الشعرا' اور نظم الدولہ سرور کا 'عمدہ منتخبہ' اسی ردِ عمل کا مظہر ہیں۔ ان تذکروں میں اختصار کے بجائے 'جامعیت بلحاظ اسما و افراد' کا رجحان ملتا ہے۔ بہر حال ردِ عمل اختصار کے خلاف ہو یا صاحب تذکرہ کے اسلوب تنقیدی نقطۂ نظر، اور اصابت رائے کے خلاف تذکرہ نویسی کی روایت منفی جذبات کے باوجود آگے بڑھی اور شعرائے

اردو کے متعدد تذکرے مرتب ہو گئے۔

۱۲۴۸ھ میں نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ دہلوی نے گلشن بے خار کے عنوان سے شعرائے اردو کے ایک تذکرے کی ابتدا کی اور ۱۲۵۰ھ کے آخر تک اسے مکمل کر دیا۔ یہ وہی شیفتہ ہیں جن کے بارے میں مرزا غالب نے کہا ہے ؎

غالب بفن گفتگو نازد بدیں ارزش کہ او
ننوشت در دیوان غزل تا مصطفےٰ خاں خوش نکرد

حالی نے یادگار غالب میں شیفتہ کی اصابت رائے، فطری سادگی اور ذوق شعری کی بہت تعریف کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیفتہ شعر فہمی اور ادبی ذوق کے اعتبار سے یگانہ روزگار تھے۔ مومن اور غالب جیسے نازک مزاج اور باکمال ان کے ذوق شعری کے مداح اور معترف تھے اور حالی نے تو صاف صاف اس بات کا اقرار کیا ہے کہ انہیں سب سے زیادہ فائدہ شیفتہ کی ہم نشینی سے ہوا اور شیفتہ نے ان کے ذوق شعری پر جلا کی۔ جلا ہی نہیں کی بلکہ نقد و انتقاد اور دید و دریافت کی صلاحیت کو ابھارا۔ گلشن بے خار چھ سو چوالیس شعراء کا مبسوط تذکرہ ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر کے بقول" اس میں تقریباً چھ سو شعراء کا مختصر حال ہے جو زیادہ تر تذکرہ قاسم سے ماخوذ ہے۔ لیکن بہت سے تذکروں سے زیادہ صحیح ہے۔" خدا معلوم ڈاکٹر اسپرنگر نے گلشن بے خار کو تذکرہ قاسم سے ماخوذ قرار کیوں دیا۔ یا تو انہوں نے گلشن بے خار کو غور سے پڑھا نہیں یا پھر جان بوجھ کر اغماض برتا۔ گلشن بے خار میں شیفتہ نے قاسم کے ترجمے میں واضح طور پر لکھا ہے "تذکرہ در حال فکر ریختہ نگاشتہ است و بملاحظہ نرسیدہ" ظاہر ہے کہ شیفتہ کے اس واضح بیان کے بعد اخذ و استفادہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دراصل گلشن بے خار کی مقبولیت، شہرت اور اعتبار کا سبب شاعروں کا مختصر حال نہیں ہے اگرچہ اس اختصار میں میر کے اختصار کی تشنگی کا احساس نہیں ہوتا کہ شیفتہ نے ضروری اور مناسب تفصیل کو ہر جگہ مدنظر رکھا ہے اور معاصرین کے سلسلہ میں اپنی قابل اعتماد ذاتی معلومات سے

پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ گلشن بے خار کو مقبولیت، شہرت اور اعتبار حاصل ہونے کی بنیادی وجہ شیفتہ کا صحیح شعری ذوق اور ان کی تنقیدی صلاحیت ہے۔ شیفتہ نے یہ کوشش کی ہے کہ روشِ عام اور ہمہ راہ نیکی یاد کردن کے اصول سے بلند ہو کر ہر دور کے شعرا کے کلام کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور ان کا شاعرانہ مرتبہ از سر نو متعین کیا جائے۔ گویا شیفتہ نے یہ کوشش کی ہے کہ اردو شاعری اور شاعروں کا دیانت دارانہ جائزہ لیا جائے۔ اس جائزہ کا مقصد شعرا کی بازیافت نہیں بلکہ ان کے کلام اور شاعرانہ رتبے کا تعین نو ہے۔ شیفتہ سے پہلے اس قسم کی کوشش کا احساس میر کے تذکرے میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ لیکن میر اکثر اوقات بیدردی طنز و تعریض اور تلخی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حاتم اور یقین کے ترجموں میں ان کا لہجہ بڑا درشت اور ناروا ہو گیا ہے اور اس درشتی نے میر کی تنقیدی عظمت کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ گردیزی، قائم، شفیق، مصحفی، میر حسن، قاسم، ذکا، سرور اور اسی عہد کے دوسرے تذکرہ نگاروں کے یہاں تنقیدی جائزے کی حیثیت ضمنی ہے۔ شاعرانہ مرتبے کے تعین اور کلام پر دیانت دارانہ رائے کے بجائے بیشتر تذکرہ نگاروں نے تعریف و توصیف کو اپنا شعار بنایا ہے کسی نے ضبط سنین کی کوشش کی ہے۔ کسی نے سوانحی حصہ پر زیادہ توجہ کی ہے۔ کسی نے شعرا کی سیرت ابھارنے کے سلسلہ میں دلچسپ واقعات، حکایتوں اور لطیفوں سے کام لیا ہے (ان سب کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے)، لیکن تنقیدی اشارے اول تو ہیں ہی نہیں اور اگر ہیں تو توصیفی الفاظ کے بوجھ سے اتنے دب گئے ہیں کہ ان کی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے۔ تذکرہ نویسی کے اس پس منظر میں گلشن بے خار کی اہمیت اور حیثیت دونوں بڑھ جاتی ہیں۔ شیفتہ نے مختلف شعرا کے بارے میں حقیقت پسندانہ رویّہ اختیار کیا ہے اور اپنے عہد کے شعری معیار اور ادبی قدروں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ شیفتہ اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق شعر کو فنِ شریف سمجھتے تھے اور طریقۂ راسخہ سے منحرف ہونے والوں کے بالکل قائل نہیں تھے۔ اسی اشرافیت اور طریقۂ راسخۂ شعرا کی پابندی نے شیفتہ کے بعض بیانات کے نکتہ چیں بھی پیدا کر دیئے۔

انشا اور نظیر اکبر آبادی کے سلسلہ میں شیفتہ نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان کی بنا پر وہ مورد الزام ٹھہرائے گئے اور گلشن بے خار کے جوابات تحریر کئے گئے۔ ان میں سے ایک جواب حکیم قطب الدین باطن نے گلستان بے خزاں کے نام سے مرتب کیا۔ گلستان بے خزاں کو اسپرنگر نے گلشن بے خار کا ناقابل فہم اردو ترجمہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ رائے صحیح نہیں ہے۔ گلستان بے خزاں کا لہجہ درشت سہی لیکن یہ گلشن بے خار کا ترجمہ نہیں بلکہ بڑا سخت جواب ہے۔

دوسرا جواب مولوی نصر اللہ خاں خویشگی خورجوی المتخلص بہ قمر نے 'گلشن ہمیشہ بہار' کے عنوان سے مرتب کیا۔ خویشگی گلشن ہمیشہ بہار کے دیباچے میں لکھتے ہیں: "بہ عمر سی سال بہ تقریب سیاحت وارد قصبہ بجنور کہ حصہ شمال است از مرادآباد شدہ بود کہ بمطالعہ این ننگ بنی آدم تذکرہ گلشن بے خار کہ از گل تراشی نواب مصطفٰے خاں شیفتہ است درآمد و دل بہ سیر خیابانش مائل شد و ہر یک گلشن را بہ نظر تحقیق دید، صفایش را بہ ہزار تدقیق ملاحظہ نمود سبحان اللہ باایں ہمہ محن و مشقت گلے کم یافت کہ بے خار باشد و روشے ندید کہ صاف از خاشاک بود پس بر عرق ریزی آں ساعی خیر رحم آمد کم بہ تصفیہ اش بستہ و بہ گلبن ہائے بے خارش و نونہالان ہندی و فارسی دیگر گلستانے جداگانہ آراستہ کہ خار را دراں دخلے نیست و خزاں را براں تصرفے نہ لہذا بہ گلشن ہمیشہ بہار نام یافت" اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ خویشگی شیفتہ کی تذکرہ نویسی کے معیار سے مطمئن نہیں تھے۔ اگرچہ انہوں نے باطن کی طرح برہمی کا اظہار نہیں کیا لیکن جہاں کہیں انہیں موقع ملتا ہے وہ شیفتہ اور استاد شیفتہ یعنی مومن کے سلسلہ میں طنز و تعریض سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً شیفتہ کے بھائی اکبر خاں اکبر کے ایک مطلع کے سلسلے میں لکھتے ہیں ؎

ہوا نہ شوق سے اس کوچے میں گزر اپنا ۔ ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا

من می گویم کہ اگر چنیں بودے ہوا ہے شوق سے جب کوچے میں گزر اپنا ۔ ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا

باخوشس می نمود مگر عجیب است کہ استاد چہ دست کشود اللہم الا ان یقال کہ فکرش رسائی نہ نمودہ۔ اکبر بھی شیفتہ کی طرح مومن سے مشورہ سخن کرتے تھے۔ خوشگی نے ایک تیر سے سب کو شکار کیا ہے۔ مومن کے ایک اور شاگرد شیخ غلام ضامن کرم کے سلسلہ میں لکھتے ہیں ؎

نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب — گو آہ سرزد باد سحر دونوں ایک ہیں

داغ را با گل کہ عبارت از درد است مناسبت نیست۔ بجائے گل اگر لالہ موزوں می کرد حسن تمام می بخشید یا رب کہ استادش از شیفتہ بہ مجاز رفتہ کہ بر کلام شاگرد باوجود مطالعہ اش حرفے نگفتہ" خوشگی نے استاد شیفتہ پر اعتراض کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ یہ بات الگ ہے کہ گل کے بجائے لالہ موزوں کرنے سے گل و عندلیب کی مناسبت ختم ہو جائے گی اور شعر میں خلا پیدا ہو جائے گا۔ غلام علی محی الدین عشق کے ترجمے میں خوشگی نے لکھا ہے "اگرچہ بعض سرد طبعان دیوان او را قابل عدم تماشہ نوشتہ اند فاما حق آنست کہ بہ نسبت دیگر خوش می گوید" بعض سرد طبعان سے شیفتہ مراد ہیں جو یہ لکھ چکے تھے "صاحب تصانیف بسیار است آما نظر بہ یکے از دیوانش کہ از نظر گزشتہ و ایں ابیات ازاں منتخب گشتہ شاید کہ آں ہم قابل تماشہ نباشد" اس بحث کو پھیلانے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خوشگی کے حالات زندگی پیش کر دیے جائیں تا کہ گلشن ہمیشہ بہار کی نئی اہمیت اور حیثیت متعین کرنے کے سلسلے میں صاحب تذکرہ کی شخصیت اور سیرت بھی سامنے رہے۔

مولوی نصر اللہ خاں خوشگی احمدی سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے۔ آپ شاہ عبدالحلیم غازی پوری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مولوی نصر اللہ خاں کے والد کا نام حکیم عمر خاں خوشگی تھا حکیم عمر خاں بن ملک داد خاں ایک بزرگ صاحب عظمت و فتوت تھے خورجہ میں علم طب کا فیضان ان کی ذات سے جاری ہوا تھا۔

حکیم عمر خاں کے تین صاحبزادے تھے۔ فیض اللہ خاں، نجیب اللہ خاں[1] اور نصر اللہ خاں

---

[1] نجیب اللہ خاں کا تخلص رمق تھا۔ گلشن ہمیشہ بہار میں ان کا ترجمہ موجود ہے

نجیب اللہ خاں اور نصراللہ خاں توام تھے۔ مولوی نصراللہ کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہوسکی لیکن قیاساً ۱۲۲۰ھ کو ان کا سال پیدائش قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کا انتقال ۲۷ سال کی عمر میں ۱۲۹۹ھ میں ہوا تھا۔ مولوی نصراللہ صغیر سن ہی تھے، کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور ان کے ماموں فتح خاں نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ چنانچہ مولوی نصراللہ دس برس کے سن میں اپنے ماموں کے ساتھ اعظم گڑھ چلے گئے۔ فتح خاں وہاں تحصیل داری کے عہدے پر فائز تھے۔ اعظم گڑھ میں مولوی نصراللہ سات آٹھ برس تک فنون سپہ گری و جوانمردی کی تکمیل میں مصروف رہے اور پہلوانی، کشتی، گتکہ، پھری، سواری، بندوق، تلوار سب میں کمال حاصل کیا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ فتح خاں نے ایک کاغذ اور کچھ پیغام حاکم ضلع کو بھیجا۔ مولوی نصراللہ یہ پیغام لے کر گئے۔ حاکم ضلع نے کاغذ دیکھ کر پڑھنے کا حکم دیا۔ مولوی نصراللہ کو بعض الفاظ پڑھنے میں دقت ہوئی اور بڑی غیرت آئی، چنانچہ انہوں نے پڑھنے لکھنے کی طرف بھی توجہ کی۔ ماموں نے ان کا شوق دیکھ کر انھیں مولانا چراغ علی کے سپرد کیا۔ اس وقت مولوی نصراللہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ مولانا چراغ علی نے اپنے شاگرد کو کتب درسیہ، قواعد فارسیہ، عروض، قوافی اور عربی صرف و نحو کی تعلیم دی۔ اس کے بعد مولوی نصراللہ کو علم دین کا شوق ہوا اور انہوں نے مولانا احمد علی چریاکوٹی کا تلمذ اختیار کیا۔ مولانا احمد علی ذی استعداد اور صاحب تصانیف بزرگ تھے ۱۲۴۶ھ میں وہ بنارس چلے گئے اور مولوی نصراللہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ بنارس کے تین سالہ قیام میں مولانا احمد علی نے اپنے شاگرد کے دل میں صحیح علمی ذوق و شوق اور لگن پیدا کر دی۔ یہ علمی ذوق مولوی نصراللہ کی پوری زندگی میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ "کتب درسیہ کہ جن کا معمول فارغ التحصیل علمائے زمانہ کا ہے ان سے بھی علاوہ نبیس کتابیں فقیر نے بحالت تعلق عہدہ ڈپٹی کلکٹری کے بتوجہ استاد اپنے کے پڑھی ہیں، چنانچہ اکثر استاد مرحوم مجھے پابند نوکری کا معذور متصور فرما کر خود میرے مقام پر چندے قیام کیا کرتے اور شکوک و

دقائق علوم کو حل کر دیتے تھے یہ کسی ڈپٹی کلکٹر کا اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لئے اساتذہ سے استفادہ کرنا کوئی تعجب خیز اور انوکھی بات نہیں ہے۔ علمی ذوق و شوق کے سلسلے میں یہ بات البتہ قابل توجہ ہے کہ ڈپٹی کلکٹری کی مصروفیات کے باوجود مولوی نصراللہ طلبہ کی ذہنی تربیت میں بھی مصروف رہے۔ مولوی افتخار عالم مارہروی نے حیات النذیر میں لکھا ہے کہ مولوی نصراللہ نے شمس العلما مولوی نذیر احمد اور ان کے بھائی مولوی علی احمد کو ہونہار اور ذہین دیکھ کر اپنے حلقہ درس میں لے لیا تھا۔ مولوی نصراللہ اس زمانہ میں بجنور میں ڈپٹی کلکٹر تھے کچھ عرصہ کے بعد ان کا تبادلہ مظفر نگر ہو گیا تو مولوی نذیر احمد اور مولوی علی احمد بھی ان کے ساتھ مظفر نگر گئے اور پڑھتے رہے۔ مولوی افتخار عالم کا بیان ہے کہ ان دونوں بھائیوں کی طبعی شوخی اور ذہانت کی وجہ سے خان صاحب بہت خوش ہو کر پڑھاتے تھے اور اکثر لوگوں کے سامنے صرف عربی کے سوالات پوچھنے، صیغے دریافت کرنے اور جواب پا کر اظہار مسرت فرماتے۔ جاڑے کے موسم میں دورے پر ساتھ لے جانے اور علم والوں سے صحبت ہوتی تو انہیں دونوں بھائیوں کو پیش کرتے۔ جہاں ڈپٹی صاحب کو شاگرد بنانے اور مرید کرنے کا شوق تھا وہاں یہ بھی تھا کہ اپنی ہی تصنیف کی ہوئی کتابیں پڑھاتے۔ خان صاحب کے ایک نحوی رسالے کا نام قمقام تھا۔ غرض ہمارے مولانا نے وہاں پانچ برس کے عرصہ میں نحو عربی میں شرح ملا تک اور منطق میں تہذیب اور میر قطبی اور فلسفے میں میبذی تک پڑھا[1]۔ درس و تدریس کا شوق، تصنیف و تالیف کا مشغلہ، طلبہ کی تربیت کا جذبہ، مولوی نصراللہ کی زندگی میں جز و اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ مطالعے کا بے حد شوق تھا اور عمدہ کتاب جس قیمت پر بھی ملتی خرید لیتے تھے۔ مولوی صاحب کی عادت تھی کہ زمین پر کہنی رکھ کر کتاب پڑھتے تھے۔ چنانچہ اس وجہ سے دونوں کہنیوں میں داغ پڑ گئے تھے۔

---

[1] حیات النذیر ۔ افتخار عالم مارہروی ص۱۵

اردو فارسی اور عربی کے علاوہ مولوی نصر اللہ پشتو اور ترکی سے بھی واقف تھے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مولوی نصر اللہ اپنے ماموں کے پاس کام سیکھتے رہے اور ۱۲۴۹ھ میں ان کے نائب مقرر ہو گئے کچھ عرصہ کے بعد تحصیل سلیم پور کے منصرم اور بعد ازاں گورکھپور میں تحصیلدار ہو گئے۔ مولوی نصر اللہ انتظامی امور کا فطری سلیقہ رکھتے تھے۔ راست باز اور دیانت دار تھے اس وجہ سے وہ جہاں بھی رہے مقبول رہے ۲۲ اکتوبر ۱۸۳۸ء کو وہ مین پوری میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۳۹ء میں ان کا تبادلہ بجنور ہو گیا۔ گلشن ہمیشہ بہار قیام بجنور ہی کی یادگار ہے۔ ۱۸۴۲ء میں مولوی نصر اللہ بجنور سے مظفر نگر تبدیل ہو گئے۔ یہاں چھ سات برس قیام رہا۔ آخر آخر میں مولوی صاحب گوڑگانوہ میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں آپ یہیں تھے۔ ہنگامہ ختم ہونے کے بعد آپ نے سرکاری نوکری ترک کر دی اور خورجہ میں خانہ نشین ہو گئے کچھ دن خانہ نشین رہنے کے بعد آگرے کے ایک رئیس جوتی پرشاد کا کام انجام دیتے رہے۔ پھر کچھ عرصہ کپورتھلہ میں گذارا لیکن اس ریاست کی ملازمت انہیں پسند نہ آئی اور وہ مستعفی ہو گئے۔ اب مولوی صاحب نے حیدرآباد کا رخ کیا ۱۲ جنوری ۱۸۶۵ء کو وہ خورجے سے روانہ ہوئے اور ۱۹ فروری کو حیدرآباد پہنچے یہاں سرسالار جنگ نے مولوی صاحب کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اول اول وہ ناظم فوجداری مقرر ہوئے اور آخر میں صدر تعلقہ دار ہو گئے تھے۔ مولوی نصر اللہ کے قیام حیدرآباد کی یادگاران کی مشہور تالیف "تاریخ دکن" ہے۔ "تاریخ دکن" مبسوط کتاب ہے اس سے مولوی نصر اللہ کے عمیق مشاہدے، تاریخی بصیرت، جغرافیائی معلومات کی وسعت اور انتظامی قابلیت کا اندازہ ہو سکتا ہے[1]۔ حیدرآباد میں مولوی صاحب نے بہت اچھا وقت گذارا۔ یہیں سے وہ ۱۲۹۲ھ میں حج بیت اللہ کے لئے گئے تھے دس گیارہ

---

[1] "تاریخ دکن" کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے اس کتاب کی تکمیل ۱۲۸۵ھ میں ہوئی تھی اور ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں مطبع نولکشور سے شائع ہوئی تھی۔

سال کی ملازمت کے بعد سالار جنگ نے آپ کا وظیفہ مقرر کردیا اور مولوی صاحب نے خورجے واپس آکر درس وتدریس، طلبہ کی ذہنی تربیت اور روحانی سلسلے کو رونق بخشی۔ مولوی نصراللہ کی زندگی کا یہ دور صوفیائے کرام کی یاد تازہ کرتا ہے اس عہد میں وہ ذہنی اور روحانی اصلاح میں ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں ۱۲۹۹ھ میں ۲۷ سال کی عمر میں مولوی صاحب کا وصال ہوا۔ مزار خورجہ میں مرجع خاص وعام ہے۔

ابتدا میں عرض کیا جاچکا ہے کہ مولوی نصراللہ قادریہ نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ اور شاہ عبدالعلیم غازی پوری سے بیعت تھے۔ شاہ صاحب نے مولوی صاحب کو خرقۂ خلافت بھی عطا کیا تھا۔ مولوی صاحب کے مریدوں اور معتقدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا دراصل مولوی صاحب کی پوری زندگی فیض رسانی، خلق خدا کی خدمت اور روحانی سربلندی کا نمونہ تھی۔

مولوی نصراللہ کی تصانیف کی فہرست خاصی طویل ہے اور یہ فہرست اردو، فارسی، عربی اور نثر کی پر محیط ہے۔ ان تصانیف کی تفصیل یہ ہے۔

گلشن ہمیشہ بہار	تذکرہ شعرائے اردو	فارسی
تاریخ دکن		فارسی
جامع الصرف		
منبع الصرف		
مجمع الصرف		
رکاز مظفر نگر		
نخبہ حسان النحو		فارسی
مقام النحو		عربی
حکمت بالغہ		اردو
تحفۃ المصلین		

شرح رباعیات یوسفی		فارسی
تریاک خورجب		
جامع فتح خانی	مشتمل برحالات فتح خاں	فارسی
تنویر تدابیر	قانون حیدرآباد	عربی
گنگ کچھری		اردو
نحو الصبا فین		
لغت عربی و فارسی		
تفسیر منیر اول		
یمن اظفری		ترکی

ان تصانیف کے علاوہ مولوی صاحب نے حکیم رضا علی خاں مرحوم حیدرآبادی کی کتاب "تذکرۃ الہند" کو اپنی تصحیح کے ساتھ ۱۲۹۰ھ میں شائع کیا اور حواشی کے ساتھ ساتھ کتاب کے آخر میں خاتمہ بھی لکھا ہے[1]

مولوی نصراللہ کی ان تصانیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں ادبیات کے مقابلہ میں علوم سے زیادہ شغف تھا اگرچہ وہ شعر بھی کہتے تھے اور قمرؔ تخلص کرتے تھے لیکن شاعری ان کی زندگی میں کسی خاص اہمیت کی حامل نظر نہیں آتی۔ فن شعر میں ان کے تخلیقی اظہار کو جوانی کی امنگ اور ذوقِ محفل آرائی سے زیادہ حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ غالباً مولوی صاحب نے دیوان بھی مرتب نہیں کیا تھا کیونکہ ان کی فہرست تصانیف اس کے ذکر سے خالی ہے۔ دیوان مرتب نہ کرنا بھی اسی امر پر دلالت کرتا ہے کہ مولوی صاحب کی شاعری ایک وقتی جذبے کے تحت ابھری تھی۔ وقت کے ساتھ یہ جذبہ بھی سرد پڑ گیا لیکن اس جذبے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ شعرائے اردو کا ایک تذکرہ

---

[1] مولوی نصراللہ کے حالات گلشن ہمیشہ بہار کے علاوہ ان کی سوانح عمری 'بیاض جانفزا' مرتبہ مولوی فرید احمد قادری غازی پوری۔ "تاریخ دکن" اور حیات النذیر سے ماخوذ ہیں۔

مرتب ہو گیا۔

گلشن ہمیشہ بہار اردو اور فارسی کے چار سو بیس شعرا کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اس میں اہم اور غیر اہم دونوں طرح کے شعرا شامل ہیں۔ تذکرہ نگار جن شعرا سے ذاتی طور پر واقف ہے ان کے حالات اور انتخاب کلام میں غیر معمولی طوالت سے کام لیا گیا ہے ہر چند کہ یہ طریقہ کار اصول تذکرہ نگاری کے منافی ہے لیکن مصنف نے اسی کو مد نظر رکھا ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں شائع ہوا تھا جس مطبوعہ نسخہ پر موجودہ نسخے کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کا سال اشاعت ۱۲۷۰ھ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ۱۲۷۰ھ سے پہلے بھی اس کی اشاعت ہوئی ہو لیکن یہ دعویٰ محتاج ثبوت ہے۔ دراصل اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار اپنے مصنف کے بقول اس زمانے کی تصنیف ہے جب مصنف کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ مولوی نصر اللہ کا یہ بیان ہم سبب تالیف کے ذیل میں پہلے ہی نقل کر چکے ہیں۔ اس بیان کی رو سے گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۵۷ھ کی تصنیف ٹھہرتا ہے۔ مولوی صاحب اس زمانے میں بجنور میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ سبب تالیف کے علاوہ مولوی صاحب نے اپنے ترجمے میں بھی صراحت کی ہے کہ "حالا عمرسی سالگی است بہ تحریک بعض احباب سخن گو گوہر شناس مجلس مشاعرہ می آراید۔" مولوی صاحب کے اس بیان کی تائید بعض قرآئن سے بھی ہوتی ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار میں نظام الدین ممنون متوفی ۱۲۶۰ھ، خواجہ حیدر علی آتش متوفی ۱۲۶۳ھ اور فتح خاں اسد تخلص متوفی ۱۲۶۲ھ کے ترجموں سے ان کے بقید حیات ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مولوی نصر اللہ نے اپنے ترجمے میں اپنے ماموں فتح خاں اسد کا تذکرہ ایک زندہ شخص کی حیثیت سے کیا ہے، لیکن ایک جگہ ان کے نام کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ یہ اضافہ غالباً تذکرے کی اشاعت کے وقت ہوا ہے۔ یہاں ایک اور غلط فہمی کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے۔ "نگار پاکستان" تذکرہ نمبر میں گلشن ہمیشہ بہار کے تعارف میں یہ جملے ملتے ہیں: "بعض قرآئن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں ہی مکمل ہوا اور اسی سال شائع کر دیا گیا۔ اس خیال کو یوں بھی

تقویت پہنچتی ہے کہ مصنف نے شیخ محمد ابراہیم متوفی ۱۲۷۱ ھ کو بقید حیات اور مومن خاں مومن متوفی ۱۲۶۸ ھ کو متوفی ظاہر کیا ہے۔ یہ بیان صحیح نہیں کیونکہ مومن کے ترجمے سے ان کی وفات کا احساس نہیں ہوتا بلکہ یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس ترجمے کی تحریر کے وقت مومن بقید حیات تھے۔ مومن کا ترجمہ یہ ہے " مومن خاں مومن از دودمان گرامی دارخاندان نامی است۔ از روز ولادت الی آن بہ سبب موافقت جہاں آباد و اہل آں بہ کشتی حرکت نہ کردہ و بوصل شاہدان شیریں و وصائل یاران نگین بلبلان نوشیں کام زباں حلاوت آگیں۔ نکتہ دان شیریں بیاں سخن گوے بر دش نکوے در طب طبیبے آزمودہ و در ہر علم نصیبے کافی ربودہ۔ دیوانش مملو از اصناف سخن و بہ شہرہ مثنویات او بہ اکناف زمن امروز جنس سخن را در بازار سخنوران از رواجے و بزمرہ عشق بازان این دیار عالی مزاجے است۔ اگرچہ بہ او بر نخوردہ ام فاما تیر محبتش بر دل خوردہ ام "۔ آخری جملے نے بات بالکل واضح کردی ہے۔ ابتدائی جملوں میں بھی از روز ولادت الی آں سے مومن کے بقید حیات ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے۔ ان تمام باتوں سے قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۵۷ ھ کی تصنیف ہے۔ ۱۲۷۰ ھ میں اشاعت پذیر ہونے سے یہ سوال البتہ پیدا ہوتا ہے کہ تیرہ سال تک اس کی اشاعت کیوں نہیں ہوئی یا پھر یہ کہ ۱۲۷۰ ھ سے پہلے بھی اس کی اشاعت ہوئی تھی۔ اس سوال کا کوئی جواب ممکن نہیں۔ بہرحال گلشن ہمیشہ بہار کی تصنیف اور اشاعت میں تیرہ سال کا فصل ہے۔ لیکن اس فصل میں مصنف نے تذکرے میں کوئی اضافے نہیں کئے اور نہ اس دوران میں وفات پانے والے شاعروں کے ترجموں میں ضروری ترمیم کی۔

ہم ابتدا میں اس امر کی صراحت کر چکے ہیں کہ گلشن ہمیشہ بہار کی تصنیف کا مقصد جوابی کارروائی ہے۔ مولوی نصراللہ موقع محل کی مناسبت سے شیفتہ اور استاد شیفتہ کے سلسلے میں طنز و تعریض کو روا رکھتے ہیں لیکن بحیثیت مجموعی وہ شیفتہ کی خوشہ چینی سے آگے نہیں بڑھے۔ معدودے چند شاعروں کے علاوہ جن سے وہ ذاتی طور پر واقف تھے (اور یہ سب غیر اہم شاعر ہیں) باقی تمام شعرا کے ترجموں میں انہوں نے شیفتہ سے استفادہ ہی نہیں کیا بلکہ چند نقروں کی تبدیلی سے ان کی

پیش کردہ معلومات کو اپنا سرمایہ بنا لیا ہے۔ دوسروں کی معلومات سے فائدہ اٹھانا کوئی معیوب بات نہیں۔ چراغ سے چراغ جلتا آیا ہے لیکن دوسروں کی معلومات کو اپنا سرمایہ بنا لینا یقیناً قابل اعتراض ہے اور خصوصاً اس صورت میں جب کہ مقصود و منشا ردکھنا ہو۔ بات صرف شعراء کے ترجموں ہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ انتخاب کلام میں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے ہم نے متن میں ان تمام اشعار کی نشاندہی کی ہے جو گلشن بے خار سے لئے گئے ہیں۔ اس تقابلی مطالعے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ گلشن ہمیشہ بہار میں گلشن بے خار کا فیض کس حد تک نمایاں ہے۔

مولوی کریم الدین نے تذکرہ نگاری کو تاریخ کی شاخ قرار دیا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ شعراء کے حالات قلم بند کرنے کے سلسلے میں تاریخ کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے ضبط سنین کی کوشش کی جائے اور شعراء کی زندگی کو تاریخی ترتیب اور دیانت کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ہماری تذکرہ نویسی کی روایت میں بعض ایسے تذکرے ملتے ہیں جن میں یہ اصول برتے گئے ہیں۔ ضبط سنین کے اعتبار سے شفیق اور مصحفی کے تذکرے اور تاریخی اصولوں کے اعتبار سے علی ابراہیم کا تذکرہ گلزار ابراہیم مثال کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ عام تذکرہ نگاروں نے بھی اکثر و بیشتر ان اصولوں پر عمل کیا ہے اور مختلف شعراء کے سن وفات قلم بند کئے ہیں لیکن مولوی نصر اللہ نے اس سلسلہ میں کوئی خاص اہتمام نہیں برتا ہے۔ وہ تاریخ کا بڑا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ تاریخ دکن اسی ذوق کا کرشمہ ہے مگر گلشن ہمیشہ بہار میں ضبط سنین اور واقعات کی تاریخی تنقیح کا وہ تصور نہیں ملتا جو تاریخ دکن کے مولف کے شایان شان ہے

کسی تذکرے کی قدر و قیمت اور حیثیت متعین کرنے کے سلسلے میں جن اصولوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے ان میں پہلا اصول خود تذکرہ نگار کی شخصیت ہے۔ اہم ادبی شخصیتوں نے جو تذکرے مرتب کئے ہیں ان کی حیثیت بہت اہم ہے۔ میر، قائم، مصحفی اور شیفتہ کے تذکرے صاحب تذکرہ کی اہم ادبی شخصیت کی وجہ سے بہت زیادہ اہم ہو گئے ہیں۔

مولوی نصراللہ اپنے دور کی ایک اہم شخصیت تھے لیکن ادبی اعتبار سے انہیں کوئی نمایاں مرتبہ حاصل نہیں تھا اس وجہ سے گلشن ہمیشہ بہار کو وہ ادبی افتخار حاصل نہیں ہو سکا جو بعض دوسرے تذکرہ نگاروں کے حصے میں آیا۔ ان تذکرہ نگاروں نے جو میر، قائم، مصحفی اور شیفتہ جیسا ادبی مرتبہ نہیں رکھتے تھے اپنے تذکروں میں شعرا کی شخصیت ابھارنے کی کوشش کی۔ دلچسپ واقعات، معاصرانہ چشمک اور نوک جھونک کے بیان ادبی مناقشوں کی تفصیل اور عام شاعرانہ فضا کے اظہار سے ان لوگوں نے اپنے تذکروں کو دلچسپ اور جاذب نظر بنا دیا اور شاعروں کو زندہ حیثیت سے پیش کیا۔ مجموعۂ نغز، خوش معرکۂ زیبا اور گلستان سخن میں یہی انداز اختیار کیا گیا ہے اور جامعیت کی کوشش کے باوجود شاعر اور شاعرانہ فضا اور ماحول کو اجاگر کرنے میں سلیقے کو مدنظر رکھا گیا ہے تذکرہ نگاروں نے مختلف شعرا کا مقابلہ و موازنہ بھی کیا ہے اور ہر تذکرے میں تذکرہ نگار کی ذاتی تحقیق و جستجو کا بڑا حصہ شامل ہوتا ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار میں یہ خصوصیات برائے نام ملتی ہیں۔ تاہم اس میں بعض ایسی معلومات ضرور موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے حواشی میں اس نوع کی معلومات کی صراحت کی ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار کی تنقیدی اور تحقیقی خوبیاں اور خامیاں بھی حواشی ہی میں معرض بحث میں آئی ہیں لہذا یہاں ان کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھا گیا کہ یہ خواہ مخواہ کی تکرار ہوگی۔

گلشن ہمیشہ بہار اگرچہ ایک جوابی تذکرہ ہے لیکن مولوی نصراللہ کا لب و لہجہ مہذب، سنجیدہ اور متین ہے۔ ایراد و اعتراض کے مواقع پر بھی ان کی متانت اور سنجیدگی برقرار رہتی ہے جو ایک علمی اور ادبی تصنیف کے شایان شان ہے۔ مولوی نصراللہ چونکہ ایک صوفی بزرگ تھے اس لئے تذکرے میں بھی انہوں نے صوفیانہ اخلاق کو برقرار رکھا ہے اور علمی سنجیدگی کی فضا ہر جگہ برقرار رکھی ہے۔

گلشن ہمیشہ بہار کی ترتیب ابجد کے قاعدے پر ہے اگرچہ اس ترتیب میں جا بجا خامی

کا احساس ہوتا ہے۔ الف ممدودہ اور مقصورہ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا اور کاف گاف میں کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔ تذکرے کی ابتدا فتح خاں المتخلص بہ اسد کے ترجمے سے ہوتی ہے۔ فتح خاں مولوی نصر اللہ کے ماموں تھے۔ انھیں کی آغوش تربیت میں مولوی نصر اللہ نے پرورش پائی تھی۔ فتح خاں سے تذکرے کی ابتدا کرنا عقیدت کا بڑا مؤثر اظہار ہے۔ اسی سے مولوی نصر اللہ کے مزاج۔ افتاد طبع اور شرافت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ابتدا میں صراحت کی جا چکی ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار اردو اور فارسی کے شعرا کا تذکرہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ شعرائے اردو ہی کا تذکرہ ہے۔ فارسی شعرا کی حیثیت ضمنی ہے۔ فارسی کے جو شعرا اس میں شامل ہیں وہ سب کے سب ایسے ہیں جن سے مولوی نصر اللہ ذاتی طور پر واقف تھے۔ گلشن بے خار کے مقابلے میں گلشن ہمیشہ بہار میں شعرا کی تعداد خاصی کم ہے۔ دراصل مولوی نصر اللہ نے نسبتاً زیادہ معروف شاعروں کو اپنے یہاں جگہ دی ہے۔ انھوں نے جو اضافے کیے ہیں وہ ان شاعروں کے ہیں جو غیر معروف تو تھے لیکن مولوی صاحب اُن سے بذاتِ خود واقف تھے۔

گلشن ہمیشہ بہار اگرچہ ۱۲۷۰ھ میں شائع ہو گیا تھا لیکن اردو کی ادبی تاریخوں میں اس کے حوالے نہ ہونے کے برابر ہیں اور مطبوعہ نسخہ بھی بہت کمیاب ہے۔ مطبوعہ نسخے کی کمیابی تو تعجب خیز نہیں لیکن یہ سوال ضرور اہم ہے کہ ہمارے ادبی مورخوں نے اس تذکرے سے کیوں اغماض برتا۔ بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ مولوی نصر اللہ شاعر کی حیثیت سے معروف نہیں تھے معاصر تذکرے ان کے ترجمے سے خالی ہیں، شاعر کی حیثیت سے ان کا نام نہ آنا اپنی جگہ صحیح لیکن تذکرہ نگار کو اس طرح فراموش کر دینا کہ اس کا اور اس کے تذکرے کا کہیں نام بھی نہ آئے یقیناً حیرت کا باعث ہے مولوی نصر اللہ اپنے دور کے معروف بزرگ تھے انہوں نے گلشن ہمیشہ بہار میں بھی اپنے حالات تفصیل سے

لکھے ہیں اور ان کے ایک مرید مولوی فرید احمد فاری پوری نے بھی بیاض جانفزا کے عنوان سے ان کی سوانح مرتب کرکے شائع کی تھی۔ لہذا یہ عذر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ کہ تذکرہ نگار کے حالات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کے کارنامے کو نظر انداز کیا گیا۔ بظاہر تو یہ وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار کی محدود اشاعت اور نایابی نے اسے معروف نہ ہونے دیا اور لوگ اس کے وجود سے بے خبر رہے۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ پروفیسر ممتاز حسین نے میر امن کی تاریخ وفات متعین کرنے کے سلسلہ میں گلشن ہمیشہ بہار کا ایک اقتباس پیش کیا ہے۔ ان کا پورا بیان یہ ہے: "نصر اللہ خاں قمر خورجوی اپنے تذکرے گلشن ہمیشہ بہار میں احسن شاعر کے ذکر میں یوں لکھتے ہیں" احسن۔ میر احسن نام دارد۔ پسر میر امن از خوش فکران مرشد آباد است۔ جوانے دلچسپ دیا اکثر خوبی موصوف، مدتے در عظیم آباد می باشد و از فیض صحبت فقیہہ صاحب درد مند شاگرد مرزا مظہر جانجاناںؒ۔ انشا خوب می نویسد و در تاریخ دانی دستگاہ درست دارد۔ پدرش روز پنجشنبہ وقت صبح سال ۱۲۱۷ھ رہ آورد بادیۂ فنا شد۔ بعد وفات پدر نا مدار نواب الدولہ کہ از امرائے آں دیار اند او را بسلک مصاحبت خود منسلک کردند"۔ گلشن ہمیشہ بہار کا جو مطبوعہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس میں میر حسن احسن کا ترجمہ ہے نہ یہ عبارت۔

بحیثیت مجموعی گلشن ہمیشہ بہار اوسط درجے کا تذکرہ ہے لیکن اردو تذکرہ نگاری کے ارتقا میں اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ گلشن بے خار سے ماخوذ ہونے کے باوجود اس میں مصنف کی ذاتی تحقیق و جستجو بھی موجود ہے اور اس کے ذریعہ سے بعض نئی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ ادبی تحقیق و جستجو کے موجودہ دور میں ادبی تاریخ کے تمام ماخذ کو منظر عام پر لانے

---

(۱) باغ و بہار مرتبہ ممتاز حسین ص ۲۷-۲۸

کی کوششیں ہو رہی ہیں تاکہ ادبی تاریخ کے تمام پہلو سامنے آجائیں اور ہر پہلو کی تنقیح ہو جائے۔ اسی خیال کے پیش نظر انجمن ترقی اردو نے اسے اپنے اشاعتی پروگرام میں جگہ دی جس مطبوعہ نسخہ پر موجودہ نسخے کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ترقی اردو بورڈ کراچی کی ملکیت ہے۔

اس تذکرے کی ترتیب میں جن بزرگوں اور دوستوں نے میری اعانت فرمائی ان میں پہلا نام جناب محمد ابوبکر خاں صاحب خویشگی رئیس خورجہ کا ہے جو صاحب تذکرہ کے پوتے ہیں موصوف ہی کے کرم سے میری رسائی مولوی نصر اللہ کی سوانح عمری تک ہوئی اور بعض بڑی اہم باتیں بھی معلوم ہوئیں۔ میں موصوف کا بیحد شکر گذار ہوں۔ جناب ڈاکٹر ابو اللیث صاحب صدیقی صدر شعبہ اردو، جامعہ کراچی، استاذی ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب صدر شعبہ اردو جامعہ سندھ، استاذی پروفیسر غضنفر امروہوی صدر شعبہ اردو اردو کالج اور برادرم شمس زبیری مدیر نقش نے مجھے مفید مشوروں سے نوازا۔ جناب لطیف اللہ صاحب بخاری استاد شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ناظم آباد نے متن کی تصحیح اور مقابلے میں میرا ہاتھ بٹایا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

روشن سراج ناظم آباد ۲، کراچی ۱۸ اسلم فرخی ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء

ان هذه تذكرة

دل سیری باد دیوان گو عالم سے مجمع ریختہ + باغ میں گلشن ہمیشہ بہار سے یہ تحفہ تذکرہ

الحمد للہ کہ بنا نمیدامیزد ذو الجلال تذکرہ عجیب و غریب کہ بر تعلش
منجر از فصاحت و بہ سطر سطرش دال بر بلاغت ییفنے

گلشن ہمیشہ بہار

سالم از لحن ادیبو زبان عجب گردار و حلو از چند لسان خوش شنوا
دلدادگان شیرین گفتار از خیابان ارایش باغبان گلدار شیرینیا

مصنفہ مولوی عبد العلیم نصر اللہ خان خویشگی احمدی خورجوی دام ظلہ

در مطبع مفتاح الاخبار باہتمام محمد عثمان خان جلیۂ انطباع پوشید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہزاران ہزار حمد و ثنا بہار آرائے گلستان فصاحت راست کہ طوطیان چمن قدم و گلشن حدوث بالوف لطائف و صنوف نکات ہر دم بسپاسش صفیر سنجی از توئی توئی می کنند و گلدستہ ہائے درود بے شمار نثار نخل بند گلشن بلاغت باد کہ قمریان تنزیہ و تشبیہ بحسن نطقش بصد شوق دید ارش صدائے کوکو میزنند سیرابی بخش بوستان غبرا و رونق دہ صحن خضرا تا چار باغ دین و دنیا با نتظام ہر چہار پیشکاران صدق و یقین گل فشاں است ازیں سو ہدیہ بروح پاک شاں رساند و ازاں سو قبول گرداند پس ازیں ژولیدہ بیان میگوید عبد العلیم نصر اللہ خاں اثیم احمدی خویشگی خورجوی درگذر وحق از کردہ او کہ بعمر سی سالہ (۳۰) بتقریب سیاحت وارد قصبۂ بجنور کہ حصہ شمالی است از مراد آباد شدہ بود کہ بمطالعہ ایں ننگ بنی آدم تذکرہ گلشن بے خار کہ از گل تراشئ نواب مصطفٰی خاں شیفتہ است ۔ درآمد و دل بسیر خیابانش مائل شد و ہر یک گلشن را بنظر تحقیق دید و صفائش را بہزار تدقیق ملاحظہ نمود سبحان اللہ بایں ہمہ

محن و مشقت موجد گلے کم یافت کہ بے خار باشد و ردشے ندید کہ صاف از خاشاک بود پس بہ عرق ریزی آں مساعی خیز رحم آمد کمر بہ تصفیہ اش بستہ ولگبن ہائے بے خارش و منونہالان منہ دی زنارسی دیگر گلستا نے جداگانہ آراستہ کہ خار را دران دخلے نیست و خزاں را بران تصرفے نہ لہذا "گلشن ہمیشہ بہار" نام یافت۔ چشم انصاف بکشا و بسیرش درآ۔

خیابان "الف" کہ آبیاری حرف اول سیراب گلغشان است۔

اسد۔ اسد خاں مشہور بہ فتح خاں

اسد تخلص و اسد خاں نام مشہور لفتح خاں از عالی خاندان خورجہ است از قوم خلیل راقم حروف نسبت ہمشیرہ زادگی و فرزندی باں والاتبار و حاتم دوراں دارد وکسب سخن از فارغ شاہ خورجوی کردہ درحلقہ زبان آوراں نامی بمجلسہ اہل علوم گرامی شد مدائے دراز در وصف دلاداران بافسری لبر بردہ کہ نتیجہ اش از سرکار ہائے انگلینڈ باوجود لبر بردن عمرے بامانت و دیانت خبر عہدہ تحصیل داری بیچیک بدست نیاوردہ این راجبر کجروی چرخ ناہنجار و گردون دون پرور وعکس رفتار چہ تصور کردہ آید چہ سرکار عالی اہالی انگلینڈ فی الحال نچنانست کہ سعی کسے را زایل کند و مزدش ضبط کند بالفعل در چکلہ اعظم گڑھ خاص کہ از متعلقات سرکار جون پور است بہ عبادات الٰہی و انجام کار سرکار بامانت تا منتہای بایں عمر کہ زاید از شصت سال خواہد بود لبسر می برد و متوقع قدردانی است۔ بحکم۔ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

زاید از سی سال شد کہ بسبب بے زری قصد وطن نکرد و اوصاف جمیلہ و حمایدہ نبیلہ آں برگزیدہ انفس و آفاق بر زبان خلایق نہ بحدے جاریست کہ در تحریر آری و اگرچہ از زمان دراز زیادہ از زیادہ نتائج افکار آں بزرگ بدست

خلایق رسیدہ فاما نوبت تدوین آں بسبب علوی ہمت آں حاتم زمان ہنوز نہ رسیدہ فکر عالی در فارسی و طبع عالی در ہندی دارد از وست شعر:۔

می خلد در سینہ ہر دم تیر مژگان کسے　　تا قیامت بہ نگردد زخم پیکان کسے

سرو را با قامت دلدار نسبت می دہند　　سرو یک چوب است با رعنائی تنہا کسے

جاں بلب آمد ز بیتابی ولے حاصل نہ شد　　اے اسد یک قطرہ از چاہ زنخدان کسے

صدا پُر درد آہے سرد و چشم زار باید
ترا سوزے دسازے اے دل چو موسیقار باید

اگر می آمدی یارم بہ گل گشت چمن اے سرو
باستقبال تعظیمش ترا رفتار باید

آہوئے چشم تو ز گلشن حسن　　سنبلستان چہ بہرہ می آید

اے اسد از رسائی طبعت　　ہر کلامت رسیدہ می آید

جور و جفا سے پیارے دل چور ہے ہمارا　　تس پر بھی قتل تم کو منظور ہے ہمارا

حیرت میں کیوں کھڑا ہے احوال دیکھ ہمدم　　مدت سیتی یہی کچھ دستور ہے ہمارا

اک عمر ہو گئی ہے آنکھوں کو بہتے بہتے　　جاری نہ آج کل سے ناسور ہے ہمارا

اس دن سے لا کے یارو بند قفس میں ڈالا　　ورنہ تو آشیانہ بس دور ہے ہمارا

پہونچا ہے عاشقی سے از بسکہ فیض ہم کو　　ہر شہر میں اسد خاں مذکور ہے ہمارا

۱؎ فتح خاں کا انتقال ۱۷ ذیقعدہ روز یکشنبہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۸ نومبر ۱۸۴۶ء کو اعظم گڈھ میں ہوا تھا۔ خوشگی نے ان کے حالات 'فتح خانی' میں تحریر کئے ہیں۔

وانکہ صاحب تذکرہ گلشن بے خار این مطلع ـــ دلہ

کیا ہوا گر چشم نم سے خوں ٹپک کر رہ گیا

بادۂ گل گوں کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

از الفت خاں خورجوی متخلص بعاجز نوشتہ راہ راست را درست نہ پیمودہ من می گویم کہ کس از افاغنہ خورجہ نہ الفت خاں نام دارد و عاجز تخلص بلکہ این مطلع کہ در شہرت حکم آفتاب دارد از افق طبع طغرائے من است[۱] از اشعار مطلع است دلہ :۔

ایک کیا کوہ طور جل جاتے یہ سب ارض وسما[۲]

خیر تھی اس میں کہ ذرہ ہی چمک کر رہ گیا

لخت دل آیا تھا یار و اشک کے ہمراہ ہو

نوک مژگاں تک جو پہونچا پھر اٹک کر رہ گیا

آتش فرقت سے تیری شمع رو یکبارگی

تن مرا جوں خار و خس تھا سب بھبک کر رہ گیا

راز الفت تھا جو کچھ قیس نے پہچانا تھا

عین ہشیار تھا اس فن کا نہ دیوانہ تھا

---

۱ یہ مطلع نہ الفت خاں عاجز کا ہے نہ اسد خاں اسد کا ہے بلکہ شاہ نصیر کا ہے۔ انتخاب دیوان شاہ نصیر میں مولانا حسرت موہانی نے نصیر کا یہ مطلع اور تین شعر درج کیے ہیں۔

۲ لفظ یہ زائد ہے۔ مصرع یوں ہوگا۔ ایک کوہ طور کیا جل جاتے سب ارض وسما۔

کیا مجھکو شعور گفتگو کا | جو بات کہی اسی میں چڑ کا
جینے کی ہوس نہ موت کا غم | میں سر سے گزر چکا کبھو کا
قسمت پہ ہے وصل یار موقوف | یہ کام نہیں ہے جستجو کا
ساغر کو مرے تو بھر دے ساقی | کیوں بند کیا ہے منہ سبو کا
اس جا سے اسد کو مت اٹھاؤ | بیٹھا ہے یہ منتظر کسو کا

اس کماں ابرو نے یہ کیا کام شائستہ کیا
تیر مژگاں سے غریب عاشق کا دل خستہ کیا
زندگی رندوں کی کیوں کر ہوگی اے پروردگار
محتسب نے میکدہ کا بند اب رستہ کیا
ایک بوسہ پہ بکا تو بیچنے دل کے تئیں
اے اسد کیوں گوہر نایاب کو سستا کیا

شکل یوسف کی کہاں اور اے پیارے تم کہاں
ہمسر خورشید ہووے طاقت انجم کہاں
کچھ نہایت ہی ملائم تھا بدن اس یار کا
پا سکے ہے اس کو اے دل نرمی قاقم کہاں
گر تجھے دینا ہے ساقی دے دے اب جام شراب
گردش گردوں ہے پھر یہ میکدہ اور خُم کہاں
اے مسیحا دم تو اپنے کُشتگاں کی لے خبر
منتظر اعجاز لب ہیں پھر صدائے قُم کہاں
سرہانے دیکھ مجھکو یوں لگا کہنے وہ شوخ
اے اسد بیٹھے ہی بیٹھے ہوگیا ہے گُم کہاں

آتش۔ خواجہ حیدر علی

آتش تخلص خواجہ حیدر علی نام از شعرائے مسلم لکھنواست۔ آزادانہ بسر می برد و حتا کسارانہ در مجمع نکتہ سنجان ہوشمند شعرش دل پسند۔ پایہ بلند دارد ایں اشعار از نتائج فکر آں موزوں طبع بہ ثبت در آمدہ شعر:۔

جیسی ہیں بوئے گل کی طرح سے جہاں میں ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکاں میں ہم (گ۔ب)

لہ

خاک میں مل کے کبھی ہوگا یہ غبارِ دامن
کمرِ یار سے اُٹھتا نہیں بارِ دامن ”

لہ

ایڑیوں تک نہ تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آلئے ہوتی ”

آبرو۔ شاہ مبارک

آبرو تخلص شاہ مبارک نام لقب نجم الدین نژادش از گوالیار است۔ از اولاد محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ نسبت تلمذ با آرزو دارد طبع متانت مائل بسخن نفیس در ہر الباب قابل۔ ازوست بیت۔

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے (گ ب)

سر سے رنگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں

یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

امجد۔ نواب امجد علی خاں

امجد تخلص نواب امجد علی خاں نام از اولاد نواب عبدالاحد خان بہادر بود، خاک نژادش از کشمیر و مولدش بقعہ پاک کہ عبارت از شاہ جہان آباد است۔ در بطون حصول نسبت از حضرت شاہ آبادانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نمودہ بخرقہ و کلاہ سر افتخار افراختہ و باجازت بلکھنو شتافتہ بکارہائے جلیل اعزاز نیافتہ آخر بعہدہ امیر نزک در سرکار شاہ اودھ سرافراز بودہ صدہا کس از فیض ظاہری و باطنی آں بزرگ مستفیض شدند صاحب استعداد بلیغ بود و در کشور سخن صاحب بزلیغ عرصہ شد کہ بر شعر

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم　　　جسم بگزارم سراسر جاں شوم

جاں بجاں آفریں سپردہ۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ از وست۔

مری نظروں میں جب اس زلف کی تصویر پھرتی ہے

تو وحشت ساتھ اپنے لئے زنجیر پھرتی ہے

الٰہی خیر کیجو تیس کی کچھ جی دھڑکتا ہے

کہ لیلیٰ صحن خانہ اپنے میں دل گیر پھرتی ہے

جنوں نے جوش جن باتوں سے ڈالا قیس کے دل میں

ہمارے دل میں بھی اب۔ تو وہی تقریر پھرتی ہے

بہت چاہا کہ اے امجد نہ ہو اس شوخ کے عاشق

ولیکن کیا کریں پھیرے سے کب تقدیر پھرتی ہے

جب نفس کو وہ مست بے سر شمشیر بنا لایا
سرِ دینے کی تب میں بھی تدبیر بنا لایا

پھرتے ہیں جسے ڈھونڈھتے سب شیخ و برہمن
امجدؔ نے اسے صورت انسان میں دیکھا

کیا کہیں تجھ سے ہم کہ کیا ہیں ہم
مظہر خاص کبریا ہیں ہم

ملک خودی اپنی سے جدا ہو کر
پھر ذرا دیکھ تو کہ کیا ہیں ہم

عاشق اپنے پہ آپ ہیں ہم تو
پھر یہاں کس کے مبتلا ہیں ہم

حضرت عشق نے کہا ہم سے
کفر و اسلام سے جدا ہیں ہم

یوں تو سب کچھ ہیں ہم ولے امجد
کوچۂ یار کے گدا ہیں ہم

ترے کوچے میں جب ہم رفتہ رفتہ راہ کرتے ہیں
تو سر اپنے کو پہلے فی سبیل اللہ کرتے ہیں

شکایت عاشقوں سے بدنما ہوتی ہے اے امجدؔ
اگر جور و جفا بھی ہو تو کب وہ آہ کرتے ہیں

یہ دل ہر دم ستاتا ہے بھلا کیجے تو کیا کیجے
نہیں پہلو سے جاتا ہے بھلا کیجے تو کیا کیجے

فقط کچھ تو ہی دل کے ہاتھ سے نالاں نہیں امجدؔ
اک عالم غُل مچاتا ہے بھلا کیجے تو کیا کیجے[1]

---

[1] عالم کا ع تقطیع سے خارج ہے۔

آرزو ۔ سراج الدین علی خاں

آرزو تخلص سراج الدین علی خاں نام اظہار حالش معرا از آرزوست چہ عالمے باتاشش بصد آرزو متوجہ :۔

عشق روزیکہ بما خلعت سودا بخشید   جامہ داری بمن از دامن صحرا بخشید

آزردہ ۔ صدر الدین خاں

آزردہ تخلص صدر الدین خاں نام خلعت صدر الصدوری دہلی بر قامتش زیباست بالائے دالایش صدر صدارت را زیب افزا صاحب طبع فصیح و بہ نمک قابلیت ملیح حق جل وعلی رجود باجود اورا چشمہ فیض آفریدہ و عالمے از خوان احسانش مایدہ نا بدہ برگزیدہ در فصاحت و بلاغت سحبان زمان و در حکمت و معانی ارسطا طالیس دوراں حاکے باعدل و داد است و در فضائل و محاسن شخصے است بے مثل و آزاد اگرچہ بصحبتش نہ رسیدہ ام فاما اوصاف گرامی اورا از زبان عوام و خواص بسیار از بسیار شنیدہ ام اعلی اللہ درجاتہ فی الدارین از فکر عالی اوست :۔

اُلجھنے کو بلا ہیں آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب
لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشاں کو   (رگ ب)

ترے مجروح کے سینہ میں کچھ گرمی سی باقی تھی
وہیں بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکاں کو   (ر ر)

مکھڑا وہ غضب زلف سیاہ نام وہ کافر
کیا خاک جیئے کوئی شب ایسی سحر ایسی

باتنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی[1]

آزر۔ جوالا پرشاد

آزر تخلص جوالا پرشاد نام قوم کشمیری نژادش از لکھنو است چندے بطلب عاطفت برادر مہین خود یعنی مشفق گنگا پرشاد رند تخلص بضلع بریلی وگول واکبر آباد گذرانده۔ واز بدو شعور موزونی طبع از برادر خودش کرده در شعر گوئی فارسی و ہندی دست گاه بلند و مایہ دل پسند بہم رسانیده مدت ہا بعہده شس یعنی تہانه دارشاه دره وغیره منصب امیر عسس یعنی کوتوالی کرانہ متعلقہ ضلع میرٹھ خوش گزران مانده واکنون بنظارت نظامت و فوجداری ضلع متھرا معزز است و ہمدر ان شہر طرح اقامت انداختہ کلامش دل پذیر بر ناؤ پیر و در فن انشا معدوم النظیر نمک خوان قابلیت و مردمک دیده اہلیت است شعلہ فکرش آتش زن سینه عشاق و مذاق گفتارش چاشنی بخش ہنرمندان آفاق اگرچہ با ودرنہ خورده ام فاما با برادر کلانش صحبت ہائے رندانہ و خندانہ مدت ہا گزرانیده ام ایں ابیات شرر ہائے منور از شعلہ طبع روشن اوست:۔

بتا اے باغباں مجھ کو یہ کس گل رو کی آمد ہے
کہ جو ہر گل سے اُس یار کی کچھ بو کی آمد ہے

وہاں اس کی گلے کے ہار سے خوشبو کی آمد ہے
یہاں اشکوں کے میرے تار سے لوہو کی آمد ہے

تری فرقت میں جاناں اس طرح آنسو کی آمد ہے
ذرا تھمنے نہیں گویا کہ آب جو کی آمد ہے

---

[1] کذا صفحہ ۲۲ پر یہ شعر تاب سے منسوب ہے۔ [2] کذا

ہمارے شوخ جادو چشم گل رو کی زیارت کو
چمن سے بلبل اور میدان سے آہو کی آمد ہے

شوق میں کھائے ہیں اس چہرۂ گل گون کے گل
کیوں نہ رنگیں ہوں مرے گلشن مضمون کے گل
باغ میں پھولوں نے حسرت سے گریباں پھاڑا
دیکھ کر آج ترے عاشق مفتون کے گل
تیری آنکھوں کے تصور میں صنم نرگس کے
اُگ اٹھے گور سے مجھ عاشق مدفون کے گل
آزر اب پرچہ کاغذ پہ بقول اخگر
کون کترے ہے سوا تیرے یہ مضمون کے گل

ترے غم سے ضعیف اتنا ہے جاناً گلبدن میرا
کہ اب مجھ کو گراں ہے جسم پر ہر موئے تن میرا
کیا ہے ضعف نے یہ حال او نازک بدن میرا
کہ دن میں لوگ سو سو بار سیتے ہیں کفن میرا
یقیں ہے منہ سے کلیوں کے وہیں چٹکی لگے بجنے
چمن میں گر جمائی لیوے وہ غنچہ دہن میرا
یہ گھبرایا مجھے اس عشق کی وحشت نے اے آزر
کہ ہے دشت جنوں سے دھجیاں سب پیرہن میرا

ٔ کذا

دل مرا جب سے ہوا زلف پہ مائل آکر | پڑگئی پا میں مرے جیسے سلاسل آکر
تو نے کیا سحر کیا زشک پری جو میرا | دیکھ منہ دور سے پھر جاتے ہیں عاقل آکر
صاحب آزر تو ترا تیز زباں ہے اس سے | شاعری میں ہو بھلا کون مقابل آکر

اخگر۔ نرائن داس

اخگر تخلص نرائن داس نام متنور بہ آزر است مولدش خطہ کول۔ بنجر تکب ہندوستان یک دل طبیعت او مایل بشعر گوئی گردیدہ شرر پارہ از غزل و ریختہ از آتش کدہ طبع او ریختہ چہ اخگر دست تلمذ بدامن آزر ریختہ و بالفعل بعہدہ رو بکار نویسی عدالت منصفی شہر اخوش گزران است و دل حسودان سوزان و بدرستان گل نمایاں پارہ از طبع ذکا داوست اشعار:۔

دل سمجھ چادر گیتی پہ نہ افسون کے گل
ہیں بہ قدرت سے بنے صانع بے چون کے گل
گل لالہ نہیں یہ گلشن گیتی میں کھلا
ہیں نمایاں یہ دل عاشق محزون کے گل
گل پہ گل عقد ثریا نے فلک پر کھائے
دیکھ کر کان میں شب اس لب مے گون کے گل
اخگر اب صفحہ کاغذ پہ بمقراض زباں
کرن کترے ہے سوا تیرے یہ مضمون کے گل

اخگر۔ ظفر علی

اخگر تخلص، ظفر علی نام متوطن بجنور است کہ از مضافات نگینہ است از

نوخیزان است فاما طبع وقاد دارد وکسب سخن بسبب مجلس مشاعره داعی آنم از عم خود مولانا وزیر علی می کند چه عجب که با آخر زبانزدہ عالمے اگیر این از کانون طبع اوست - ابیات :-

نالہ درد کشیدیم عبث — شربت مرگ چشیدیم عبث
دل من جوہر عشق تو عرض — کلفت وصل کشیدیم عبث

ہوا بیمار ہیں اس نرگس بیمار کے باعث
شفا ہوگی مسیحا شربت دیدار کے باعث

مثل مجنوں جو پریشاں ہے بیابان ہیں آج
کیوں دلا کون سمایا ہے ترے دھیان ہیں آج
بھڑکی ہے عشق کی آتش ترے دل سے اخگر
ہے برابر نہ ترے عشق کے سامان ہیں آج

آزاد - شیخ امیرالدین

آزاد تخلص، شیخ امیرالدین نام از شاگردان شیخ غلام علی عشرت است . شعر :-

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ
خندۂ گل نے ہمیں خوب رلایا ہوتا (گ . ب)

آشوب - میر امداد علی

آشوب تخلص، میر امداد علی خاں نام خلف میر روشن علی خاں فروغ تخلص

از شاہجہان آباد است نزلہ ربا از خوان طبع میر نظام الدین ممنون است طبع موزوں دارد شعر:۔

ناوکِ غم سے چھپا یاں نہ تن اس ناکام کا
استخواں پر ہے گماں میرے ہما کو دام کا (گ۔ ب)

یہ دیدہ و دل اس پہ مایل مرے دونوں ہیں
دشمن مرے دونوں ہیں قاتل مرے دونوں ہیں (//)

آشفتہ۔ عظیم الدین خاں

آشفتہ تخلص عظیم الدین خاں عرف بھورے خاں افغان کہ از تلامذہ میر محمدی مائل است گویند دست از تعلقات دنیا و ما فیہا برداشتہ در عالم تجرد و تفرد عَلَم آزادی برافراشتہ آخرہا تو بہ از شاعری نمودہ زلہ از خوان لطون ربودہ از آشفتگی طبع اوست شعر:۔

آشفتگی ہماری ہر لحظہ یاں ہے تازہ شیدا ہیں اس پری پہ ہم گرچہ مدتوں سے[1]

آشفتہ۔ مرزا رضا قلی

آشفتہ تخلص مرزا رضا قلی خلف حکیم محمد شفیع است حال ولادت و نژادش واضح نزد اہل سخن نگردیدہ۔ از دست شعر:۔[2]

---

[1] دیوانگی ہماری الخ۔ گلشن بے خار [2] شیفتہ کے بقول ان کے وطن میں اختلاف ہے بعض لکھنو اور بعض اکبرآباد کہتے ہیں یہ جواں کدخدا و درد مند اور طب سے بہرہ مند تھے مشاعرے منعقد کرتے تھے اور میر سوز کے شاگرد تھے اشعار منتخبہ گلشن بے خار سے لئے گئے ہیں لیکن گیارہ میں سے صرف پانچ منتخب کئے گئے ہیں۔

جی تھا آنکھوں میں یار تھا دل میں ‎ ‎ یاں تلک انتظار تھا دل میں
مر گئے پر بھی ہم کو خاک نہ دی ‎ ‎ آج تک یہ غبار تھا دل میں

ل ‎ ‎ گ ۔ ب

فقط نہ اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ ‎ ‎ ادھر ادھر بھی میری جان دیکھتے جاؤ
اگرچہ ہووے گی تکلیف لیکن آشفتہ ‎ ‎ کوئی گھڑی کا ہے مہمان دیکھتے جاؤ

ل ‎ ‎ گ ۔ ب

چہرہ کچھ ان دنوں غم پنہاں سے زرد ہے
ظاہر مرض تو کچھ نہیں پہ دل میں درد ہے
گ ب

آشفتہ ۔ منوّر علی

آشفتہ تخلص سید منور علی خلف سید علی نواز از سادات عظام بارہ مولدش لبقعہ پاک دہلی است و او مرد بے باک در طب مایہ بلند داشت دطبع دردمند دسوز عشق در دل ب۔ ل ۔ ص[1]

تم غیر سے ملے ہیں کسی سے ملا نہیں
سچ ہے کہ بے وفا ہوں ہیں تم بے وفا نہیں ‎ ‎ گ ب

ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے ‎ ‎ ستم کو وہ بد خواہ اچھا جانتا ہے
یہ جلاد کی سادگی میں ہے شوخی ‎ ‎ مرے خوں کو رنگِ حنا جانتا ہے

گ ب

آصف ۔ نواب یحییٰ خاں

آصف تخلص فیض بخش جہاں عمدہ رؤسائے زمان وزیر الممالک نواب یحییٰ خاں

---

[1] گلشن بے خار میں ان کا تفصیلی ترجمہ موجود ہے اور ۵ منتخب اشعار درج کئے گئے ہیں جن میں سے تین شعر یہاں لکھے گئے ہیں۔

آصف الدولہ بہادر است۔ وجود ذی جودش عین عدل و انصاف بود اوصاف ذات سامی او رسیدہ است بہر اصناف۔ فالسکوت اولی لانہ مستغن عن الاوصاف۔ عالمے از خوان نعمتش سیراب و آستانہ فیض آشیانہ او ہر غنی را ملاذ و فقیر را آب خباب فیض آبش در حیات خود حکم پارس داشت حالا خاک فیضانش اثر اکسیر دارد کہ عزت کبریت احمر بر داشت از کلام لطف نظام اوست۔ قطعہ

ایک دن یار سے میں نے یہ کہا — اب تو ہم طاقت و تواں سے گئے (گ ب)
ہنس کے کہنے لگا کہ اے آصف — یہی کہہ کہہ کے لاکھوں جاں سے گئے

آفتاب۔ شاہ عالم

آفتاب تخلص علیین آرام گاہ و فردوس بنگاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان ابوالمظفر مجاہدالدین شاہ عالم بادشاہ غازی ادام اللہ فیضانہ وانار اللہ برہانہ ولغائی پایہ والا اورانہ بدان دادہ است کہ شمہ ازاں خامہ دو زباں بر لوح بیان طراز و نحول سلاطین و حکمار برآستانہ ملک آشیانہ او سر افگندہ د آفتاب فیضان آں ذوالاجاہ بر موجودات ہر موجودات تابندہ حضرتش ملاذ الشعرا و ملجار علمار بود و ذاتش مخلوق باخلاق اللہ کہ بموجب آں گاہ گاہ اہل سخن درحضرت او نرد مشاعرہ می باختند و اعلی حضرت بایشاں موافقت نیز می ساختند سخنوران زمان صلہ و انعام بے شمار می یافتند و محض بقدر دانی آں حضرت علوم چوں شموس می تافتند از کلام معجز آں حضرت است۔ شعر:۔

صبح اٹھ جام سے گزرتی ہے — شب دلارام سے گزرتی ہے (گ ب)
عاقبت کی خبر خدا جانے — اب تو آرام سے گزرتی ہے

آئے جو خواب میں بھی وہ ماہ لقا تو پھر — اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے[۱]

---

[۱] گلشن بے خار میں یہ مقطع یوں ہے ؎ آئے جو خواب میں کبھی وہ یوسف لقا تو پھر ✦ اے آفتاب دولت بیدار جانیے

آفریں ۔ قلندر بخش

آفریں تخلص شیخ قلندر بخش سہارنپوریست موزونی طبعش مایل بہ صنائع بدائع بودہ و دریں فن گوئے از امثال و اقران ربودہ از آفریدہ اوست شعر :-

بہت ہیں گرچہ تمہیں اور یار کرنے کو ۔ بُرے تو ہم بھی نہیں دل نثار کرنے کو[1]

آفاق ۔ فرید الدین

آفاق تخلص فرید زماں وحید دوراں میر فرید الدین ابن بہاالدین است از قرابت مندان شاہ سلیمان دہلویست و بہرہ در در سخن از ثنا اللہ خاں فراق است ایں از فراق طبع اوست شعر :-

ہاتھ کا اس کے خط لکھا لایا ۔ تیرے قاصد ہیں ہاتھ کے صدقے (گ ب)

اثر ۔ حسین علی

اثر تخلص حسین علی خاں پسر رشید نواب مرزا حیدر بیگ خاں تورانی بودہ او کسب سخن از ناسخ نمودہ از دوماثور است ۔ شعر :-

بس کہ درد آٹھوں پہر نام اس مہ تاباں کا ہے
بن گیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا[2] (گ ب)

---

[1] شیفتہ کے بقول ان کا سلسلہ نسب امام ابو حنیفہؒ سے ملتا ہے اور انہوں نے ایک رسالہ تحفۃ الصناعہ بھی تصنیف کیا تھا ۔ گلشن بے خار میں یہ شعر یوں ہے ؎

بہت ہیں گرچہ تمہیں اور ناز کرنے کو ۔ بُرے تو ہم بھی نہیں دل نیاز کرنے کو

[2] بقول شیفتہ "غزلے ازو کہ ایں اشعار از آنست شہرت تمام دارد و جز ایں شعرے دیگر بنا مش گوش نخوردہ

اثرؔ۔ سید محمد میر

اثرؔ تخلص سید محمد میر کوچک برادر امیر کشور سخن حضرت خواجہ میر دردؔ است۔ قدس سرہ آثار شکستگی از ناصیہ اش پیدا و درد مندی و دل خستگی از ظاہر حال او ہویدا از نتائج فکرش مثنوی مشہور انام زبان زد خاص و عام است شنیدہ ام کہ در جوار گوالیار خوش می گزرانید لہ:۔

جی میں ہے از سر نو جور ترے یاد کریں
تو سنے یا نہ سنے نالہ و فریاد کریں
گ ب

نہ لگا لے گئے جہاں دل کو — آہ لے جایئے کہاں دل کو ″

ہر دن فزوں ہیں گبر و بیاں روزگار کی — کچھ سیکھنا چلا ہے روش میرے یار کی ″

آپ ہی نہ جل بجھی نہ کچھ اس دل میں راہ کی ″
اس پر کہیں گے آہ کہ ہم نے بھی آہ کی
چھپ چھپ کے دیکھنے کے مرے سب یہ اے اثرؔ ″
معلوم ہوں گے جو کبھی اس نے نگاہ کی

احسانؔ۔ حافظ عبدالرحمٰن

احسانؔ تخلص حافظ عبدالرحمان خاں از سخن طرازان عہد فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ است ملکہ مشہور باستاد حضرت اعلی است مرد معمر و سراسر اخلاق است اگرچہ بصحبت گرامی آں نرسیدہ ام فاما لغوت حمیدہ او از زبان تیاحان

بسیار از بسیار شنیده ام لہذا نم مشتاق است چوں از کلام والا نظامش شنیدم اشعارش ناخن زن سینہ بے کینہ اہل سخن است۔ کلامش بس پسندیدہ می دارد صنائع لفظی اکثری نگارد ایں ابیات برگزیدہ چند از اں تیمناً برچیدہ ام لہ :۔

نشار گردوں تو ڈوبے گردوں نشاں نہ اصلا رہے زمین کا
کہ موج دریائے چشم پُر خوں لقب ہے اس چین آستین کا

وہ مہر محشر کہ جس کی گرمی نزول ہے آتش سے دُگنی تگنی
قسم ہے اس روئے آتشیں کی یہ عکس ہے داغ آستیں کا

مجھ پہ نہ بیک یار ہی کچھ خشمگیں ہوا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چیں بر جبیں ہوا

خاک ہو کر ہی رہوں سقایہ وفا نے چاہا
کیا کروں لیک نہ کم بخت صبا نے چاہا

جو کوئی جان بچا کر تمہارے در سے پھرا
یہ جانتا ہوں مری جاں خدا کے گھر سے پھرا

فائدہ تم جو مجھے نزع میں یار آئے نظر
ہے نہ یارائے سخن اور نہ یارائے نظر
گ ب

میں جو مے پینے پہ آؤں تو سبو پی جاؤں
گر غسس منع کرے اس کا لہو پی جاؤں
گ ب

خفا مت ہو مجھ کو ٹھکانے بہت ہیں
مرا سر رہے آستانے بہت ہیں
گ ب

بعد مردن یہ ہوئی بے ادبی والے نصیب
وہ تو پیدل ہو جنازہ میرا بردوش چلے

یہی ذطیفہ مجنون دشت عشق رہا   فدا ہوں اس پہ کہ اسری لعبدہ لیلی

احسن ۔ مرزا احسن علی

احسن تخلص مرزا احسن علی است ۔ شنیدہ ام کہ زبان آور لیست نامی و در مجلس شعرا گرامی بلکھنو بودہ از باریابی دربار والی عالی جاہ آنجا زلہ ربودہ نسبت شاگردی بمرزا رفیع می دارد دطرز استاد از کلامش می بارد ۔ ح۱

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
گ ب

اشک گل گوں کو ہے کیا لعل و گہر سے پیوند
وہ رکھے سنگ سے نسبت یہ جگر سے پیوند
گ ب

احقر ۔ مرزا جواد علی

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش است ۔ نژادش از لکھنو نسبت تلمذ میر حسن دہلوی دارد مردے زوار بودہ بارے رخت بزیارت حرمین شریفین کشیدہ بود ۔ فاما باز بوطن برگردیدہ ایں مطلع ازو بہ نظر رسیدہ مطلع ۔ ح۲

بزم میں اس کی جو شب چاہ کا مذکور چلا
اٹھ کے محفل سے وہیں وہ بت مغرور چلا   گ ب

ح۱ بقول شیفتہ احسن نے ابتدا میں میر ضیا سے بھی مشورہ سخن کیا تھا۔

ح۲ شیفتہ لکھتے ہیں" ایں مطلع ازو پسند آمدہ ۔

اختر - اکبر علی

اختر تخلص سید اکبر علی سرہندی است بعضے گویند کہ کسب سخن از جرأت کردہ واللہ اعلم از روشنی طبع اوست مطلع :-[1]

تماشے کی ہے جا مژگاں پہ جو لخت جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جس میں کہ شکل گل ثمر نکلا   گ۔ب

ارمان

ارمان تخلص فرزند ارجمند جعفر علی حسرت است کلام نیکومی گوید و اشہب زبانش درمیدان فصاحت نصیدرم و جم می پوید از کلام حسرت آگیں اوست۔[2]

مطلع :-

یہ دل بیمار جس کا نزع میں مشتاق ہے   تا سر بالیں اسے آنا قیامت شاق ہے
(گ۔ب)

اسد - میر امانی

اسد تخلص میر امانی دہلویست مردے ظریف ولطیف بودہ کسب سخن از سودا نمودہ درراہ لکھنو متاع وجودش دست بہ دزد قزاقاں شد از دست مطلع :-

دل بے تاب جو سینہ میں دم چند رہا   بدم چند گرفتار دم چند رہا
زندگی ہو گئی ناگہ نفس چند تمام   کوچہ یار جو ہم سے قدم چند رہا
لکھ سکا میں نہ اسے شکوہ پیماں شکنی   لاجرم توڑ کے عاجز قلم چند رہا

---

[1] شیفتہ نے لکھا ہے کہ در صنعت آتش بازی یدطولی داشت از تلامذہ شیخ قلندر بخش جرأت است

[2] شیفتہ نے بھی ارمان کا نام نہیں لکھا ہے ان کے بقول از ناشش آگاہی دست نداد۔

الفت زر ہی کے نقصان میں آخر قارون | زیر بار غم دام و درم چپند رہا
عمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسد | میں پرستندۂ روئے صنم چپند رہا

اسلام۔ شیخ الاسلام تھانوی

اسلام تخلص شیخ الاسلام تھانوی است مردے خوش کلام بود۔ است اوراست

فرد:۔

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا
ہیں یہ بازوئے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

اشرف۔ مولوی محمد اشرف

مولوی محمد اشرف خلف امام الدین متوطن کاندھلہ وجودش از خلعت فصاحت مشرف است و در مجلس نکتہ سنجان معرف آنم را از کلامش بینے خوش آمدہ ایں است۔ بیت:۔

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا | کہ مرے سینے میں ہووے نہ سمندر پیدا

گ ب

اصغر۔ سید امجد علی

اصغر تخلص سید امجد علی عینی برادر حکیم محمد میر اکبر آبادی است۔ خلافت از شاہ عبداللہ بغدادی رضی اللہ عنہ یافتہ وخلعت ارشاد دتشریف خلافت از خدمت آں نقاوہ دودمان مصطفوی وخلاصہ خاندان مرتضوی حاصل کردہ بصد اعزاز و امتیاز و عیش وطرب ایام عمر شریف خود را بشب آوردہ از خیالات رنگین اوست[۱] مطلع:۔

---

[۱] شیفتہ نے انہیں از رفقائے معتبر حضرت والد ماجد لکھا ہے اور نمونہ کلام میں یہی شعر دیا ہے

ہوا ہوں بس کے خفا اب تو اپنے جینے سے　　لگا ہی لوں گا میں اس تیغ زن کو سینے سے
(گ ب)

اظہر۔ غلام محی الدین

اظہر تخلص، غلام محی الدین نام از تلامذۂ غلام حسین سروری تخلص شاعر پارسی گو از خوش طبعان جہاں آباد ست واو اخذ این فن از میر فرزند علی موزوں کردہ و در اکثر اوقات زلہ وظیفہ خور از تعلیم صبیان بدست بردہ از دست مطلع :۔

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل　　دکھلائے گی ہنگامۂ حشر طپش دل
(غ ب)

اعظم

اعظم تخلص دہلی نژاد است مردے است حریف و در نکتہ سنجی شخصے است بس ظریف گویند شاگرد شاہ نصیر است و در فن شعر بس بصیر آخر ما ترک شاعری کردہ بتحصیل علوم پرداختہ ادراست مطلع :۔

درد دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم
شمع آسا نبض زیر استخواں رکھتے ہیں ہم (گ ب)

افسوس۔ میر شبیر علی

افسوس تخلص میر شبیر علی فرزند میر علی مظفر خاں داروغہ توپ خانہ نواب قاسم علی خاں عالی جاہ از نازنول است در مجلس سخن پسند است و در حلقہ شعراء ارجمند کہ از میر حیدر علی حیران تہذیب کلام پرداختہ[1] و آخر الامر قصد کلکتہ ساختہ بسلک ملازمان انگریزی منسلک بودہ انجام خدمت ترجمہ فارسی بزبان ہندی نمودہ از فکرت

---

[1] از مشاہیر اہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تہذیب کلام پرداختہ۔ گلشن بے خار

اوست شعر :-

دیکھتے ہی اُسے حاضر ہوئے مرجانے کو   وہ اشخاص جو یاں آئے تھے سمجھانے کو (گ ب)

کیوں نہ ہو اس قدر گھمنڈ اس بت پر غرور کو   صبر کسی طرح نہیں اس دل ناصبور کو "

صورت تجھے حق نے دی پری سی   پر آدمیت نہ دی ذری سی "

اکبر - اکبر خاں

اکبر تخلص، اکبر خاں نام خلف الصدق نواب مرتضیٰ خاں کہین برادر نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ تخلص از کمتر ایام رغبت تمام بشعر داشتہ د فایدہ در سخن از اصلاح مومن خاں برداشتہ ۲ لعزیز است مطلع :-

ہوا نہ شوق سے اس کوچے میں گزر اپنا   ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہ بر اپنا (گ ب)

من می گویم کہ اگر چنیں می بود -

ہوا ہے شوق سے جب کوچے میں گزر اپنا   ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہ بر اپنا (")

لبسا خوش می نمود مگر عجب است کہ استاد در اصلاح چہ دست کشود اللہم الا ان یقال کہ فکرش رسائی نہ نمودہ ؛ [1]

جنوں عشق کا درماں نہ ہو کسی سے کبھی   کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا

دیا نہ رنج و ستم سوز دل سے کام لیا   یہ خاک ہونے کا احساں ہے چرخ پر اپنا (")

طرفہ تر ایں کہ مصرعہ آیندہ را دم افزودہ نگویم کہ قصر قایل و عدم التفات استاد

---

[1] خوشگی کی اصلاح نامناسب نہیں۔ اکبر کے مطلع سے کوئی مفہوم پیدا نہیں ہوتا۔ خوشگی نے اصلاح سے مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اگرچہ انہوں نے اس کوچے کے بجائے صرف کوچے کہہ کر تخصیص کو نظر انداز کر دیا ہے

بود آرے با حرکت طالع بود یا انسزونی کاتب بہر تقدیر الحال خالی از لطف است
باید دید و شاید شنید ۔[1]

عدد کے ذکر سے واں ہوش جائیں یاں موت آئے
مزاج ان سے بھی نازک ہے کس قدر اپنا

الہام شاہ بہلول

الہام تخلص شاہ بہلول لکھنوی[2] است نامش شیخ شرف الدین است مردے
آزاد مزاج و وارستہ طبع بودہ اوراست بمطلع :۔

نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے — مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے (گ ب)

الفت منگل سین

الفت تخلص منگل سین عظیم آبادی از قوم کایتھ است شنیدہ ام کہ بارے بدہلی
آمدہ بود گویند در سخن مشاور بیجرأت است اہل طبع خوش است و صاحب سخن دل کش
داعی اثیم او درنہ خوردہ ام از دست فرد :۔

ہر قدم پہ یاں فلک آنے میں سو ناز سے تھے
کیونکہ گھر جاتے لگے شام و سحر دو چار کے (گ ب)

---

[1] اعتراض صحیح نہیں ہے یہ مصرع موزوں ہے اور بحر مجتث مخبون میں ہے اس کا وزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان ہے۔ ممکن ہے خوشگی نے "تے" کے اثبات سے فعلاتن یا مفعولن سمجھا ہو، اور یہ غلط فہمی اور اعتراض پیدا ہو گیا ہو۔ [2] شاہ ملول (گ۔ ب)

امیر

امیر تخلص، امیر الدولہ ناصر جنگ مشہور مرزا منیڈھو پسر وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر کہتر برادر نواب آصف جاہ یحییٰ خاں بہادر بودہ پیش از ہنگام آشوب غلام قادر خاں بدہلی طرح مشاعرہ میریخت و نکات را از طبع رنگین خود می ریخت۔ ازاں امیر بے نظیر است شعر:-

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے — بل بے تیرا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

(گ-ب)

یہ دل پر آفت ناگاہ کیا ہے — جگر سے ہے جو اٹھتی آہ کیا ہے

امیر۔ نواب علی محمد خاں

امیر تخلص، نواب علی محمد خاں افغان در فن سخنوری تلمذ بنیام الدین قایم است بقدر و منزلت جلیل و بہ محامد و اوصاف جمیل بودہ ازاں گرامی قدر است شعر:-

تیرے گھر جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے
اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے (گ ب)
ہائے سرخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑے ہے تو اتنا ہی سنور جاتا ہے (//)

امیر۔ امیر اللہ

امیر تخلص، امیر اللہ دہلی نژاد است سلسلہ سخن او بشاہ نصیر می رسد، مرد بازار است درفن شعر بس ہوشیار از بیدار دلان است و از خوش طبعان۔ از نکات اوست پسند:-

اس تشنہ گلو پہ بھی پھرا دیکھیو فانی　　بے آب ترا خنجر براں نہ ہوا ہو　(گ ب)

امیر۔ امیر خاں

امیر تخلص، امیر خاں نام از افاغنہ نگینہ متعلقہ ضلع بجنور حصہ شمالی مرادآباد است. مرد روزگار پیشہ است. طبع خوشش دارد و شعر دلکش گوید از بس متقی مزاج است با طبع وہاج چندے بر سم تجارت با پدر خورد بنارس وغیرہ را بکام سیاحت نمودہ بالفعل ملازم تاجرے نجیب آبادی است اکثر در مشاعرہ ایں ہیچ میرز رسیدہ از افکار او دست شعرہ۔

پھنسا ہے زلف میں دل خط روئے یار کے باعث
اسیر دام ہے مرغ چمن گلزار کے باعث

نشان عشق کب موقوف ہے چہرے کی زردی پر
سدا ہم سرخ رو ہیں دیدہ خوں بار کے باعث

امین۔ امین الدین

امین تخلص خواجہ امین الدین است مردے بود در عظیم آباد قناعت پیشہ درست اندیشہ کہ تیشہ فکرتش در سینہ ارباب سخن کارے می کرد. از وست شعر۔

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا
مہ چادر مہتاب میں منہ ڈھانپ کے نکلا　(گ ب)

مرتے ہیں ہم تو اس کے لب آب دار پر
گر آب زندگی ہو تو مارے ہیں دھار پر　(گ ب)

جلوہ ترے حسن کا کہاں ہے — یوں کہنے کو آفتاب ہاں ہے — گ ب

دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی — "

امین ۔ امین الدین خاں

امین تخلص، امین الدین خاں نام خلف وحید زماں فرید دوراں قاضی وحید الدین خاں بود مردے صلاحیت شعار خجستہ اطوار درعصر خود بودہ می گویند کہ درعہد نواب غفران پناہ افسر وزرائے عالی مقام نواب نجیب الدولہ بہادر خلد اللہ تعالےٰ فی بحر جنۃ الجبال منصب قضائے دہلی باوالدماجدش نامی و سامی بود[۱] شعر:۔

کون آتا ہے یہ کس کے پاؤں کی آواز ہے
ہر صدائے پا ہیں جس کے سو طرح کا ناز ہے — (گ ب)

امین ۔ محمد اسمٰعیل

امین تخلص محمد اسمٰعیل است میر اینند کہ درجائے خود را بوحشی ہم تخلص می گرداند[۲] از مسکن وما واش باوجود تجسس تمام و تلاش تام راقم اطلاعے نیافتم از نانے اوی چکد شعر:۔

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم
مکھڑا نظر آجائے لب بام کسی کا — (گ ب)

۱؎ بہ عہد نجیب الدولہ نواب نجیب خاں مغفور منصب قضائے دہلی باوالدش بود ۔ (گ ب)

۲؎ ابتدا تخلص بوحشی بودہ وجہ این تغیر و تبدل پیدا نیست ۔ (گ ب)

امانی ۔ میر امانی

امانی تخلص، میر امانی دہلوی کہ فرزند خواجہ آثمی بودہ خود را بر طریقت اثنا عشریہ می گفت این اشعار از افکار اوست[۱] ۔ شعر

اثر ہوسنگ میں کیا کہیں گراں کو رام کریں

بتوں کا دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں[۲] (گ ب)

اُمّی ۔ روشن بیگ

اُمّی تخلص، روشن بیگ نام آن آفتاب عالم تاب نور گیر از مشرق علوم حضرت شاہ نعیم است رحمۃ اللہ علیہ[۳] از روشنی طبع اوست ۔ شعر

جہاں زنجیر ہم سنتے ہیں منگوا مول لیتے ہیں

تری زلفوں کے سودے میں یہ سودا مول لیتے ہیں (گ ب)

امانت ۔ امانت رائے

امانت تخلص، امانت رائے نام در دہیہ[۴] کہ محلہ است از محلات جہاں آباد سکن داشت اوراست شعر :-

تشریف یاں نہ لاؤ پر نامہ بر تو بھیجو مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو (گ ب)

۱۔ طریقہ اثنا عشریہ داشت ۔ (گ ب)

۲۔ بتوں کے دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں ۔

۳۔ شیفتہ کے بقول " امی کہین برادر حمید الدولہ منصرم کار سرکار ولی عہد داز علم بے بہرہ بود "

۴۔ کذا ۔ بقول شیفتہ یہ دریبہ ہے ۔

انتظار

انتظار تخلص شہر دریں دیار مشہور نیست شاید کہ ہم صفیر فغاں باشد[1]۔

جونہی بہار گل کی قفس میں خبر گئی بلبل یہ سُن کے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

(گ ب)

انیس۔ امیر الدولہ نوازش خاں

انیس تخلص معلی القاب عالی جناب نواب امیر الدولہ نوازش خاں است۔ امیر والا جاہ کسب سخن از شاہ نظام الدین ممنون نمود کہ ہمشیرہ زادہ خدا بیامرز و شاہ نواز خاں است گویند تا آخر میل بسخن سنجی نمی داشت از دست۔ فرد

ہر کالہ آفت تھا وہ رخسار زُلس[2] آہ چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا (گ ب)

انجام۔ نواب امیر خاں

انجام تخلص نواب امیر خاں است کہ از امرائے نامی عہد محمد شاہی بودہ از کلام نیک انجام اوست۔ فرد:۔

نعش میری دیکھ کے مقتل یوں کہنے لگے[3] کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

(گ ب)

انشا۔ میر انشاء اللہ

انشا تخلص میر انشاء اللہ خاں خلف رشید ماشاء اللہ خاں المتخلص بمصدر

---

[1] یہ بیان بہت مبہم ہے، شاید کے لفظ نے اسے پائے اعتبار سے بھی گرا دیا ہے حالانکہ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ ناش معلوم خفیر گشتہ از معاصرین فغاں و آبرو است۔ اس صراحت کے بعد شاید کی گنجائش نہیں تھی۔

[2] ہر کالہ آفت تھا وہ رخسار ابھی آہ۔ (گ ب)

[3] مصرع موزوں نہیں ہے اصل مصرع گلشن بے خار میں یوں ہے، لاش میری دیکھ کے مقتل میں یوں کہنے لگا۔

مولد بزرگانش خطہ کشمیر و نژادش از مرشد آباد است ۔ از بار یافتگان خدمت وزیر الممالک نواب سعادت علی خاں بہادر بودہ تا بہ سخنوری و پایہ خرد پروری او از سخنوران ہوشمند بلند تر بود بہ ہزبانے بحرب بیانی گوئے سبقت آں از امثال و اقران ربود و کوس لمن الملک ابہم نواخت و آوازہ عدیم المثالی بشنش جہت عالم انداخت جائے در ہند نماندہ کہ آں جا غلغلہ یگانگی او نرسیدہ و معنی نیست کہ بسخن شیرینش مستفید نشدہ ناگہاں بلفظ انجب زبان بحضور وزیر دوراں جاں بمالک جہاں سپردہ و آں کہ صاحب گلشن بیخار طعن در کل فصاحت و بلاغت آں نگفتہ ہر فن خلاصہ بردہ از خود نمائی و خویشتن ستائی باشد کہ بادہ شاعری خود را فراتر از مقیاس قیاس سنجد بابد دانست کہ فرد :۔

عبار خاطر دانا ست اظہار ہنر کردن

صفا برخیزد از آئینہ چوں جوہر شود پیدا

آرے آں کلیم کلامی است کہ ید بیضا از جیب دوات و آستین قلم بر می آرد و عیسی نفسے است کہ در کالبد صد مردہ ہزار سالہ جان می دہد اگر باورت نباشد لب بہ بند و چشم بکشاد بہ بیاض نظم دلکشائش در آ گہ این است ۔ ابیات ۔

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

۱ء محمد حسین آزاد نے بھی انشا اور سعادت علی کے بگاڑ کا سبب لفظ انجب ہی قرار دیا ہے تحقیقی نوادر (ص ۴۲) میں ڈاکٹر آمنہ خاتون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "آزاد نے ایک لطیفہ پیدا کر لیا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی"۔ آزاد شکنی کا جذبہ مسلم مگر خوشبگی کا بیان آزاد کے حق میں ہے اور یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آزاد نے محض لطیفہ گوئی سے کام نہیں لیا۔

۲ء شیفتہ کی اس رائے سے آزاد نے بھی اختلاف کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ رائے "خود نمائی اور خویشتن ستائی" پر مبنی ہے۔

نزاکت اس کے وہ مکھڑے کی دیکھیو انشا نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا

لپٹ کے سو رہیں بس اب تو ہیں شباب کے دن
حیا کی کٹ گئی راتیں گئے حجاب کے دن

ٹپکے ہے خوں ٹہر ٹہر دل کی ہر اک خراش سے
چھیڑ دو اس کو دوستو تیز قلم تراش سے

تم جو کہتے ہو مجھے تو نے بہت رسوا کیا
کیا گنہ، کیا جرم، کیا تقصیر میں نے کیا کیا
واسطہ باعث سبب موجب جہت کچھ بات ہے
راز وہ کمبخت کیا تھا میں نے جو افشا کیا
تم تو آئے ہی نہیں یاں اور انشا آپ ہی
رات بھر رو یا کیا لوٹا کیا تڑپا کیا

کیوں چھوڑ شہر زاہد غار جبل میں بیٹھا
تو ڈھونڈھتا ہے جس کو وہ ہے بغل میں بیٹھا

اگر نہ مجھ سے تو آکر لپٹ گیا ہوتا تو رات تجھ سے مرا دل ہی چھٹ گیا ہوتا

اکڑ کے پنجوں کے بل پہ چلنا نہ کشتہ کیونکر ہوں اس ادا کا
سجا سجایا اک آیا یہ دیکھ آیا غضب خدا کا

پھرا یہ آنکھوں میں اس زلف عنبریں کا سانپ
کہ موج اشک ہوئی اپنی آستین کا سانپ

صباح کھچہ زریں میں آفتاب کو دیکھ
کہا یہ میں نے یہ کافر نہیں زمیں کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہے غار مشرق سے
یہ پھن نکالے ہوئے چرخ چارمیں کا سانپ

اخلاص۔ جلال الدین

اخلاص تخلص، مولانا جلال الدین نام مولد شریفش قصبہ بجنور خاص است۔ کہ بجعتہ شمالی ضلع مرادآباد واقع است۔ در معلومات موسیقی دستگاہے بلیغ دارد وکسب سخن وعلوم رسیہ در رامپور بحضرت مولانا اخوند جہانگیر خاں رحمۃ اللہ علیہ کردہ۔ و از تلامذۂ مولانا باب اللہ سوکھر پوری است۔ و در شعر نسبت تلمذ بشیخ قائم چاندپوری رحمۃ اللہ دارد۔ مردے بذلہ سنج است، معمر، بالفعل بسرکار مفتی محمد عبداللہ کیرت پوری بسبب قدردانی آں بزرگ اوقات خود را بسری برد۔ بانیازمند سرے دارد۔ چند بار بادبرخوردہ ام، ہر دو زبان نکات می سنجد موزوں طبع و فہم رسا دارد و در ہر دو طرز لطفے دارد۔ ایں ابیات از نتائج طبع اوست:۔

آیا لگا کے سرمہ جو وہ یار بے طرح
خاموش رہ گیا دل بیمار بے طرح

کرے پھر اشک ریزی چشم تر یوں ہو تو بہتر ہے
رہے داماں مرا گنج گہر یوں ہو تو بہتر ہے

تصور رخ کا ہونٹ بعد فکر کا کل خوباں سے

شب آشفتہ حالاں کا سحر یوں ہو تو بہتر ہے

موجۂ خوں میں ترا کشتہ جو بہتا جائے ہے
قتل کر ڈالا مجھے ناحق یہ کہتا جائے ہے
گر نہیں ہے تو کسی خورشید رو کا مبتلا
چاند سا مکھڑا ترا کیوں روز گہنا جائے ہے
دیکھنا انداز اس مست ادا کی چال کا
ہر قدم پر نقش پا میں ناز رہتا جائے ہے
سچ بتا اے موجد جور و جفا میرے سوا
اور بھی کوئی ترا یہ ظلم سہتا جائے ہے

اخلاص کشن چند

اخلاص تخلص کشن چند نام اصلش از کشمیر، مولدش لکھنؤ شہر بے نظیر است جوانے خوش رو خجستہ خواست، و بلیغ و فصیح شنیدہ ام کہ زانوئے ادب برائے تحصیل علوم فارسی و عربی پیش علمائے فرنگی محل تہ نمودہ و در خطوط نستعلیق و شکستہ دستے داشت و اشعار در مضمون موزوں بستے نوجوان ازیں جہاں درگزشت۔ ایں اشعار از طبع مخلص اوست۔ فرد:۔

اشک چھڑکاؤ کرے ہے مژہ جھاڑے ہے مکاں
کوئی مرزا منش آنکھوں میں مگر رہتا ہے

کیوں کر ہو باغ جانا اس میرزا منش کا وان سرو میں نہیں ہے آداب کورنش کا

انصح ۔ محمد سمیع

انصح تخلص، مغفور و مرحوم شیخ محمد سمیع الہ آبادی است کہ برادر کلاں شیخ محمد شفیع وکیل سرکاری بودہ۔ بانیاز مند ہنگام اقامت آنجا نہایت محبت داشتنے ذات گرامی آں بزرگ از مغتنمات زمانہ بود چندا ست کہ ازیں جہان گذراں درگزشت و موصل الی اللہ گشت رحمۃ اللہ علیہ۔ در ہندی اکثر ریختہ گفتنے گویا کہ درسفتے چند ابیات ازاں بزرگ می نگارم و بیاد می گزارم۔

دل پریشاں ہو گیا زلف پریشاں دیکھ کر
آئینہ حیراں ہے میری شکل حیراں دیکھ کر

جوں اشک خاک ہی میں رکھا ملا ملا کر
آنکھوں سے اک پری نے ہم کو گرا گرا کر
انصح کو ضعف سے کب رفتار کی ہے طاقت
آیا ہے تیرے در تک اے بت خدا خدا کر

یا الٰہی مری باتوں میں اثر ہے کہ نہیں
آہ و زاری سے مری اس کو خبر ہے کہ نہیں
لخت دل بہہ گئے آنکھوں سے مری خوں ہو کر
اب خدا جانے کہ قالب میں جگر ہے کہ نہیں

سیر چمن میں آج جو وہ گلعذار ہے
ہر غنچہ سر بجیب بہت شرمسار ہے
..... اس زلف سیہ فام نے کیا کام کیا[۱]
طائر دل کو پھنسا کر مجھے بدنام کیا

اشرف ۔ شاہ محمد حسن

اشرف تخلص، شاہ محمد حسن، خلف و سجادہ نشین حقائق آگاہ و معارف دستگاہ

---

[۱] اصل میں لفظ ارہ گیا ہے

شاہ محمد زمان القادری الچشتی الہ آبادی است۔ یکے از حضرات دوائر اثنا عشر ملدہ مذکور است۔ وجود شریفش بتشریف تقویٰ مشرف است۔ وتن مبارکش بزیور ورع مُحلّٰی مردے صاحب نسبت وعالی مقام۔ اہل کشف ذوالاحترام، موزوں طبع کہ اکثر بغزل عاشقانہ ورباعیات شعر بنصائح وصنائع شعر وہم بمثنوی وقصائد در مدح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زبانش نغمہ پیراست۔ ندانم کہ تلمذ بکدام کس دارد۔ گویند نسخۂ موسومہ بساحر لبیان بطرز ساقیان بسیار خوب نظم در فارسی کردہ است وہم دیگرے مسمی بمعدن فیض درباب پند ونصائح بنظم در آوردہ۔ الحق کہ مرد فہیم است وصاحب طبع مستقیم۔ اشعار چند از وی نگارم مطالعہ چند بتحریر می آرم۔

غزل

آب خجلت ز لبت چشمۂ کوثر دارد
گرہ شرم ز دنداں تو گوہر دارد

آبرو در گرہ خویش چو گوہر دارد
آنکہ از درد محبت مژہ تر دارد

نالۂ دل صفت مار بخود می پیچد
لیکہ سودائے سر زلف تو در سر دارد

در شب ہجر تو از یاد خدنگ مژگاں
ہر سر موئے تنم کاوش نشتر دارد

می طپد بعد فنا نیز چو بسمل تہ خاک
آں قدر شوق طپیدن دل مضطر دارد

پیش او کثرت آفاق بوحدت ماند
طاعت گوشہ نشیں عالم دیگر دارد

حاجتم ہیچ نباشد بزر وگوہر وسیم
فقر من رتبۂ اقبال سکندر دارد

اندریں دور ز ابنائے جہاں صلح مجوی
کہ سر جنگ برادر بہ برادر دارد

اشرف خستہ وسرگشتہ وآوارہ وزار
دم سرد ورخ زرد ومژۂ تر دارد

گر بدریائے غم او دل بے تاب طپید
آب در گوہر ناسفتہ چو سیماب طپید

شبے بخواب من آں مایہ بہار آمد | دل از قرار برون رفتہ در قرار آمد
بہر دماغ کہ بوئے ز زلف یار آمد | سرشک از دیدۂ نشک بر آمد
سوئے چمن چو بصد غمزہ آن نگار آمد | گرہ کشاد گل واز پے نثار آمد

تا جانست جلوہ گہ در دیدۂ جاں یافتم
ہم چوں مجنوں خویشتن را نیست و حیراں یافتم

اخفر۔ ضامن علی

اخفر تخلص، ضامن علی نام از سادات کرام ملک کنکوڑہ واقع ضلع بجنور است۔ مرد زکی الطبع عظیم الاخلاق عمیم الاشفاق ذہن رسا و فکر بلیغ و زبان فصیح دارد۔ بار اقسم ملاقات ہا است۔ خوبی آنست کہ در زمین مشکل تخم مضامین عالیہ را می کارد و معانی نادرہ در قوافی سخت می آرد از اں عالی طبع است۔

ہم نہ کچھ یار کے دل خواہ بنے اور بگڑے | سیکڑوں زیر فلک شاہ بنے اور بگڑے
دشمنوں سے تو وہ رہتا ہے ہمیشہ خوش دل | حیف ہم اس کے ہوا خواہ بنے اور بگڑے

آشنا۔ مرزا اکرم بیگ

آشنا تخلص مرزا اکرم بیگ نام۔ پدر مولوی عبدالقادر علمی است از بزرگان رامپور مردے بزرگ بود کلامش استادانہ است طبع سامی او بکلام رنگین مائل می بود کہ بر ہر برنا و پیر پسندیدہ می نمود اکثر بہ ہندی می گفت درحقیقت دُرمی سفت۔ از وست۔

رباعی ؎[1]

پاؤں پر لوں میں تیرے پاؤں کی واری ڈلیاں
سر چڑھاؤں میں تری سر کی اتاری ڈلیاں
آشنا کے لئے پریوں کی پرے سے ہمدم
پان تو بولی کوئی کوئی پکاری ڈلیاں

خیابانِ بائے موحدہ

بحر

بحر تخلص کسے است کہ کنارہ نام و دیارش ندیدہ ام و نہ شنیدہ. ناچار بہ ہمیں اختصار نمودہ[2] از دست۔

مانند اشک دامن دولت نہ چھوڑیں گے
آنکھوں سے تم نے ہم کو گرایا تو کیا ہوا
سو ذلتیں اٹھا کے ہم آخر سمجھ گئے
تم نے نہ اپنا بھید جتایا تو کیا ہوا
اس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جائے گی
داغوں سے دل کو باغ بنایا تو کیا ہوا (گ۔ب)

برکت۔ برکت علی خاں

برکت تخلص برکت علی خاں کہ از روسائے خیرآباد است۔ از پیش گاہ نصیر الدولہ جرنیل لوتی اختر بہادر ناظم دہلی نیابتِ اعزاز در بر دگوشوارہ امتیاز بر سر داشتہ مرجع انام دراں ایام بودہ چندے بہ ہماں ذریعہ در سرکار راجہ پٹیالہ مدار المہام ماندہ آخرہا با وطن رفتہ ازیں دار محن درگذشتہ[3] ایں اشعار از خلاصہ

1۔ یہ قطعہ ہے رباعی نہیں ہے۔ 2۔ سحر تخلص شخصے است کہ ما حالش بر گرد او ایں سفینہ پیدا نیست۔
3۔ برکت کے سلسلے میں شیفتہ کا بیان زیادہ واضح اور مفصل ہے۔ (گ۔ب)

نگارا ہدست ۔

دل بے تاب کسی طرح سے ٹھہرائے کوئی
مجھے سمجھائے کوئی یا اسے سمجھائے کوئی

غم اٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے
ایک دم کے بھی لئے پاس جو بٹھلائے کوئی (گ ب)

مٹی نہ سوزش دل اشک کے بہائے سے
یہ آگ وہ ہے کہ بجھتی نہیں بجھائے سے (گ ب)

برق ۔ مرزا محمد رضا

برق تخلص مرزا محمد رضا نام نشو ونما یافتۂ لکھنو است۔ جوانے زیبا رند وخوش خواست، یار باوفا محب با صفاست۔ در آنجا با عزاز تمام می گزرانند اعزۂ آں شہر بہ تعظیم وتکریم می پردازند در عہد منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں پایۂ عزت بلند بود شعر دلبند خاطر پسند می گوید شنیدہ ام کہ از فیض صحبت قلندر بخش جرات بہرہ در فن سخن حاصل کردہ است۔ از نتائج طبع اوست۔

دور ایک دست کیا اپنے وطن سے مجھکو
یہ شکایت ہے نئی چرخ کہن سے مجھ کو

پروانہ ۔ کنور جسونت سنگھ

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ ابن راجہ بینی بہادر است ارتفاع مدارج در سرکار نواب شجاع الدولہ بہادر می داشت و علم اعزاز وافتخار بحضور نواب

۱؎ برق ناسخ کے شاگرد تھے (سخن شعرا)

ممدوح می افزانست۔ گویند جوانے بود و خوش طبع موزوں بیان و پری پیکر و نازنین زبان خجستہ خصال و حور جمال بودہ از خیالات نازک اوست۔

نسیم آہ نے شاید کسی کے کی تاثیر
شگفتگی سی نرے غنچۂ دہاں پہ ہے (گ ب)

لہو رُلاتا ہے گو جوں خامۂ شنگرف کام اپنا
ولیکن سُرخ رو ہے عشق کے دفتر میں نام اپنا

ڈھونڈ لاوے جو کوئی لاکھ اثر کا تعویذ
ہو محافظ نہ قضا روز قدر کا تعویذ

بسمل۔ سید جبار علی

بسمل تخلص سید جبار علی نام، از متوطنان چنار گڑھ است۔ گویند مرد خوش بیان و بذلہ سنج بود و از سرکار راجہ بنارس وظیفہ خوار ایں چند بیت طبع زاد ازاں نیم بسمل است کہ حسب حال ثبت نمود۔

یاد آگئی مشت خاک اپنی اڑتے جو کہیں غبار دیکھا (گ ب)

ہر دم مجھے نیاز سے ناز ہی رہا انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا (" ")

تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ھر آن ہے گویا کہ اس لئے مرے منہ میں زبان ہے (" ")

ط۱ شیفتہ کے بقول پروانہ سرپ سنگھ دیوانہ کے شاگرد تھے۔ (صحیح سرپ سکھ)

بقا۔ شیخ بقا اللہ

بقا تخلص شیخ بقا اللہ فرزند ارجمند لطف اللہ است بہ پر بزرگوارش در تحریر نقوش کہ عبارت از خوش نویسی است لاثانی بود اصل آں باقی باللہ از اکبرآباد است۔ مولدش خطہ شور انگیز و علم خیز لکھنو۔ گویند سخن دلبند و اشعار دل پسندی گفت فکر رسا داشت و در زمان خود با شعرائے نامی مطارحت می کرد۔ بارے با سودا مقابل شدہ اخیر کار نوبت بہ ہجا رسانید۔ طبع رنگین و طرز نمکین داشت و عروس سخن او بحلیہ اصلاح خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ متجلی بود[۱] این از کلام بقا سرجام اوست۔

دست ناصح جو مری جیب کو یکبار لگا　　　　پھاڑوں ایسا کہ پھر اس میں نہ ٹانکا لگا
(گ ب)

تو نے اس طرح سے اے چرخ گرایا ہم کو
کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اٹھایا ہم کو　　　　(گ ب)

رخ اس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے
خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے　　　　(〃)

بیتاب۔ خداوردی خاں

بیتاب تخلص، خداوردی خاں نام، برادر کہین سعادت یار خاں رنگین است، مستفید از میر نظام الدین ممنون است۔ از کلامش عاشق مزاجی ظاہر و بر زبان طبع و باجش از سخنش با ہر نیکومی گوید از دست۔

---

۱ شیفتہ کے بقول بقا فارسی میں فاخر مکین اور ریختہ میں شاہ حاتم و خواجہ میر درد کے شاگرد تھے۔

تجھ سے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھ کر
قتل کیجے تجھ کو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر (اگ ب)

بیتاب۔ عباس علی خاں

بیتاب تخلص عباس علی خاں کہ از دودمان مرحوم نواب غلام محمد خاں والی رام پور است. شنیدہ ام کہ جوانے خوش سیر و دلکش منظر است.[1] شاید در سخن مشاورہ با مومن خاں است از طبع زاد اوست واز اصلاح پذیرفتہ استاد او.[2]

کھا گیا اپنے زبس قتل کا ایما ہم کو
بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا ہم کو (اگ ب)

معنی شاگرد و الفاظ استاد را شاید دید و باید خموشید۔

بیدر۔ غوث محمد

بیدر تخلص، غوث محمد نام، از باشندگان بجنور است. بمشق سخن میلان طبیعت دارد معلم الصبیان است۔ اکثر در مشاعرہ ژولیدہ بیان می رسد ازاں کہ بیباک است۔

بیدر تو ذرا ورد زباں نام علی رکھ — بے حب علی ہے نہیں ایمان کسی کا

---

[1] شنیدہ ام کا آخذ شیفتہ کا یہ فقرہ ہے۔ جوانیست نیکو منظر زیبا شمائل۔ مہذب الاخلاق پاکیزہ سرشت۔

[2] یہ طنز و تعریض قابل دید ہے۔ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے از تلامذہ خان ذوالاشان مومن خاں است۔ لیکن چونکہ مقصد تلامذہ مومن کا مذاق اڑانا ہے اس لئے ہر قسم کا اعتراض کیا جا رہا ہے۔

بیباک ۔ میر نجف علی

بیباک تخلص میر نجف علی نام عربی نژاد منشائش قصبہ کول ۔ شاگرد مصحفی است خوش می گوید ۔ از وست ۔

صیاد یہ ہوس ہے دلِ داغدار میں
گل پوش کر قفس کو مرے نوبہار میں (گ ب)

بیدار ۔ میر محمدی

بیدار تخلص میر محمدی است رحمۃ اللہ علیہ اصل آنحضرت از دہلی چندے بہ اکبر آباد ہم گزاردہ آخر باہمہ در ان جا ماندہ روح پر فتوحش قالب خاکی را بچار عناصر سپردہ مجردانہ قصد سیر باغ ارم کردہ ۔ گویند در سخن تلمیذ مرتضیٰ قلی بیگ فراق بودہ زنگ آئینہ ضمیر خود را بمصقلہ توجہ حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ زدودہ ۔ صاحب دیوان است ۔ طرز عاشقانہ دارد و از بیدار دلان است میکش خم خانہ توحید بود سرخوش پیمانہ تفرید از ان شیریں کلام است ۔

سہرا نہ مثلِ نگیں زخم یہ مرے دل کا
کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا (گ ب)

جائیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں ۔۔۔ بل بے ظالم تیری بے پروائیاں ″

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں ۔۔۔ دل زاہد کباب کرتا ہوں ″

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں
ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں (گ ب)

دیکھ اس گیسوئے مشکیں کی ادائیں شانہ
دونوں ہاتھوں سے یہ لیتا ہے بلائیں شانہ "

مت بیدار کیونکر آتش دل اشک سے بجھے
ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے "

نہ گئی تیری سرکشی ظالم ہم نے ہر چند جبہ سائی کی "

بیان خواجہ احسن اللہ

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ نام منشا نشو خطہ پاک دہلی است۔ بلبل خوش نوا بود کلام دل آویزی سنجید و دم ان من البیان لسحرا می دمید۔ نقد سخن از پیش گاہ حضرت قبلہ مشائخ کرام و کعبہ عرفائے عظام گل دستار عارفان حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح بدست آوردہ و دست خود را بدست مرکز دائرہ علوم توحید و نقطہ محیط فنون تفرید پیشوائے عارفین و امام العالمین حضرت مولانا محمد فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ دادہ یک چند در حیدر آباد ماندہ داعی اجل را لبیک گفت۔ و در گلشن ہمیشہ بہار لقا خوش خفت رحمۃ اللہ علیہ از کلام اوست۔

قفس میں میں رہائی کے لئے کیا کیا نہیں کرتا
تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا (گ ب)

کہتا نہیں میں عرش پر اے نالہ جا پہنچ
کانوں فلک تو اس کے تو اے نارسا پہنچ دگ ،،

کافر ہو جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو
اک بے خلل مکاں ہو جس میں ہوں اور تو ہو ،،

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی | جاناں یہ تری نگاہ کیا تھی ،،

مت آ ہو اے وعدہ فراموش تو اب بھی | جس طرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہم نشیں
شام سے لے کے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہی ،،

بہار۔ ہر سہائے

بہار تخلص، ہر سہائے نام مرد شگفتہ و خوش بیان است۔ نامش بہر بوستان خلق ارباب سخن مشہور ناما مولدش غیر مالوم راز گل ہائے اوست۔

جنبش ابروئے یار دیکھئے کب تک رہے | تیغ دو دستی کا وار دیکھئے کب تک رہے
موجہ طوفان نوح غرق نہ کر دے کہیں | چین بجبیں ہم سے یار دیکھئے کب تک رہے
آ پہنچ اب جلد تو اے مرے رشک مسیح | دم کا نہیں اعتبار دیکھئے کب تک رہے

ط کافر ہوں جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو۔ گلشن بے خار

بیخود۔ اکبر علی

بیخود تخلص، اکبر علی نام باستماع اشعار بےخودگیش مدہوش ام از حالش خبرے ندارم کہ گویم ازوست۔

بوسہ مانگا جو ہم نے اس گل سے — تو کہا ہنس کے اس یگانے نے
بے ادب کردیا تجھے بیخود — میرے ہر دم کے منہ لگانے نے

باسط۔ باسط علی

باسط تخلص، باسط علی نام، منشائش خاک گرامی مردم انگیز بلگرام است۔ کلامش بحسن تمام مشہور انام است ایں بیت بنام اوست۔

پہلو میں دل جلے ہے ادہر اور ادہر جگر
کیونکر نہ کہیے اشک کو آب دو آتشہ

بخشی

بخشی تخلص، ونامش فراموش کردہ ام اگر یاد دارمے بہ بخشی مگر اکبرآبادی است کہ بہ پیشہ بزازی دکاکین جنس خوش قماش معانی بچارسو بازار آورد و کشادہ و ہزار فکر زنلاش نقود مضامین برائے العین مبصران فن سخن نہادہ از گوہر کلام اوست۔

مرا کے اٹکا ہے آنکھوں میں دم — سبھلا اب تو منہ ٹک دکھا ایک دم
کہاں تے یکساں ہے مجھ کو یہ اب — نہ جینے کی شادی نہ مرنے کا غم

بخشی کے سر پہ سنتے ہیں کتنے دنوں سے اب
بلوا ہے ہر طرف سے جنوں کی سپاہ کا

خیابانِ تنائے قرشت

تاباںؔ ۔ میر عبدالحیٔ

تاباں تخلص، میر عبدالحیٔ نام، نشو و نما یافتۂ خاک پاک جہان آباد است از اولاد امجاد حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام است ۔ اگرچہ پروانۂ دلش از شمع عشق خوبان تاباں بود تاہم مظہر عشق مظہر جان جاناں گزیدہ علیہا الرضوان دلش ربود و نا موزوں کردنش از سودا است پیوستہ دیدہ بجمال گل رخاں داشت و در ریعان شباب ایں جہان گذران را گزاشتہ صاحب دیوان است ۔ ایں اشعار انتخاب آن ست ۔

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے
آہ اس بات میں میری بھی تو رسوائی ہے (گ ب)

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالہ
آتا ہے مجھ کو تاباںؔ بے اختیار رونا "

ہے سوز عشق مجھ میں یہاں تک کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا "

حرم کو چھوڑ رہوں کیوں نہ بتکدے میں شیخ
کہ یاں ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا "

ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے — تجھے بے مروت مروت کہاں ہے
بیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی — مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے
(گ ب)

وہ اس کے کمر میں جو دیکھی ہے تاباں　　　رگ گل میں ایسی نزاکت کہاں ہے

تاب۔ مہتاب رائے

تاب تخلص، مہتاب رائے نام، ماہ وجودش از افق دہلی تابش پذیر است۔ اگرچہ اصلش از کشمیر است از روشنی طبع اوست۔

خو ہوتی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی
تو کاہے کو بنھتی مری اے فتنہ گر ایسی　　　(گ ب)
یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تپش۔ مرزا محمد اسمٰعیل

تپش تخلص، مرزا محمد اسمٰعیل المشہور بمرزا جان۔ خمیرش از خاک خطہ پاک شاہجہان آباد است۔ سلسلہ نسبش بہ سید جلال بخاری می رسد و نسبت تلمذش بخواجہ میر درد گوش زد عالم شدہ رحمۃ اللہ علیہم از تپش دل اوست۔[۱]

تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہوں میں
پر خدا جانے ہمیں دم کا بھروسہ کچھ نہیں　　　(گ ب)

کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد
لائی ہے ہمیں دام میں تقدیر ہماری (گ ب)

---

[۱] شیفتہ کے بقول تپش در سنسکرت فی الجملہ مہارتے داشت۔ صاحب اخلاق و آداب بودہ۔ باضلاع شرقی رفتہ نام آور شدہ۔

کس کی طرف سے آج تپش مجھ کو یاس ہے
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیوں اداس ہے[۱] (گ۔ ب)

ہو مبارک تمہیں جنون تپش پھر نئی رت نئی بہار آئی "

تجلّی، سیّد محمد حسین

تجلّی تخلص، سید محمد حسین نام، بجاجی مشہور، پسر میر محمد حسن کلیم، ابن اخت میر تقی جہاں آبادی است۔ جوان شگفتہ روئے ظریف و دلجوئے حریف خوش طبع و شیریں زبان نکتہ دان وردے خنداں بودہ مثنوی لیلیٰ و مجنوں را از فارسی بر ریختہ از کلک وزبان اور ریختہ از تجلی آں کلیم طور سخن است۔[۲]

تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں
کہنے لگے سُکھاؤ اسے آفتاب میں (گ۔ ب)

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی "

وہ اب تو ہمیں بھول گئے ہیں یہ تجلّی
جب ہم نہیں ہو دیں گے بہت یاد کریں گے "

۱۔ کس کی طرف سے آج تپش تجھ کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ، نخ ۔ گلشن بے خار

۲۔ شیفتہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ "درباغ بیگم واقع چاندنی چوک مسکنت دارد۔۔۔۔۔ مثنوی لیلیٰ مجنوں بزبان ریختہ از خیالات او بہ نظر رسیدہ پذیرائے دل نشد۔"

تجلیؔ ۔ شاہ تجلی

تجلیؔ تخلص، شاہ تجلی نام، درویش نیکو نہاد نہال وجودش سر برداشتہ
از زمین حیدرآباد است ازوست۔

دامن کا عکس کس کے پڑا ہے کہ آج تک
پھیلا رہا ہے سرو لب جویبار ہاتھ (گ ب)

تجملؔ ۔ محمد عظیم

تجملؔ تخلص، محمد عظیم نام از لکھنؤ است ۔ شاگرد جرأت از گفتار آب دار
اوست۔

کتاب قصہ فرہاد و دفتر مجنوں یہ دو ورق ہیں مری عشق کی کہانی کے (گ ب)

تجبرؔ ۔ مصطفےٰ

تجبرؔ تخلص، مصطفےٰ نام فرزند ارجمند قبلہ عالمیان و کعبہ زمانیان جناب فیض مآب
مولانا حضرت شاہ رفیع الدین برادر عزیز امام العلما پیشوائے فضلا اکمل الکملا دلعرف
العرفا مولانا اولنا جناب فیض آب حضرت شاہ عبدالعزیز است۔ طاب اللہ ثراہما
وجود مبارک آں بزرگ زادہ در جملہ فنون طاق [ل] و وصف جمیل دخلق جزیل داشت در فن
سخن مشاور از بہار اللہ خاں فراقؔ است[۲] سخن او شیریں بود ایں بیت ازو ثبت نمود۔

ل ۔ یہ بیان محل نظر ہے کیونکہ شیفتہ کے بقول "ایں کس اگرچہ از علم بہرہ ندارد اما بفحوائے الولد سر لابیہ
صاحب اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ است"

۲ ۔ ثنار اللہ فراقؔ ۔ گلشن بے خار۔

فکرِ اطفال کو ہے سنگ اٹھالانے کی آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

ترقی ۔ مرزا تقی خاں

ترقی تخلص، مرزا تقی خاں بہادر است از امرائے لکھنو است۔ اکثر فیض آباد را رونق بخشید امیر کبیر بود۔ ازاں ترقی بخش است۔

اس نے تو دکھ یہ دکھایا ہے کہ جی جانے ہے
پر مزا ہیں نے یہ پایا ہے کہ جی جانے ہے (گ ب)

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

تسکین، میر حسین

تسکین تخلص، میر حسین نام سخنش خالی از لطف نیست و مایۂ از مومن یافتہ چہ، مہر اصلاحش بر و تافتہ ازاں مطمئن است۔ مطلع

ہم کو ھر دام میں لازم ہے پھنسانا دل کا
سیکھے ہیں تیری لگاوٹ سے لگانا دل کا (گ ب)

تعشق ۔ میر سید محمد

تعشق تخلص، میر سید محمد نام از خویشاوندان حکیم عزت اللہ خاں عشق است۔ سالِ چند کسب علوم رسمیہ کردہ بمدرسہ انگریزی دہلی مدرس است۔ بباخوش استدا[د]

۱؎ مشیفتہ کے بقول سلسلہ نسبتش بمیر حیدر خاں قاتل وزیر فرخ سیر میر سید

است۔ اوصافش با اکناف عالم رسیدہ اگرچہ نسب از ہند با دنر رسیدہ ام فاما شنیدہ ام کہ بالفعل کتابے درحال فتح غزنی عجیبے نوشتہ است[1] ازاں عشق مذہب است۔

اپنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون ؟
بارے کہہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا

تمکین ۔ صلاح الدین

تمکین تخلص، صلاح الدین اسم اوست در ہندانہ می زلیست[2] درحال حسرت مآل اہل دنیا می گریست ۔ گویند ازیں دیوانہ کرانہ گزیدہ دیگر گرد تعلقات نگردیدہ ازاں باوفا راست ۔ مطلع

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجھ کو دیوانہ کیا تجھ کو پری زاد کیا (گ ب)

تمنا ۔ محمد اسحاق خاں

تمنا تخلص، محمد اسحاق خاں نام بگوشم درخوردہ ست کہ سوز عشق درسر داشت در رتبہ عشقش الف دار بنقطہ خال محبوباں می افزود وصاد چشمش بردیت حسن سبز پوشان روشن تر از عین می شد ۔ مدام بر بالائے گل رخاں ستر اندام بشوق تمام چوں کاف بمر گزدیدہ بہ دوختہ و مایۂ عشق در زاویۂ سینہ چوں نقطہ قاف اندوختہ حتیٰ کہ نو بتے طبع از روشش سلامت و نبض از حد استقامت بر افتاد چوں سودا افزود

---

[1] یہ اطلاع نئی ہے اور شیفتہ کا بیان اس سے خالی ہے

[2] "آزادانہ زندگی می کرد۔" گلشن بے خار

و دوائے اطبا سود نہ نمود کہ نپش از کافوری افزود الغرض درحالت مرض ایں شعر از مطلع زبانش بار بار ردمی نمود[۱]۔

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جوں بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چمن ہے (گ ب)

جس کے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں
کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں "

تنہا، محمد عیسیٰ

تنہا تخلص، محمد عیسیٰ نام دہلوی است۔ در لکھنو طبعش بہ سخن مائل بود از مشورہ مصحفی بہرہ دراست دریں میدان تنہا یکہ تاز است از آئے عیسیٰ نفس است۔

فرد۔

تھم کے بے وجہ تڑپتے نہیں بسمل تیرے
آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزا لیتے ہیں (گ ب)

ل۔

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری
میں ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تیری "

---

[۱] "اتفاقاً نوبتے طبعش از نہج قدیم و صراط مستقیم اعتدال بگردید۔ اطبا منعش از دفاع کردند و دراں حال شعرے گفت کہ بسیار ملائم است۔" گلشن بے خار

نوشیق ۔ میر نبی بخش

نوشیق تخلص، میر نبی بخش نام مولد و منشائش خطہ میمن است کہ از علاقہ نگینہ موضعے باشد و سادات آنجا خود را از بارہہ می شمارند بفارسی و ہندی طبع موزوں دارد و مضامین رنگین بالفاظ مہین بہ نظم ہندی و فارسی می آرد در باکتساب علم طب زانوے پیش حکیم قمر الدین خاں کہ شاگرد رشید حکیم شریف خاں شاہجہاں آبادی بودہ مدتے تہ نمودہ ۔ مشق فنون علمی و استفادہ "قانون" نظری کردہ از فیض صحبت استاد بہرہ وافی و کافی ربودہ بالفعل بزمرہ ملازمان سرکاری بہ عہدہ پیش کاری بجنور خوش گذران است فالا لیا قتش نہ بآنست ۔ از کلام اوست ۔ مطلع

سراسر نور آگیں ہے بت دل خواہ کی صورت
اگر رخ مہر تاباں ہے جبیں ہے ماہ کی صورت

لہ

کیا کہوں حال دل و ظلم ستمگار کی بات
پوچھتا کب ہے دل آزار دل زار کی بات

لہ

دل اٹھے چھوڑ کوے یار کو اغیار کے باعث
کوئی کرتا نہیں ترک گلستاں خار کے باعث

ولہ

دل بدست او دادم پر خطر خطا این است
در بلاکہ افتادم بہر من سزا این است
گل روے گل اندامے دلبر دل آرامے
خود پسند و خود کامے دلربائے ما این است

داشت آں بت دلبر نفرت از من مضطرب
شد ز خود مرا زیں حرف رنت خدا این است
در دل آنچہ می داریم بر زباں ہمیں آریم
صاف گو بگفتاریم طرز بے ریا این است
سرو قد سہی بالا شمع نور سر تا پا
من فدائش تو شیفتا فند خوشنما این است

تفتہ ہرگوپال

تفتہ تخلص ہرگوپال نام از قوم کایستھ سیفنا اگر است مولدش چکلہ سکندرآباد در محلہ قانون گویان. تلمیذ مرزا قتیل[1] است گویند مردے آزاد طبع است ولطیف مزاج چندے بہ تحصیل داری کاشی پورسھاکر دوارہ ضلع مراد آباد در عمال ملازم بود حالا شنیدہ ام کہ بہ تخفیف در آمدہ معلوم ندارم کہ دریں ولا کدام جا رست. طبع خوشش دارد نکات موزوں در ہندی و فارسی می آرد مطلع دیوان فارسی او این است۔

آب دگر اندود کسے نوک سناں را　　اقبال بلند است شہادت طلباں را

خیابان ثانی مثلثہ

---

[1] تفتہ کے سلسلہ میں یہ اطلاع خاصی اہم ہے۔ قتیل کا سال وفات ۱۲۳۲ھ اور تفتہ کا سال پیدائش ۱۲۱۴ھ ہے۔ گویا قتیل کی وفات کے وقت تفتہ اٹھارہ برس کے تھے۔ اس عمر میں قتیل کا شاگرد ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ تفتہ غالب کے شاگرد ہونے سے پہلے راحی تخلص کرتے تھے مالک رام کے بقول وہ مدتوں انگریزی بندوبست میں قانون گو رہے تھے۔

ثابت ۔ مرزا معزالدین

ثابت تخلص، مرزا معزالدین نام، از اولاد امجاد امیر تیمور است اعنی کوچک برادر مرزا احسن بخت بہادر کہ باحسان حافظ عبدالرحمن دہلوی مہارب سخن شدہ بزین سرد گرم روی می کند یعنی مضامین عالیہ در مشکل چوں یخ می بندد ازاں ثابت دم در راسخ قدم است۔ مطلع۔

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہے بدن ٹھنڈا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا ہے سیم تن ٹھنڈا (اگ ب)

اس قدر او بے مروت مجھ سے استغنا تجھے
جان دینی تھی مجھے، پر دل نہ دینا تھا تجھے "

ثاقب ۔ شاہ شمس الدین

ثاقب تخلص، شاہ شمس الدین نام۔ آبرو یافتہ از حضرت شاہ مبارک است شورش بحق رقیبانش حکم شہاب ثاقب میداشت ازوست۔

مرے ادب نے رکھا تجھ کو یاں تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اُڑا ۔ (اگ ب)

خیابانِ جیم

جذب ۔ میر عزت اللہ خاں

جذب تخلص، میر عزت اللہ خاں عرف سجھ کاری است کہ از اعزہ بریلی بودہ از علم وادب بہرہ دانی بر داشتہ و فی زمانہ در ہر فن علم استادی برافراشتہ تنش بزیور حلم پیراستہ بود دبہ پیرایۂ اخلاق آراستہ در ہر فن سخن راندے واکثر برسم سفارت لبیاحت

ماندے در سرکار دولت مدار صاحبان ذی شان ممتاز بود و تبغدیم خدمات

پسندیدہ آنمصدر حسنات سرافراز۔ شعر

وان صفائی و خود نمائی ہے — یاں مری جان کی صفائی ہے انگ ب

جو کہ علقہ بگوش تھے کے ہیں — ناک میں ان کے جان آئی ہے

جرأت۔ قلندر بخش

جرأت تخلص قلندر بخش نام مولد و منشائے وے لکھنو است در فن موسیقی نازک خیالی ہا بکار بردے و در احکام انجم موشگافی ہا نمودے و آنکہ صاحب گلشن بے خار می نگارد کہ در عمل موسیقی لاف نکتہ دانی می زد آرے ایں لاف شنیدنی بود مگر اہل سماعت را و کسیکہ ایں ندارد آں چہ داند و آنکہ عالی طبع را بے نصیب از اصول و قوانین شعر نگاشتہ عششش ایں کہ بیان عالم پیش طفل ابجد خواں جز یادہ گوئی ہیچ نیرزد حق ایں است کہ حلوا خوردن را روئے باید فقط مدام در کوئے محبوباں گذرے داشت و با نغمہ سرایان زماں سرے لعوارض جسمانی مفقود البصر گردید و چشم از نیک و بد پوشید در بزم شعر احدی را یارا نبود کہ پیش اولب تواند کشود۔ و طرز کلامش پذیرائی ضمیر برنا و پیر در سرکار شمس الدولہ خلف وزیر باریاب بود و زخوان احسانش زلہ می ربود۔ از

ص[۱] از اعزہ بریلی است شخص مودب و حلیم صاحب فطرت سلیم از علوم رسمیہ آگاہ و دستش در ہر فن دراز و عمرش کوتاہ اکثر بلاد را بگام سیاحت پیمودہ و قریب بنجارا ہوس سفر آخرت کردہ گلشن بے خار

ص[۲] اس بیان کی بعض باتیں محل نظر ہیں۔ لکھنو جرأت کا مولد نہیں تھا۔ مصحفی نے بصراحت لکھا ہے کہ مشارالیہ از انقلاب زمانہ مع عشایر در صغر سن بہ پورب رسیدہ و ہم اینجا نشو و نما یافتہ و جوان گردیدہ۔ تذکرہ ہندی ص۶۳۔ سرکار شمس الدولہ کا توسل بھی توجہ طلب ہے۔ جرأت ابتدا میں نواب محبت خاں محبت کے متوسل تھے پھر مرزا سلیمان شکوہ کے متوسلین میں داخل ہو گئے۔

دیوان رنگین بیان اوست ۔

اے طبیب اس کو غذا ابتلا کباب نرگسی
ہے دلِ بیمار چشم نیم خواب نرگسی

اس دل سے جو ملا نہ دل اس رشک ماہ کا
ہے یہ قصور اپنے ہی بختِ سیاہ کا
کافر ہوں گر خیال ہو کچھ عز و جاہ کا
الفت کا میں غلام ہوں نوکر ہوں چاہ کا
دل پر لگا اُلٹ کے وہیں تیر آہ کا
جب یاد آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا
ٹک اوج دیکھیو مرے بختِ سیاہ کا
جا عرش سے لڑے ہے دھواں دل کی آہ کا
بکتا ہم اپنا کیا کہیں اور آہیں کھینچنا
وہ ورد شام کا یہ وظیفہ پگاہ کا
پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تباہ کا
الفت کا ہے ثمر یہ نتیجہ ہے چاہ کا
آوارہ در بدر ہوں میں جرأت بقول میر
خانہ خراب ہوجیو اس دل کی چاہ کا

ولہ

نہیں جز مردمک دیدہ ترے خال کا مول
ہم نظر باز ہیں خوب آپ کے ہیں مال کا مول

دام میں صیاد نے جب ہم کو پابستہ کیا
یہاں تلک تڑپے کہ بال و پر کو گلدستہ کیا

بسکہ وابستہ خیال اس عشوہ گر کے ساتھ ہے
پتلی ایک تصویر سی ناز نظر کے ساتھ ہے

عجب انداز سے کل بزم خوباں میں وہ آتا تھا
کہ اس پر دل ہی دل میں ہر کوئی قربان جاتا تھا

غم ایک پردہ نشین کا جو پردہ دار رہا
تو استخوان میں پنہاں مرے بخار رہا

گو ہوں وحشی پہ ترے در سے نہ ٹل جاؤں گا
ہاں مگر دشت عدم کو ہی نکل جاؤں گا
طائر نامہ بر اپنا یہی کہتا ہے کہ آہ!
رقم شوق کی گرمی سے میں جل جاؤں گا
گر یہی آتش الفت ہے تو مانند سپند
آہ میں مجمر ہستی سے اچھل جاؤں گا

پڑ گئے منہ میں جو مجھ سوختہ تن کے کانٹے
ہیں یہ بوئے ہوئے اک غنچہ دہن کے کانٹے

کشتۂ عشق گل گلشن سے بے داری ہوں
رکھو تربت پہ مری گرد کفن کے کانٹے

بہار گل چاہتا ہوں چاک میں اپنے گریباں کا
مجھے گلزار سے کیا میں ہوں دیوانہ بیاباں کا
ہوا ہے اب تو یہ نقشہ تیرے بیمار ہجراں کا
کہ جس نے کھول کر منہ اس کا دیکھا بس دہن ڈھانکا

کھینچ شکل اس کی مصور نہ تو تا خبر لگا
کہ کروں پیار کلیجے سے وہ تصویر لگا

قد ہے قیامت اور غضب گات آپ کی
جو بات ہے سو قہر ہے کیا بات آپ کی
لیتا ہوں گاہ رخ کی کبھی زلف کی بلا
تصویر سامنے ہے جو دن رات آپ کی
کیا عالم آپ کا ہے میاں جرأت ان دنوں
عالم سے چھٹ گئی جو ملاقات آپ کی

چاہ کی چتون نئی آنکھ اس کے شرمائی ہوئی
تاڑ لی محفل میں سب نے سخت رسوائی ہوئی

مت یہ گھبرا کے کہو اب گھر کو بندہ جائے گا
کوئی مر جائے گا غضب آپ کا کیا جائے گا

لوگ کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہے تو کبھی نہ بول
تیرے کھنچ رہنے سے وہ اک وضع پہ آجائے گا

لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے نہ روٹھے مجھ سے پہ
دل مرے بس میں نہیں مجھ سے نہ روٹھا جائے گا

مت بلا دو بزم میں حسرت کو ہے شعلہ زبان
کہہ کے کچھ سب کے دلوں میں آگ بھڑکا جائے گا

ہے غضب اپنی طبیعت اس پہ ہے آئی ہوئی
جس پہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ ناچائی ہوئی

نرگس گل پہ منعمول نخوت سے مت پھیلاؤ پاؤں
کل کو یہ چادر بہینی ہوگی پھیلائی ہوئی

چاہتی ہیں اس بھبھو کے حضور اپنا فروغ
شمع کی آنکھوں میں ہے چربی مگر چھائی ہوئی

بار بار آنے سے حسرت کے نہ ہو اتنا خفا
اس بچارے کی طبیعت تجھ پہ ہے آئی ہوئی

جنوں ـ مرزا نجف علی خاں

جنوں تخلص مرزا نجف علی خاں پسر نامور مرزا محمد علی خاں است کہ تخلص بہ دلوانہ است۔ وطن والد و مولود بنارس است۔ بیشتر در سرکار انگریزی بہ عہدہ ہائے

جلیل مثل تحصیلداری و سررشتہ داری منفر بود[۱] طبع موزوں دارد و فصاحت ولطافت از کلامش می بارد. مطلع

اپنے چہرے سے مت نقاب الٹ — دیکھ جاوے نہ آفتاب الٹ (گ ب)

ول

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے — قاصد اشک تیز آتا ہے "

جنوں۔ شاہ غلام مرتضےٰ

جنوں تخلص، شاہ غلام مرتضےٰ الہ آبادی است منتخب بود و نسب حیدر و مولع زہد و پرہیز بے نظیر و اخص دل پذیر جام کش میکدہ بطون بودہ ازاں جنوں تخلص نمودہ تفسیر قرآن نیز در نظم ہندی آوردہ داد فصاحت دادہ رغبت شعر از موزونی طبیعت بودہ مشورۂ سخن از ممنون می نمود۔ ازاں دیوانۂ عشق الٰہی است۔

تری چشم مست سے ساقیا یہ سیاہ مست جنوں ہوا ۔
کہ مئے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی وو وہیں دھری رہی (گ ب)

جس نے کھویا آپ کو پایا تجھے — پھر وہ سمجھا عمر کا مایہ تجھے

ہے زباں ان کی برندہ مثل تیغ — جی اگر مانگیں نہ کراں سے دریغ

۱۔ "جنوں تخلص مرزا نجف علی خاں خلف مرزا محمد علی خاں دیوانہ تخلص است کہ پدر و پسر ہر دو از بنارس اند۔ مرزا محمد علی خاں پدرش را ہنگامیکہ وارد دہلی بود بسر رشتہ داری بورڈ مامور با من ملاقات ہا ر و دادہ علاقہ تحصیل داری و سررشتہ داری وغیرہ کہ مناصب جلیلہ سرکار انگریزیست بیشتر با دے ماندہ" گلشن بے خار

ہیں خدا کے گنج کے گنجینہ دار ایک لیتے ہیں تو دیتے ہیں ہزار

جوشش شیخ محمد روشن

جوشش تخلص شیخ محمد روشن عظیم آبادی است اشعار نرم و حسترین نبازک خیالی باز پردہ دل میر بخیت و شور تازہ در بزم عشاق از آہنگ سینہ بصد رنگ می انگیخت[۱] از جوششہائے اوست۔

وہ زمانہ کیا ہوا جو مرے گریہ میں اثر تھا
یہی چشم خوں فشاں تھی یہی دل یہی جگر تھا (گ ب)

گر یوں ہی یہ دل در پئے آزار رہے گا
اک روز نہ اک روز مجھے مار رہے گا ״

جیسا کہ دل پہ زخم ہے اس کے خدنگ کا
گلشن میں ایک گل نہیں اس آب و رنگ کا ״

اس کا خدنگ داغ جگر سے گذر گیا
ایک تیر تھا کہ صاف سپر سے گذر گیا ״

ہماری آہ کے صدمے نہیں اٹھانے گا
یہ چرخ بام کہن ہے کسی زمانے کا ״

۱۔ در فن عروض بسیار مہارت دلخواہ داشت۔ گلشن بے خار

نہ سجو ہیتے ہیں شگوفے نہ غنچے کھلتے ہیں
چمن میں شور پڑا کس کے مسکرانے کا (اگ ب)

جوشش ۔ رحیم اللہ

جوشش تخلص رحیم اللہ از دہلی است شاگرد مصحفی بوده چون آزردگی و وارستگی بدشش می نماید لہٰذا بہ تقلید بینوایان اشعار در کوچہ و بازار میخواند[1]

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ اے بے تب برا روتے ہی جسم گزرا (اگ ب)

جوان ۔ مرزا نعیم بیگ

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ جہاں آبادی است روزے چند زاہر بائے خوان احسان مرشد زادہ سلیمان شکوہ بوده مدتست کہ جان بجہان آفرین سپرده از طبع زاد ادست ۔

پہلو میں دل اپنے کو کبھی غمخوار نہ پایا
یہ خوبیٔ قسمت کہ کوئی یار نہ پایا (اگ ب)

جہاں دار ۔ مرزا جہاں دار شاہ

جہاں دار تخلص مرشد زادہ عالی تبار مرزا جہاں دار شاہ مشہور بمرزا جوان بخت بہادر کہ بعقل یکیاست دنراست ۔ بے بدیل و بے نظیر از دولت سرائے مالوف

---

[1] از سوتیان دہلی بوده ۔ بر تقلید بے نوایان اشعار در مجامع می خواند ۔ نسبت تلمذ او مصحفی بخود کرده است ۔ گلشن بیخار

یعنی دہلی عنان عزیمت سمت بنارس معطوف فرمودہ ہم دراں بقعہ ماہ جودش برج تماکی رونق نزول بخشید ازاں جوان بخت است ۔

مرگ‌ بس کے انتظار میں یہ سب بے اجل گیا (گ ب)
آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی
پر جفا جو تیری ناحق کی لڑائی نہ گئی "

جعفری میر باقر علی

جعفری تخلص میر باقر علی پسر حسین قمر الدین منت کوچک برادر میر نظام الدین ممنون است مستفید صحبت شان بود ایں اشعار از و ثبت نمود ۔ مطلع

آرام وعدہ کی شب اک دم کبھو نہ آیا (گ ب)
آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

جہانگیر۔ جہانگیر بیگ

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ نام از بے باکان و خانہ جنگان دہلی بودہ گویند اخیر عمر بہ مالیخولیا مبتلا شد بعلت نزرگے بزنداں رفتہ درگذشتہ ۔[۱]

---

(۱) اصلش از دہلی زمانہا بہ لکھنو سر بردہ شورش در سر داشت ۔ تیغ یازدہ زخم ہا برداشتہ ۔ آخر عمر بوطن مالوف رسیدہ بالیخولیا مبتلا شد ۔ روزے وعظ مولانا عبدالعزیز میر شاکر علی را کہ درویش تخلص اوست زخم زدہ بزندان بردند ۔ درحبس شہید خنجر اجل شد ۔ گلشن بے خار

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے — جو گزرے ہے مجھ پہ خدا جانتا ہے (گ ب)

خیابان ہائے حطی

حاتم۔ ظہور الدین

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین المشہور شاہ حاتم نازک خیالے بودہ و در فن شعر کمالے نمود اکثرے از شعرا دراں روزہا از وے بہرہ اندوز بودند و درا ستادیش بر ہمے خود کشودند نکہت رسا و فطنت بسا داشتے کہ رفیع السودا از رفعت یافتگان درگاہ اوست مردے متوکل مرغوب الکلام بودہ و بردل نازک پسند خود در آزادی کشودہ از فیضان آں حاتم زبان است۔

اس نذر کی صرف تسخیر پری رویاں ہیں عمر
رفتہ رفتہ نام ہی میرا پری خواں ہوگیا (گ ب)

ہجر کی زندگی سے مرگ بھلی — کہ جہاں سب کہیں وصال ہوا ″

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو — اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو ″

مفلسی اور داغ اے حاتم — کیا قیامت کرے جو دولت ہو ″

آتا ہے اب نشے کی طرف جی کبھو کبھو — ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو ″

بے خود اس دور میں ہیں سب حاتم — ان دنوں کیا شراب سستی ہے ″

حجام۔ عنایت اللہ

حجام تخلص اسمش عنایت اللہ بودہ مولدش سہارن پور است معاش بمو تراشی می نمود و رواہ شاگردی بمرزا محمد رفیع سودا می پیمود از بیدار دلان بودہ چہ نیضان معنی از قلزم ذخار محیط الاسرار حضرت مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ ربودہ۔

روز رخسار کے لیتے ہیں مزے خوبوں کے
بہت اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا ……… (گ۔ ب)

دیکھ عاشق کی بتر سے رسوائیاں ……… عشق کی لوگوں نے قسمیں لھائیاں ……… ″

حسرت۔ سید جعفر

حسرت تخلص سید جعفر علی فرزند ارجمند سید ابوالخیر لکھنوی است حسب سے پیشہ آبائی عطاری نمودہ بآخر چوں وحشت دامن گیرش شد ترک دنیا کردہ بجانب نثر از نظم آوردہ فارغ البال زیست از تلامذہ مرب سنکھ دیوانہ است و در تکرار سنجی و موزونی ایں فن در زمانہ خویش یگانہ گوئیدپایہ برتری سخن دارہ نعلی ایں فن قلندر بخش جرأت را از فیض مشورت اوست ازاں سراسر حسرت است۔

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
اگر رو رو کے دل کھو دیں تو پیدا دل نہیں ہوتا ……… (گ۔ ب)

آشیاں چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو
تو ہی لے جائیو سر پہ یہ گلستان اٹھا ……… ″

درس تھا مکتب میں مجھ کو آہ کا ……… یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا ……… گ۔ ب

کل شب وصل میں کیا جلد بجی تھیں گھڑیاں
آج کیا ہو گئے گھڑیال بجانے والے

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجئے زندگانی کو
دلے کیا کیجئے حسرت بلائے ناگہانی کو

کس کا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے
لو دل تمہیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے

کل شب کے تئیں جو اتفاقاً
حسرت کے مزار پہ گئے ہم
کہتا تھا پڑا ہوا نہ خاک
بس سنتے ہی اس کے مر گئے ہم
اپ ماندوں کا دیکھئے کہ کیا ہو
اپنا تو سب اہ کر گئے ہم

حسن ۔ سید غلام حسن

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک ہراتی است نژادش خاک پاک دہلی است در عنفوان شباب بفیض آباد آوردہ در سرکار نواب انجا کامیاب ماندہ از تلامذہ ضیا الدین ضیا است در نظم مثنوی بدر منیر کہ مقبول عوام و محبوب و منقول جمہور انام است سحر سامری بکار بردہ کلامش خوش نازک دبا ریاب آوازہ شاعری او آویزہ گوش دور و نزدیک این کس بسر سودا زدہ کہ بنام پدرش ہجو رکیک گفتہ کلامش شستہ و رفتہ و آب و تاب است این از دیوان او انتخاب است ۔ مطلع ۔

نے برگ ہوں میں گل کا نہ نالے کا شجر ہوں
میں لخت دل ریش ہوں اور داغ جگر ہوں
پیدا ہوئے اور جاتے رہے سیکڑوں مجھ سے
آتشکدۂ دہر میں اک میں ہی شرر ہوں

نے شیشۂ مے ہوں نہ حسن ساغر لبریز
میں اک دل پہ درد ہوں اور دیدۂ تر ہوں

ادبیات

. . . . زلفوں کے حوالے ہیں[1]
رسوائیوں نے اپنے کیا پاؤں نکالے ہیں
یہ رات محبت کی کس طرح بسر ہو گی
پہلے ہی قدم دیکھا تو پاؤں میں چھالے ہیں
جب تم نے حسن کھویا دل کو تو ہمیں کھویا
جو کام تمہارے ہیں دنیا سے نرالے ہیں

جان میری میں جان آئی ہے — کل صبا کس کی باس لائی ہے
دل کو رو دل دیا جگر کو حسن — مجھ کو دونوں سے آشنائی ہے

اس کی جب بزم سے ہم ہو کے بہ تنگ آتے ہیں — گ ب
اپنے ساتھ آپ ہی کرتے ہوئے جنگ آتے ہیں

یہ بلا فکر سے اب بند ہوئی ہے کہ حسن
جی میں آتا ہے کہ کچھ کھایئے اور سو رہیئے

ہم نہ ہنستے ہیں اور نہ روتے ہیں — عمر حسرت میں یوں ہی کھوتے ہیں

---

[1] اصل میں یہ مصرع اسی طرح ناکمل ہے۔

وصل ہوتا ہے جن کو دنیا میں — یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں
یاد آتی ہیں اس کی جب باتیں — دل حسن دونوں مل کے روتے ہیں

چل دل اس کی گلی میں ہو آویں — کچھ تو دل کا غبار دھو آویں
کل جہاں جاکے دل دیا تھا ہیں — جی میں ہے آج جی بھی کھو آویں

غیر دل کا تو ڈر گیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
خطرہ مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
تا مجھ سے وہ پوچھے مری خاموشی کا باعث
مجھ کو یہ تمنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کچھ پر چھیڑ کے الٹے تو گلے مجھ سے کرے ہے
بس چپ ہو یہ تھوڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
آئینہ ہی چپ ہو وے تو کیا طوطی ہو گویا
سارا سبب اس کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

حسن. خواجہ حسن

حسن تخلص خواجہ حسن پسر سعید خواجہ ابراہیم از نبائر خواجہ کمہاری مودودی
است قدس اللہ سرہ العزیز درخم خانہ آفرینش از بادہ تصوف سرشار و در موسیقی ماہر کامل
نغمہ خوش آہنگ از قانون سینہ بصد رنگ می تراوید و گوش طنبور ترانہ بدست
اصوات مختلفہ می مالید شورے در دل داشت بہ لکھنو بانتنا رو درویشی با تمکین بود
واز حلاوت حسن بخشی نام زنے بازاری مذاق جان شیریں واز چاشنی روزگار ادکام

در زبان شکر آگیں می نمود و اکثر نام آں دلارام در مقاطع غزل بر محل می آورد۔ ص۱

دل دلاسوں سے کرے ہے بے قراری بیشتر
خانۂ ماتم میں ہو پڑے سے زاری بیشتر — گ ب

اُسے مل کے آنکھوں سے یک بار بہہ چلے آنسو
ہنسی ہنسی میں جو ذکر وداع یار ہوا — ”

کیا قتل اور جان بخشی کبھی کی — حسنؔ اس نے احساں دوبارہ کیا — ”

وہ تو آیا تھا تماشے کو مرے نزع کے پر
ہم نے اس وقت میں بھی اس کا تماشا دیکھا — ”

وقت وداع یار دل بے قرار نے — یہ آہ کی کہ عرش معلیٰ ہلا دیا — ”

ہمیں آرام زیر خاک کبھی کیا خاک ہووے گا — ”
لیے پہلو میں یہ ایسا دلِ پر شور جاتے ہیں

حسن ۔ مولوی ابوالحسن

حسن تخلص، عالم بے نظیر و شیخ دل پذیر افضل فضلائے زمن جناب مولوی

ص۱ ”در فنون نظم از تلامذہ جعفر علی حسرت است و بسبب خواجہ ناشی با قلندر بخش جرأت ربط معقول و محبت مقبول داشتہ۔“ گلشن بے خار۔

ابوالحسن سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند ارجمند شرف زمان واعلم دوران جناب مولانا الٰہی بخش متخلص بہ نشاط رحمۃ اللہ علیہ از حضرات قصبہ کاندھلہ است بمیرٹھ ہم چندے قیام نمود بالفعل بوطن مالوف خود قانع است سخن را حسن ثانی است از طبع وقاد اوست

جواب لائیو قاصد شتاب نامے کا ۔۔۔ جواب نامہ نہ ہووے جواب نامے کا گ ب

منفعل ہوں دست دیا کبھی مارنے سے وقت ذبح

کیوں میں تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

حسن ۔ مرزا حسن

حسن تخلص مرزا حسن نام فرزند ارجمند سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر است ایں بیت ہندی از طبع خوشش رسیدہ ۱

دل کو دے کر اس بت کافر کو ہم نے اے صنم

جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

حسین ۔ سید غلام حسین

حسین تخلص سید غلام حسین نام دہلوی است ابن سید عبداللہ پیشتر سکہ سخن را بدار الضرب شاعری مسکوک لعزیز داشت ۔ ایامے چند در میرٹھ پرورش یکے از اہالیان فرنگ بادانش وفرہنگ خوشش گزران بودہ ۔ بہ کلکتہ نیز رفتہ ۲ از فکرت اوست ؛ فرد ۔

---

۱ "حسن تخلص مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر ۔ ایں بیتش از تذکرہ نواب اعظم الدولہ سرور تخلص نوشتہ شد" گلشن بیخار ۔ ۲ "سید غلام حسین دہلوی بن سید عبداللہ در بدو حال تخلص لعزیز بود یک چند در میرٹھ یکے از اہل فرنگ را درس دادہ بہ کلکتہ ہم گزرش افتادہ" گلشن بےخار

تھا غرش سے بڑھ کر جو دماغ اپنا وہی ہے
یوں چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا — گ ب

حسین۔ نواب غلام حسین خاں

حسین تخلص نواب غلام حسین خاں نام کہ یکے از عمدہ در روسائے افاغنہ شاہجہاں پور بودہ۔ نوشتہ اندکہ در حسن اخلاق ثانی خود نداشت۔ و نام نیک در آفاق گذاشت[1]
ایں ابیات از و بہ سر تحریر در آمدہ فرد۔

میں تو تدبیر میں تھا زخم جگر کی مصروف — گ ب
دل بھی پہلو میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئے گی
بے قراری تو مجھے اس کی تو در تک پہنچا — 〃

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی
دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی — 〃

حشمت۔ میر محتشم علی خاں

حشمت تخلص میر محتشم علی خاں نام، فرزند نامی میر باقی بدخشانی است منشاش

---

[1] نواب غلام حسین خاں از طائفہ افاغنہ در روسائے شاہجہاں پور است۔ نوشتہ اندکہ آداب و اخلاق درست داشت۔ گلشن بے خار

خاک پاک شاہ جہان آباد است۔ در پارسی لعل سخن از لب لعلش می ریخت۔ یا یہ گوہر شاہوار از صدف طبعش پیدا می شد۔ ارباب سخن را باستماع مثنویش سرور می افزود۔ آخر قضا انظم وجودش را در نثر عدم انداخت گویند با میر محمد افضل ثابت تخلص و شیخ عابد رضا متین در زمانہ پیشین ہم نشیں بودہ مطارحہ و مناظرہ ساخت از ان مختشم الیاست۔ مطلع

گور کے سوتے دوانوں کو جگاتی ہے بہار — گ ب

شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار

حضور۔ لالہ بالمکند

حضور تخلص لالہ بالمکند نام کھتری قوم، دہلی نژاد۔ در ریختہ بہرہ اندوز از مشورہ خواجہ بزرگ میر درد علیہ الرحمتہ است۔ مرد پر درد بودہ از ان یادگار است۔ قطعہ۔

نہ پاؤں کو جنبش نہ ہاتھوں کو طاقت

جو اوٹھ کھینچوں میں دامن اس دل ربا کا — گ ب

سر راہ بیٹھے صدا ہے یہ اپنی

کہ اللہ یاور ہے بے دست و پا کا — ،،

یہ جو چشم پُر آب ہیں دونوں — ایک خانہ خراب ہیں دونوں — ،،

یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی — واں اب بھی ہیں امتحان باقی — ،،

حقیقت۔ میر شاہ حسین

حقیقت تخلص، میر شاہ حسین نام بلخی نسب و بریلی نژاد فنا ماپر دردہ لکھنو است

در سخن از مشاورت حسرات یکتائے زمن بود ایں دو بیت از و ثبت نمود۔ مطلع۔

کیا ترے عشق میں اے عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ بھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا

دلا اب دونوں مل کاٹیں گے اوقات آہ و زاری میں
ہوئے بیمار ہے ہم بھی تری بیمارداری میں (گ ب)

حکیم۔ محمد اشرف خاں

حکیم تخلص، محمد اشرف خاں نام، خلف حکیم شریف خاں۔ دم جاں نواز او در خوں علیل نہادان مسیحائی بکار بردے و لطف جاں پرورش دراں روزگار بدل بستگی مریضان تنگ نہ خاطر کار مومیائی کردے چندے سپرے گشت کہ ازیں جہان درگزشت از دست مطلع۔

مرے رونے نے مجھکو اس سے کھویا مجھے اس دیدہ تر نے ڈبویا گ ب

کہوں کیا میں بر نگ زخم ناسور ہنسا اک بار گر سو بار رویا "

حکیم۔ محمد پناہ خاں

حکیم تخلص، محمد پناہ خاں است کہ فرزند ارجمند محمد شریف خاں کہ مشتہر نیز بر بخش از تلامذہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ بودہ۔ اولاً انتشار تخلص می نمود احتراز نمودہ برعایت طباعت با بہائے استاد خود تخلص حکیم تسلیم کردہ اند کہ در تاریخ گوئی در موز سنجی موسیقی خیالات نازک او دل پسند ہر خردمند است از نتائج طبع اوست۔ فرد۔

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اس شوخ کی دیوار کے پاس   گ ب

تیرے لئے خلق دربدر ہے   اے خانہ خراب تو کدھر ہے   ″

ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے
کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے   ″

حقیر، میر امام الدین

حقیر تخلص میر امام الدین معروف بمیر کلو ساکن آبادی است۔ طبعش بفصاحت قرین و بلاغت ہم نشین بودہ نتیجہ طبع اوست۔ مطلع۔

ہوں ہرت نسبت عالم تصویر کی طرح   گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح گ ب

یاد میں اس بت کافر کی ہوں ایسا مصروف   کہ خودی بھول گئی یا کہ خدا بھی مجھکو ″

دل میں ہے بیٹھ رہیں در پہ صنم کے ہی حقیر[ص]
راہ کعبہ کی تو آنی ہے نظر دور ہمیں   ″

یار سوا سب سے دل قطع نظر کیجئے   چاند بھی آوے اگر شہر بدر کیجئے

ص دل میں ہے بیٹھ رہیں در پہ صنم ہی کے حقیر۔ گلشن بے خار

(قطعہ)

یہ جو میں پاؤں ہم ہیہات دیکھیں
ستم اس کفش کے ہاتھوں ستم ہے
ابھی کھلے تو اس کے چیر ڈالیں
میاں پر درمیاں تیرا قدم ہے

حیرت۔ پنڈت اجودھیا پرشاد

حیرت تخلص، پنڈت اجودھیا پرشاد نام از کشمیری نژادان شہر لکھنو است۔ در فن سخن بہرہ از قلندر بخش جرأت یافتہ دیوانے مختصر مملو بلوث آبدار اشعار بہ نظم ساختہ در موسیقی مسلم در کمان داری علم بودہ۔ بیشتر بجہاں آباد و بیشتر بلکھنو اندے وارستہ مزاج بودہ در سنہ ہزار و دو صد و سی و چہارم آماج تیر اجل شد ۱۰۰ ست۔

فرد:

برنگ نقش پا اس کے گلی سے اٹھ نہیں سکتا   گ ب
ہوا ممنون احساں خوب اپنی ناتوانی کا

حیراں میر حیدر علی

حیراں تخلص میر حیدر علی نام، جہاں آباد منفاش چندے در اقلیم شرقی بسر بردہ

۱؎ دیوانے مختصر و چند مثنوی دارد کہ بہ نظر رسیدہ۔ در فن موسیقی مسلم و بہ تیر اندازی علم بودہ بیشتر بہ لکھنو و کمتر بجہاں آباد گزرانیدہ در سی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بساط ہستی در نوشت۔ گلشن بے خار

نشہ شاعری در سر داشت و نوائے شاگردی سر پ سکھ دیوانہ می افراشت باشفتہ مزاج منسوب و بجنون مغلوب بودہ در ایام شورش جنون در ضلع بہار مرتکب کشت و خون گردید و بجرب وضرب رگ زندگانی خود برید و مرغ روحش ازیں دام گاہ پرید این ابیات ازوے بہ خاطر گردید۔ مطلع۔

دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں ــــــ بیٹھا جا کچھ نہیں رہا ہم میں گ ب

ان کی خدمت میں ادب سے میں نے ــــــ عرض کی دیکھی کرامات مری ،،
میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں ــــــ بندگی فنا یہ حاجات مری

جب کہا میں نے میرے گھر چلیے ــــــ اس میں کچھ کم نہ ہو گی محبوبی ،،
تیوری کو چڑھا لگا کہنے ــــــ رسم و راہ ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے ــــــ دیکھیو اختلاط کی خوبی

حیدر۔ میر حیدر علی خاں

حیدر تخلص میر حیدر علی خاں نامی کہ از دار السلطنت لاہور است۔ فاما در پشاور رنگ سکونت انداختہ باسکنائے آنجا نرد موافقت باختہ قادری نسب گیلانی حسب است۔ رحمۃ اللہ علیہ از نکر اوست۔ بیت۔

صدا ،، گویند عزم شاعری دماغش را مختل کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جا دارد در ضلع بہار کشتہ شدہ قاتل را ہم ہمراہ برد،، گلشن بے خار

ارادہ ہے بے ڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا　　　　گ ب

لے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام نکلا
بارے جنوں کی دولت اپنا بہ نام نکلا　　　　〃

حیف۔ میر چراغ علی

حیف تخلص میر چراغ علی نام، لکھنویست بجو بر ویان آں شہر مانوس بود مشورہ سخن از میر شبیر علی افسوس می نمود ایں ابیات از طبع زاد آں نیکو نہاد است حیف است کہ چراغ حیاتش ادبعمر صرف فنا کشتہ شد۔ شعر۔

جس کی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو
کیا اس مریض عشق کے جینے کی آس ہو　　　　گ ب

ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن
ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آدے　　　　〃

حیرت۔ محمد تفضل حسین

حیرت تخلص، محمد تفضل حسین نام، خلف مولوی محمد اسحاق کہین برادر مفتی عبداللہ رئیس کرت پور از اہل شعور است. جوانے نوخاستہ . . . . . . وطبعش بشاعری آراستہ باخلاص و شاگردی بمولوی جلال الدین اخلاص بجنوری دارد۔ از دو بریں قرطاس بضبط تحریر و ربط تسطیر در آمدہ۔ شعر۔

ہوئی آرائش جبین جبیں اس کی بس افشاں سے
تماشا ہے کہ اختر ہیں نمایاں ماہ تاباں سے

حیدر، حیدر شاہ

حیدر تخلص حیدر شاہ نام، مولدش دہلی وقومش کائستھ بزرگانش از بندگان سلطانی بودند و روزگار پیشہ مناصب عالی بعد در سرکار سکھ خود مفتخر و معزز بود آخر بحکم السعید من سعد فی بطن فیہ بخلعت اسلام مشرف شدہ ترک روزگار ظاہری کردہ تن باطاعت بادشاہ حقیقی دادہ فقیرانہ قدم در سیاحت نہادہ۔ نیاز مند دراعظم گڑھ اکثر برخوردم مرزے آزادوست و در سخن سنجی استناد از وست۔ شعر۔

دیکھا دریائے محبت کا جو گہرا پانی — آشناؤں کا ہوا خوف سے زہرا پانی

زردی رخ سے مری تا کہ وہ ہو دے آگاہ
اس لئے نامہ پہ چھڑکا ہے سنہرا پانی

مُندی جو آنکھ تو منہ سب رقیب موڑ گئے
اکیلا شہر خموشاں میں ہم کو چھوڑ گئے

خیابان خائے معجمہ

خاکسار، میر محمد یار

خاکسار تخلص میر محمد یار نام۔ مقام او قدم شریف در شاہجہان آباد است خانہ لطیف از نے ترتیب دادہ پے بریاضت بردہ آزادہ وضع می باز دحتی الوسع

دیدہ بر جمال زیبا طلعتان داشت[۱]۔ این ابیات از انتخاب دیوان او نگاشت۔

فرد:۔

ترے باغباں کا یہ دیکھا سلیقہ | کہ نرگس کو بو بانہ بوٹیں یہ آنکھیں[۲] گ ب

نتیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم | روز محشر کو اٹھیں گے اس لئے دلگیر ہم "

خادم۔ خادم علی خاں

خادم تخلص، خادم علی خاں نام، فرخ آبادی است۔ بادستادی نواب ناصر جنگ والی آنجا نامی و گرامی بودہ۔ فرد از نتائج طبع اوست۔ فرد:۔

مجھکو کہتے ہو کہ چل باھر ہو | آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں گ ب

خادم۔ مولوی خادم علی

خادم تخلص، مولوی خادم علی نام، از مجاذیب بنارس است۔ فرزند ارجمند مولوی فائق علی گنوری است۔ جذب در ظاہر و سلوک در باطن دارد۔ نسبت ارادت بحاجی محمد رشید خاں نقشبندی۔ متوطن گنتی دارد کلام در نثر مجنونانہ گوید و در نظم راہ مجذوبانہ پو یاد خود را بلقب مشہور کند از وست۔ مطلع:۔

---

[۱] در مقامیکہ شہرہ لقدم شریف دارد خانہ از نے بنا کردہ در نہایت انقطاع میگزرانید سید سیت دردمند دردلیشے است مستمند گویند کہ در ایام جوانی با امارد سرشتہ دجانب سادہ رویان نظرے داشت دہر کہ مد نظر ادمی بود تعلقات دنیوی می گزاشت۔ از معاصرین میر تقی است۔ نکات الشعرا

[۲] ترے باغباں کا یہ دیکھا سلیقہ۔ گلشن بے خار

گر بسیر سر کوئے تو صبا برخیزد | خاک ما ہم بہوائے تو ز جا برخیزد

ذات تو زہر دو کون عالی | زامکان و حدوث ہر دو خالی

چہ بی و چگونہ ندانستم | حیرت زدہ ام تراچہ خوانم

خاںؔ ۔ محمدی خان

خان تخلص، محمدی خان دکھنی است۔ بتلاش وجہ معاش اتفاق بود وباش او بدہلی افتادہ و بہ رسم وفا و وفاق طاق بود۔ و ذی اخلاق بشاگردی سعادت یار خان رنگین تشریف رنگین بود۔ بیتے از دست نمود۔ شعر:۔

یاد جس وقت تری آتی ہے | مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے گ ب

خاںؔ ۔ اشرف خان

خان تخلص، اشرف خان نام، دہلوی اصل بلکھنواست۔ در ایام قیام دہلی بزم مشاعرہ می آراست و مشورہ با غلام ہمدانی مصحفی داشت اوراست۔ فرد:۔

اے خاں غم فراق میں تم زہر کھا مرو
اس کے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری گ ب

خردؔ ۔ نواب فخر الدین محمد خان

خرد تخلص، نواب فخر الدین محمد خان فرزند ارجمند نواب شرف الدین محمد خان است۔ بخدمت بخشی گیری تن کلاہ سروری برسر داشت۔ و در عنفوان جوانی بہ نکتہ دانی

سرے داشت۔ و باصرارِ محبان یاوفا و دوستان باصفا مضمون خوش و دلکش می نگاشت۔ فردے از طبع موزوں اوست۔ فرد:

لبوں پہ جان ہے جلدی پہنچ کہیں ظالم
یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خستہ۔ غلام قطب

خستہ تخلص غلام قطب نام کہ از دودمان سید محمد کرمانی بودہ رضی اللہ عنہ او را لبعضے بزمرہ بزرگان مرزا کثیر الانوار(۲) شیخ الشیوخ و سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ می شمارند۔ اشعار شستہ در رفتہ بمشورہ مصطفیٰ خاں شیفتہ گفتہ از دست۔ مطلع:

جلوہ اس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا
روز خورشید درخشاں کا وہیں شام کیا   گ ب

ہو غضب رحمت پروردگار   آج ساقی کا پیالہ ہو گیا   گ ب
ایں شعر بعضے از خوشنود گویند(۳)

---

(۱) شیفتہ نے ان کا حال مفصل لکھا ہے۔ شیفتہ کے بقول خرد نے شعر گوئی ترک کردی تھی اور ان کے اصرار پر اپنے چند پرانے اشعار تذکرہ شیفتہ کے لئے مرحمت کئے جن میں سے دو شعر شیفتہ نے تذکرے میں درج کئے۔ خرد نے شیفتہ کے دیوان کی تاریخ بھی کہی تھی جو شیفتہ کو بہت پسند تھی اور گلشن بیخار کی تاریخ "تنہائے طوطیان ہند گفت" کہی تھی جو گلشن بے خار میں شامل ہے خرد نے شیفتہ کے مسودات کی تبییض کا کام بھی انجام دیا تھا۔

(۲) مرزا کثیر الانوار۔۔۔۔ کذا۔ بزمرہ خدام منور کثیر الانوار؟ گلشن بے خار۔ اصل لفظ مزار ہے مرزا سہو کتابت ہے۔ (۳)۔ نوٹ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

خلق میر احسن

خلق تخلص میر احسن بن میر حسن نام دہلی وطن کہ اہل مثنوی بدر منیر است کسب سخن بمشورہ حسن پدر خود کردہ ایں بیت از آوردہ ۔ بیت ۔

عجب عالم میں بے ہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا
کہ اب تک بھی نہ آیا ہوش جو پوچھوں کدھر آیا گ ب

قطعہ

بے قراری میں کٹی رات تو یاں اپنے تئیں
چین سے زلف میں دل کیونکہ رہا ہووے گا
دل لگانے کو لگایا پہ نہ تھا کچھ معلوم
جی پہ کیا گذرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا

خلیق میر مستحسن

خلیق تخلص برادر کوچک میر احسن خُلق است ۔ نیز مستحسن بنام بود و ازیں فن بحسن کلام مشہور ۔ مصحفی تبلمذ دے بر خویش می بالید وردہ مراثی واقع کربلا اکثر می مالید از دوست ۔ شعر ۔

اشک جو چشم خوں فشاں سے گرا | تھا ستارہ کہ آسماں سے گرا گ ب
ہنس دیا یار نے جو رات خلیق | کھا کے ٹھوکر اس آسماں سے گرا ،،

---

(۱) پچھلے صفحہ کا حاشیہ) بعضے مراد شیفتہ ہیں ۔ شیفتہ کی اصل عبارت یہ ہے خوشنود تخلص ، از حال وے اطلاعے نیست ۔ ایں بیت بنامش دیدہ شد ۔ ہو غزلی رحمت بہ روزگار ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

صا ۔ مصحفی نسبت تلمذ وے بخویشتن کردہ است ۔ گلشن بے خار

کہا میں نے جو اے گل کچھ زفا کر   تو وہیں ہنس پڑا وہ کھل کھلا کر   گ ب

خیال غلام حسن خان

خیال تخلص، غلام حسن خاں است. کہ نبیرۂ کانش قدیائے اعلا بہ بالائے والائے خود شاں دانستند و برکت اللہ خاں برکت تخلص عم اوست کہ از سخن سنجان نرس است. تشریف موزونی سخن بر بالائے والائے خود از برکت عم خود پوشیدہ نامہ نگار گلشن بےخار می گوید کہ در دیوان قریب بصد ہزار بیت دارد از گزیدہ طبع اوست مطلع۔

جھانکے ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفے میں
کہ جوں چلمن مشبک رہ گیا نظارہ غرفے میں   گ ب

سپہر نے سر سے ہوا خانۂ مجنوں آباد
پاؤں جب ہم نے دھرا آن کے ویرانے میں   گ ب

مژگاں کی یہ کاوش نہیں ناوک فگنی ہے
ابرو کی اشارت نہیں شمشیر زنی ہے   ״

تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال
اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی   ״

خالص مولوی نصیر الدین

خالص تخلص مولوی نصیر الدین از آبائش بہ بجنور بود و باش است۔ مدتے بہ

تحصیل علوم رسمیہ و فنون ترسیہ . . . . . استعدادے بہم رسانده در قیافی عروض وتوانی منسیر قدم میزند ودم تشارک با شعرائے با تقدم و ما تاخر برآرد در ریختہ چند اکثر از زبان دخامہ او ریختہ باین ہمہ خود ستائی ہا از نظر دیدہ وران دور بین مستور داشتہ اشعار او چوں گل خود رو از ریاض افکارش رستہ گو خلاف طرز دانان و محاورہ باشد بار دوزبان بستہ بارے کبر درین فن شوم است و بہ اہل سخن مذموم حضرت سعدی کہ گفتہ در سفتہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید این مشتے نمونہ خروارے است و قبضہ از بارے دانایان خرد بحقیقت راہ برند صاف راگیرند و از درد بگزارند

اترے چہرے پہ نہ خط مشکناب — یہ خزاں کھووے ہے گل کی آب و تاب
وہ کبھی منہ سے نہ اٹھنے کا نقاب — ابر میں کب تک رہے گا آفتاب
بر لب دریا جو تو رکھے قدم — آسماں پہ جا لگے غرق حباب
دوں گلابی قند مصری کی منگا — چاہیے انبوں میں اگر زاہد شراب
حضرت عشق آپ کی دعوت کروں — آؤ جو تم گھر مرے عالی جناب
مے خون دل نمک داں زخم کا — شور بختی کا نمک دل کے کباب
اور بہ نج رنج کا خاصا پلاؤ — اس سے لاؤں بھر کے قاش دل کی قاب
استخواں شکنی کے میدے سے بنا — لا کے نان روغنی ہوں فیض یاب
قاب رنگین جراحت میں بہت — لاؤں حلوائے شہادت داب داب
لاؤں وہ شب دیگ بیداری شب — تب کروں میں بے قراری کو خطاب
طرح طرح کے غرض کھانے رکھوں — خوان بدنامی کو پھیلا کر شتاب

کی جو خالص خط تراشی ماہ نے
ابر کے ٹکڑے سے نکلا آفتاب

خرم گلاب رائے

خرم تخلص گلاب رائے نام، مولد و منشائے وے دہلی است. در فن شعر کہنہ مشاق است و مضامین نو آئین در سخن می بندد و بسلک متصدیان دفتر تحصیلے نجیب آباد منسلک موزون طبع است. و حتی الوسع کلامش از مضمون پُر کن خالیست.

مرا ست با تو نیازے ترا ست با من ناز — ہزار شکر کہ سازے است ناز را بہ نیاز
فغان بلند نگردد ز محو دلدارے — چگونہ طوطی تصویر بر کشد آواز
ز بخت کوتہ خود سخت پائے در بندم — کہ نیست دست رسم تا بہ زلف دراز
بیا بہ کلبۂ احزان دل است ما حضرم — بکن ز لطف قبول ایں تواضع شیراز
بجز ز سوز دروںم کہ داشت اے خرم — نگشت آہ جہاں شور بر ملا ایں راز

خورشید مولانا خورشید علی افضلی

خورشید تخلص معدن الطاف الٰہی مخزن فیضان لا متناہی جلال عفو عقلیہ کشاف رموز نقلیہ فہم مجسم بہر فن مکرم فصیح البیان بلیغ اللسان عالم بے نظیر و فاضل دل پذیر جناب مولانا خورشید علی افضلی الہ آبادی است دام فیضانہ مولد شریفش بنارس است در ہر زبان دستگاہے بلند و پایہ ارجمند دارد. داعی خبیر اکثر اوقات خود را بصحبت گرامی ابقر و حضرات بزرگ بسر کردہ ام بخدا کہ چنیں بزرگے در پاس داری دل غربا و خدمت گزاری کمتر کسے دیدہ ام ملکہ نادر الوجود شنیدہ اکثر طبع شریفش مایل بسخن سنجی در ہندی و فارسی می شود یاد دارم کہ ہندی زبان تلمذ او را بہ ناسخ است خدایا آں عزیز الوجود را بجد خویش نگاہ داری ہر مرادے کہ او دارد حاصل آری از کلام آں شفیق است.

غزل

دل روشن میں ہے دل دار مصور پیدا — صاف کر آئینہ تا ہووے سکندر پیدا

خشک اس درجہ کیا ہے غم فرقت نے مجھے
جائے اشک آنکھوں سے اب ہوتے ہیں گوہر پیدا

اے صنم نقش رخ سے جو نہیں اس کو ضرر
خط ہوا چہرے پہ یا بال سمندر پیدا

اور پھولوں پہ شرف گل کو ہے دیکھ او ناداں
قدر اس باغ میں تو چاہے تو کر زر پیدا

عشق گیسوئے صنم روز ازل سے ہے مجھے
ساتھ سودا بھی ہلا جب سے ہوا سر پیدا

تجھ سے نسبت نہیں خوبان چمن کو ہرگز
کور نرگس ہوئی تو گل بھی ہوئے کر پیدا

آشیاں گلشن فردوس کا یاد آتا ہے
طائر جاں کے کہیں جلد ہوں شہپر پیدا

در مدحت جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بزبان ہندی است ۔ مناقب ۔

واقف راز انّما ہیں آپ
کاشف راز ہل اتیٰ ہیں آپ

زور کچھ زور بازوں میں ہے
سر عنی لافتا ہیں آپ

کیوں نہ مغلوب ہوتے مرحب
اسد غالب خدا ہیں آپ

علم وہ جس کا حصر نامعلوم
سچ ہے مصداق ملہما ہیں آپ

مہر خورشید دونوں عالم میں
اصل مقصود و مدعا ہیں آپ

ومناقبے دیگر در فارسی بجناب شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ گفتہ است اشعارے چند از آں می نگارم :-

مناقب

ہر لحظہ غم تازہ کشد دامن جاں را
تا کے نفسم ضبط کند آہ و فغاں را
اے باد صبا سوئے نجف بازکن آہنگ
وز بندہ سلامے ببر آں شاہ شہاں را

بر حال من خستہ دل بے سروسامان
آگاہ کن آن کاشف اسرار نہاں را

چونکہ مزاج عاشقانہ دارد لہذا کلام مستانہ ہم گاہے بہ زبان ہندی رود، مطلع:

دل بہر زلف سرمیل و ہواے دارد
یارب این عہد شبابم چہ بلاے دارد

(مطلع)

بے تاب ساختیم دل گل کردہ داغ را
افسردختیم ز برق نگاہی چراغ را

زخمے عجیبے خوردم بر دل ز سنان تو
شد کہ نمک ریزد از خندہ دہان تو

خلیل خلیل اللہ شاہ

خلیل تخلص، خلیل اللہ شاہ جہان پوری است۔ مرد رند بود۔ نسبت تلمذ بمولانا مبین رحمۃ اللہ علیہ میداشت بعہدہ ہائے معزز می گزراند۔ ہنگامے کہ داعی آثم ہم پائے طناب صاحب قبلہ خود در اعظم گڑھ بودم بر منصب تحصیلداری عظمت گڑھ سکندی خوش گزران بودہ۔ چندے گزشتہ کہ بجوار رحمت حق تبارک و تعالیٰ پیوستہ مزارش بہ ہمانجاست رحمۃ اللہ علیہ طبع گرامیش میلان اکثر بفارسی داشتے وگاہے نقش ہندی ہم نگاشتے ازاں بزرگ است در فارسی۔

غزل

خوردہ ام بر جگر از ترک نگاہے تیرے
دوستاں بہر خدا زخم مرا تدبیرے

در فراقش به لبم آمده شد وارد جان
پس ازیں اے ملک الموت مکن تاخیرے
شب بخواب آمد و آں لے بگلو ریخت مرا
گر از خنجر ادگوشش کنم تعبیرے
عارض و خال و خط و زلف تو ہر دل شدے
چمن و دانہ و دامے بود و زنجیرے
بہ ادائے دل و دیں دخترد م غارت بُرد
فرزند ظالم و ترسا بچہ و بے پیرے
سرخی پاں بلب لعل مسی آلودش
ہست بر تختۂ نیلم شفقے تحریرے
بہر تقلیب مس زہد ندانیم خلیل
خوشتر از خاک در پیر مغاں اکسیرے

خیابان دال مہملہ

داغ ـ میر مہدی

داغ تخلص میر مہدی نام، فرزند میر سوز جوانے خوش پیکر دلکش منظر. فصیح ملیح، سبزہ فام، گل اندام دبا ایں ہمہ دل ربائی و رعنائی چوں بلبل از عشق حسن گلعذارے خارے بدل می داشت . وچوں عندلیب نو گرفتار در فصل بہار لیل و نہار بنالۂ زاری پرداخت . روزگارے بہ بادہ محبت سرشار و بہ نشۂ الفت در خمار می بود . مدتے از سازگاری بخت بیدار ہم آغوش آں نگار. ساغر بادم بدست

ـ کذا

گامے می پیمود ناگاہ از دور چرخ دوّار پیمانہ شراب مفارقت نوشید و از خمار مہاجرت آزارے کشید آخر پیمانہ حیات او لبریز بادہ اجل گردید مرغ روحش از یں دام گاہ پرید و صفیر سنج شاخسار طوبیٰ گردید نالہ ہائے پر مضمون موزوں می کرد و بہرہ اندوز از فیض پدر بود ہ ازاں داغ پر داغ است ۔ ابیات :۔

اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا ہے ہم نشیں دیکھو
ادھر دیکھو اُدھر دیکھو یہیں دیکھو کہیں دیکھو — گ ب

اسی کے پاس ہے رہ رہ کے جو یہ مسکراتا ہے
اسی کی جیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستیں دیکھو — ،،

یکہ ناچور کا مشکل نہیں گر کچھ سمجھ ہووے
ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبیں دیکھو — ،،

دردمند ۔ کریم اللہ خاں

دردمند تخلص کریم اللہ خاں از خویشان عمدۃ الملک است ۔ ہنگامے کہ شاہ عالم بادشاہ سریر آرائے سلطنت بود ۔ بہ ترفع می زیست از وست ۔ فرد :۔

کنارے سے کنارا کب ملے ہے بحر کا یارو
پلک لگنے کا مضموں دیدہ پر آب کیا جانے — گ ب

درد ۔ خواجہ میر

درد تخلص خواجہ میر علیہ الرحمۃ خلف الرشید خواجہ محمد ناصر عندلیب تخلص کہ از دودمان شیخ بہاءالدین حنفی ونقشبندی مشرب بودہ صوفی صافی ضمیر است در فضل و کمال بے مثال و بے نظیر بزرگے بود ۔ تہذیب باطن و تزکیہ نفس وگداختی

دل و برشتگی جگر و بدردمندی خاطر معروف و موصوف. اشعار دل پسند خاطر پسند
بمضامین بلند و گشته در رفته از طبع وقادش ریخته کلامش بعذوبت از انگبین
تر ذایقه و بحلاوت انگیزی کام و زبان شائق این فن لائق در موسیقی بهم جان نواز
و ترانه ها بیر یخته و نوائے نغمه بابش شورے تازه در بزم عشاق انگیخته در جذب
این اشعار آبدار او لولوے شاہوار در چارسوے سخن بے مقدار است. اگرچه نقشبندی
مشرب بود اما نقش معنی را بصورت صوت می نمود. ازان پس درد است رحمة الله علیه.

مطلع:-

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے ک ب

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

جس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہے جی میں اگر خوف تو ہے تیرے غضب کا
اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی،
کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا　　تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
اُن لبوں نے نہ کی مسیحائی　　ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا　گ ب

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا　　بس ہجوم یاس دل گھبرا گیا　〃
پی گئی کتنوں کا لہو تیری یاد　　غم ترا کتنا کلیجہ کھا گیا

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں　〃

کاش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ　　تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ　〃

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے　〃

کبھو ہنسنا، کبھو رونا، کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے　〃

تیری گلی میں میں نہ چلوں اور صبا چلے　〃
یوں ہی خدا جو چاہے تو بندے کی کیا چلے
کہہ بیٹھیو نہ درد کہ اہلِ وفا ہوں میں
اس بے وفا کے آگے جو ذکر وفا چلے　〃

ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ   گ ب
گر دل ہے تو آزردہ، خاطر ہوں تو رنجیدہ

دریغ سید زین العابدین

دریغ تخلص سید زین العابدین از خاندان سید رضی خاں ملقب بسیف الدولہ بہادر است۔ مشورہ سخن بشاہ نصیر داشت بیتے از طبع زادش نگاشتہ شد۔

یوں وہ بولا دیدۂ تر دیکھ کر دو چار سے
ڈرتے نہیں مجھکو نظر آتے ہیں گھر دو چار کے   گ ب

درویش میر شاہ علی

درویش تخلص میر شاہ علی موسوم بشاہ اللہ دیا کہ از مشائخ والا مقام بین العوام معروف است نسبت داشت۔ باکتساب علوم رسمی زانوئے پیش استادان تہ نمودہ در ایام جوانی بچرب زبانی اشعار می گفت مشاورت سخن بہ عمدۃ الشعرا نظام الدین ممنون بودہ اشعار او ثبت نمودہ مطلع :۔

ایک شب بیٹھے تھے جس گھر میں کبھی یار سے مل
روز روتے ہیں وہاں کے در و دیوار سے مل   گ ب

درویش کو مجنوں کبھی لکھا کرتا سفا عرضی
اس مملکت عشق میں سلطان سمجھ کر   ؁

---

۱ "لختے از فنون رسمیہ کسب کردہ و کتب متداولہ براستاد خواندہ" گلشن بے خار

دل ۔ زور آور خاں

دل تخلص زور آور خاں متوطن کول است ۔ طبع موزوں اشعار پرمضمون داشت ۔ حیف کہ گزشت کہ ازیں جہاں درگزشت ۔ دیوانے مشحون از در مکنون بدنیا یادگار گزاشتہ[صـ۱] از وست ۔ ابیات ۔

گل ہیں مکھڑے سے خجل اور آنکھ سے نرگس کے پھول
باغباں تیری نذر[۲] کو حیف کے لاؤں کس کے پھول

دل مرے دیوان کو عالم نہ سمجھے ریختہ
جمع ہیں گلشن میں میرے ہند اور فارس کے پھول

یہ نہیں خوب تجھے دن ہو تجھے رات پسند
دوستی جب ہے کہ ہم تم کو ہو اک بات پسند

ہوتے ہیں میری چشم سے اب اشک رواں پھر
پوشیدہ مرے راز کو کرتے ہیں عیاں پھر

جس روش سے ہیں کھلاتا ہوں یہ مضموں کے گل
نہ کھلیں باغ طلسمات میں افسوں سے کے گل

صـ۱ دیوانے ضخیم و مثنوی ہائے متعدد دارد کہ بہ نظر نرسیدہ ۔ نو بنے عنایت حسین خاں فرزند ایشاں داستانے از یک مثنوی ایشاں روبروئے فقیر خواندہ بود ۔ ایں اشعار از تذکرہ ہا انتخاب یافت ۔ گلشن بے خار ۔ صـ۲ کذا

صـ۲ کذا

دل خوش ۔ بہادر سنگھ

دل خوش تخلص بہادر سنگھ نام ۔ کھتری قوم از ابنائے راجہ خوش حال رائے محمد شاہی است ۔ ایں فرد از واست ۔ فرد ۔

ہوں ترے ہجر میں جوں دیدۂ نرگس حیراں
چشم پوشی نہ کر اس اپنے گنہ گار سے [1] گ ب

دل سوز ۔ خیراتی خاں

دل سوز تخلص خیراتی خاں نام ۔ متوطن قصبۂ بیل از افاغنۂ آنجا است ۔ از بہرہ اندوز نصیر جہاں آبادی است ۔ بسرکار نواب ظفر یاب خاں باریاب بود ۔ اہل تذکرہ می نویسند کہ درجے پور آنجہانی شدہ ۔ و دل بشرب شراب مایل داشت ۔ از وست شعر ۔

جگر فراق کے صدموں سے لالہ زار رہا
یہاں خزاں میں سدا موسم بہار رہا گ ب
تپ فراق میں بیمار کی جو دیکھی نبض
طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا ″

سب سہیں گے ہم اگر لاکھ برائی ہو گی
پھر کہیں آنکھ لڑائی، تو لڑائی ہو گی [2] [3]

---

[1] نقل کردہ اند کہ در جے پور ازیں عالم نقل کردہ ۔ گلشن بے خار

[2] پھر کہیں ..... الخ ۔ گلشن بے خار

[3] اس مطلع کا دوسرا مصرع خوشگی نے گنگا پرشاد رند سے بھی منسوب کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۶۲

رات نم اس طرف جو آن پھرے دن مرے کچھ تو میری جان پھرے گ ب

دلگیر. میر حمایت اللہ خاں

دلگیر تخلص میر حمایت اللہ خاں نام، فرزند رشید عالم خاں است. کہ بزبان دبیان باماثل واقران ممتاز بود. مہارت تامہ دررمل داشت و در نجوم علم موشگافیہا می افراشت وطرح مشاعرہ بمکان خود انداخت.[ص] و نزد مکالمت و مطارحت بازبان آوران زماں می باخت از افکار اوست. فرد:

دلگیر رہے تم چھپکے سے گر آن کے ملنے
رسوائی ھر کوچہ و بازار نہ ھوتی گ ب

دیوانہ. مرزا محمد علی خاں

دیوانہ تخلص، مرزا محمد علی خاں نام، از ثقات بنارس است. بمراتب علیائے انگریزی سرافراز ماندہ بہ عہد نظامت روشن الدولہ کول برک بہ جہاں آبادی بود بہ عہدہ تحصیل داری محالات کھیر و چنڈوس متعلقہ ضلع علی گڑھ خوش گزران بودہ حالا از حالش مطلع نیستیم کہ کجاست و چونست. این ابیات از آنست. شعر:

اس کا آخر ادھر کلام ہوا اپنا قصہ ادھر تمام ہوا گ ب

چلتے چلتے ایک دن دیوانے بس اُٹھ جائیں گے
جوں چراغ صبح دم ہم سینۂ سوزاں سمیت ر

ص درزمانیکہ طرح مشاعرہ می افگند داعی را ہم تکلیف می نمود. گلشن بے خار

دیوانہ۔ رائے سرب سکھ

دیوانہ تخلص رائے سرب سکھ نام۔ از شعرائے نامدار است و بدیار مشرق اکثر موزونان آں روزگار کسب فن سخن ازاں زبدہ زمن کردہ اند جعفر علی حسرت و میر حیدر علی حیراں را اخذ کلام از دست۔ سالہاست کہ ایں جہاں گزران را گزاشت۔ فرد۔

جان پر آ بنی ہمدم تری خاموشی سے[1]
بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر گ ب

دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے
رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ نکل نہ جائے "

خیابان ذال معجمہ

ذاکر۔ مرزا احمد بیگ

ذاکر تخلص، مرزا احمد بیگ شاگرد رستم بیگ جہان آبادی است۔ وایں منقول صاحب تذکرہ گلشن بے خار است اما در حقیقت مرزا احمد بیگ مشہور بہ خلیفہ احمد بیگ بود فرزند ارجمند خواجہ مرزا رستم بیگ شمع دین لکھنویست[2]۔ رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ شمع دین مرشد فارغ شاہ خورجوی رضی اللہ عنہما از دست۔ فرد:۔

ص۱ جان پر آ بنی ہمدم مری خاموشی ہے۔ گلشن بے خار

ص۲ ناسخ نے بھی انھیں مرزا رستم کا شاگرد لکھا ہے بشگفتہ انہیں شخصے است از جہاں آباد لکھتے ہیں خوشگی چونکہ خورجہ کے رہنے والے تھے اس لئے انہیں یہ اطلاع فارغ شاہ خورجوی سے ملی ہوگی کہ ذاکر خواجہ شمع دین لکھنوی کے صاحبزادے ہیں۔

چھوڑ اسلام کو اور کھینچ کے قشقہ ذاکر
طالبِ کفر ہوا اس بتِ عیار سے مل　　گ ب

ذرہ۔ میرزا رام ناتھ

ذرہ تخلص، میرزا رام ناتھ نام۔ بخطاب بہادری ممتاز بودہ و بہ عہدۂ پیشکاری نظارت حضور والا سرفراز۔ از وست۔ فرد:۔

ترے کوچے میں روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو روا کرنا　　گ ب

ذکا۔ ذکاء اللہ خاں

ذکا تخلص، ذکاء اللہ خاں لکھنوی است۔ از دودمان نواب محبت خاں ابن حافظ الملک رحمت خاں مرحوم و مغفور بودہ۔ کہ جلالت شان آبایش طشت از بام افتادہ از وست۔ فرد:۔

آہ کس طرح سے اس پردہ نشیں کو دیکھوں
اس کے گھر میں تو کوئی روزن دیوار نہیں　　گ ب

ذکا۔ خوب چند

ذکا تخلص، خوب چند نام، از قوم کایستھ دہلوی نژاد۔ و از شاگردان شاہ نصیر است۔ از کلام او ست شعر۔

ملے ہے ابروئے دلدار دیکھئے کیا ہو　　گ ب
کہاں کہاں چلے تلوار دیکھئے کیا ہو

نقش پا خالقِ گیتی نے بنایا ہم کو
جس کے قدموں سے لگے اس نے مٹایا ہم کو گ ب

ذوق ۔ شیخ محمد ابراہیم

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی است ۔ عندلیب چمنستان بلاغت طوطی شکرستان فصاحت است ۔ از مدت سی سال ترانہ سنج معنی دلپذیر است ۔ و مشق سخن بے نظیر از منتخبات زمان و منتخبات دوران است ۔ گلزار مضامین آبیاری طبع رنگین پرورش نو آئین بزین شعر می دماند و مائدہ این فائدہ از خوان احسان نصیر دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ربودہ و در مشاعرہ دہلی بارے بہ بزم اہل سخن برایں شعر ناسخ ۔ فرد

اس بادشاہ حسن کی منزل کو چاہیئے بال ہما کی برچھیں دیوار کے لئے

از طبع رنگین خود ذوق بدیں آئین معترض شدہ کہ ظاہراً ناسخ ایوان خسروی را بچشم خود ندیدہ ورنہ نسبت برچھی بدیوار شاہی نکردے استادے مخدومی حضرت شاہ نصیر دیوار را بچنیں مضامین چوں دُر ثمین نظم کشیدہ است ۔ فرد

چونا بنیں گے بعد فنا میرے استخواں
منزل سرائے یار کی دیوار کے لئے

ایں ابیات از نتائج طبع اوست ۔ مطلع

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا (گ ب)

لکھئے اسے خط میں کہ ستم اٹھ نہیں سکتا
پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اٹھ نہیں سکتا "

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس "
بدگماں وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

یاں تاملِ دم ناوک فگنی خوب نہیں گ ب
کبھی چھاتی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو ″
وہ لب پہ آئی ہنسی، دیکھو مسکراتے ہو

رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے ″
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

زخمی ہی ہوا ہوں تری دزدیدہ نظر سے ″
جلنے کا نہیں چور مرے زخم جگر سے

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی ″
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

کہتے ہیں لوگ موت تو سب جاتے جلتے ہے ″
پر منہ کے پاس اسے سبھی کوئی کھاتے جاتے ہے

یہاں تک ناتواں ہیں ہم گزر جاویں اگر جاں سے ″
اٹھائے مور لاشے کو ہمارے دستِ مژگاں سے

ذوقی۔ ذوقی شاہ

ذوقی تخلص، ذوقی شاہ، مردِ درویش، بصرف بکھتری نژاد است۔

این ابیات از طبع زاد است، دسجدسب خانہ دلش آباد۔ فرد:۔

اپنی یہ چاہ اس کی دہ صورت　　　اے عزیز ذوق گاہ کیجیے گا گب

ترے کوچے میں ہم بھی آج نے تلوار بیٹھیں گے
رقیب رو سیہ کو بے دھڑک ہی مار بیٹھیں گے
جو غیروں کو تم اپنے منہ لگاؤ گے تو بولیں گے
نہیں تو مثل نے خاموش وہ لاچار بیٹھیں گے
یہ ذوقی بھی ترے غصے سے ڈرنے کا نہیں ہرگز
اٹھاؤ گے جو در سے جا پس دیوار بیٹھیں گے

ذرہ میر ولایت علی

ذرہ تخلص، میر ولایت علی نام۔ از سادات کرام کول است۔ اما بتقریب روزگار بالفعل اقامت گزین اکبرآباد است۔ وقتیکہ بسیر اکبرآباد رفتہ بودم بآن شفیق برخوردم مرد کریم الاخلاق وعمیم الاشفاق مسافر دوست دنیکو خوست فکر در ہندی می کند د نیشتر بشیشہ بجان اثران آنجا میزند۔ خوشا ی گویدسبزہ فصاحت از کلامش می روید۔ نمکین کلام است دکلامش معجز نظام اگر باور نداری بشنو غزل۔

ان بتوں کی نہیں الفت سے ملا حاصل کیا
ناخدا ترس سے جز رنج دعنا حاصل کیا

میں دعا دیتا ہوں تم گالیاں دیتے ہو مجھے
اس برا کہنے سے کہیے تو بھلا حاصل کیا

کرتی پھرتی ہے جو مٹی تو ہماری برباد
تجھے اس خاک اڑانے سے صبا حاصل کیا

کیا ملے گا مجھے کر سودائی بنانے سے تجھے
پیچ دینے سے مجھے زلف رسا حاصل کیا

قطع کرنا تھا مرے دست جنوں کو ناصح
کیوں گریبان مرا تو نے سیا حاصل کیا

دست قاتل کو مبارک رہے خون عاشق
پاؤں کیوں پڑتی ہے ناحق تو حنا حاصل کیا

عمر بھر خاک میں چھپا کیا میں اے ذرہ
اور ان مہر وشوں سے تو ہوا حاصل کیا

استخواں میرے نہ کھا تجھ کو ندامت ہوگی
اے ہما گر کبھی مہماں سگ جاناں ہوگا

خیابان رائے مہا

رند، گنگا پرشاد

رند تخلص، گنگا پرشاد نام کشمیری برہمن بچہ ہندوستان نژاد، لکھنوی مولد جوانے شگفتہ رو خجستہ خو خوش پیکر دلکش منظر مزاج عاشقانہ و مشرب رندانہ دارد. دمے بے ہمدمے نیاسودے و آنے بے موئے میانے نہ بودے دیدہ و دل بعشق محبوبان طناز و دلبران با عشوہ و ناز مایل و باشاہدان زیبا شمائل دست بگردن

مقصود حماتِن گل گلزار معنی و بلبل شاخسار نکتہ دانی در فصاحت سبق از ہم صحبتاں ربودہ و در بلاغت گوئے برتری از امثال و اقران ربودہ۔ بہ چاشنی گفتارش مذاق جان شیریں واز اشعار نوشین او کام زبان حلاوت آگین خیاط ازل باین خوبی قبائے قابلیت گاہی بر بالائے او دوختہ و روشن گردہر بایں روشن دلی و آگاہی آئینہ ضمیرے نیفروختہ در ہر فن طبعش سلیم و مستقیم است و آوازہ ہفت اقلیم او آویزہ گوش ہفت اقلیم سخن دل پذیر او مقبول انام و بتحصیل علوم معقول و منقول مشہور بین الخواص والعوام مدتے در بریلی و میرٹھ گزرانده و در روزگارے بضلع علی گڑھ و آگرہ بمراتب علیا معزز ماندہ من بعد اعنی چندے برشتہ داری عدالت اکبر آباد امتیاز داشت۔ و سالہا بہ تحصیلداری و ڈپٹی کلکٹری ضلع متھرا سرفراز۔ حالا بسر رشتہ داری کلکٹری ضلع بجنور قبائے سروری بر قامت والا اوراست و در از لفاق و نزد یک تر بوفا و وفاق است طبعش بزیور علم آراستہ و پیرایہ علم پیراستہ۔ پایہ برتری سخن رما بہ بہتری این فن صرف بفیض صحبت نظیر الدین حسن المتخلص بہ شائق برسمہ فائق در زمان ہیچیں با دوستان ہم نشین شریک بزم مشارات بریلی و فرخ آباد و میرٹھ و اکبر آباد می ماند و غزل ہائے طرح موزوں و پر مضمون می خواند اہل تذکرہ گلشن بے خار نسبت تلمذ او بہ جرأت نمودہ جرائتے نمودہ راہ غلط پیمودہ کہ ادراکماہی آگاہی نبودہ[1] با راقم آثم یعنی گرد آورایں صحیفہ رسم مودت و محبت مرعے و سلوک و بدار الفرب اتحاد طلائے بے غش و داد و سکوک۔ بہ بزم سخن در مشاعرہ نامہ نگار بتحریک بعض خلان محفل مشاعرہ منعقد می بود با طبع رسا بشاعران مطارحہ نمودہ و می نماید۔ ایں ابیات از

---

[1] "از تلامذہ جرأت است" گلشن بے خار۔ شاگرد قلندر بخش جرأت۔ عمدہ منتخبہ۔ خوشگو ذاتی طور پر آزندسے واقف تھے اس لئے ان کا خیال صحیح ہونا چاہیے۔

نتائج طبع نادر الانداز اوست۔ غزل:۔

بدن ہے یاسمن یا نسترن ہے — الٰہی قد ہے یا سرو چمن ہے
جہاں وہ گل بدن ہو جلوہ فرما — اگر بن ہے تو پھر وہ بھی چمن ہے
خیال زلف میں رہنا پریشاں — ارے دل یہ ترا دیوانہ پن ہے
درِ شہوار بھی ایسا نہ ہو رسند — مصفّا جس قدر تیرا سخن ہے

ہم نے دیکھا تو ادھر کو دیکھا — لیکن اس نے نہ ادھر کو دیکھا
سیل خوں تھا جو بہا آنکھوں سے — تم نے دل کو نہ جگر کو دیکھا
جو نہ تھا باغ میں وہ نخل ثمر — ہم نے گل کو نہ ثمر کو دیکھا
دیکھ پھر ہم کو نہ دیکھے گا تو — یار جو تو نے ادھر کو دیکھا
جو کچھ اس شعبدہ گر میں دیکھا — نہ پری میں نہ بشر میں دیکھا
چھائیاں منہ پہ تری او مہ رو — وہ کلف ہے جو قمر میں دیکھا
حسن پریوں کا سنا کرتے ہیں — عشق دیکھا تو بشر میں دیکھا
وہ مزا ہے تری باتوں میں کہ بس — شہد میں اور نہ شکر میں دیکھا
نہ تو کی نالۂ شب نے تاثیر — نہ اثر آہِ سحر میں دیکھا

جلاتی ہے تپ عشق آہ جیتے جی بدن میرا
موئے پر یا الٰہی کب یہ چھوڑے گی کفن میرا
یہ نقشہ کر دیا ہے تو نے او پیماں شکن میرا
کہ اب منہ دیکھتے رہتے ہیں سب اہل انجمن میرا [۱]

۱۔ کذا۔ مصرع یوں ہوگا۔ کہ اب منہ دیکھتے رہتے ہیں اہل انجمن میرا۔

ابھی رک جاؤ گے اے غنچہ لب باتوں ہی باتوں میں
نہ پوچھو حال مجھ سے اور نہ کھلواؤ دہن میرا

مجھے الفت ہے اک رنگیں مزاج نازنیں سے رند
نہ کیوں رنگین ہووے ہم صفیروں میں سخن میرا

اب تو چارہ کوئی باقی نہیں بے چاروں کا
آخری وقت ہے پیارے ترے بیماروں کا

خوباں ستم و جور و جفا کیا نہیں کرتے
یہ لوگ ذرا خوف خدا کا نہیں کرتے

میں جان پہ کھیلوں گا جو تم عنبر سے کھیلے
کیوں کھیل کوئی مجھ ہی سے کھیلا نہیں کرتے

دم بدم لب پہ آہ جاری ہے
بے قراری سی بے قراری ہے

جو وہ گل رو نہیں چمن میں تو اب
بوئے گل سے دماغ بھاری ہے

دل کسی قدرداں کو دیں گے رند
اب اگر زندگی ہماری ہے

جی بیں آ رہے ترے مل خواہ تو مت مل آکر
یہ وفا داروں کے پھرتے ہیں دل کہیں آکر ؎۱

؎۱ کذا۔ مصرع اصل میں یوں ہوگا۔ یہ وفا داروں کے پھرتے ہیں کہیں دل آکر

دنیا میں نہ ہو شیفتہ انسان کسی کا
دل ہاتھ سے جاوے نہ مری جان کسی کا

شان تو جل جل کے ہوئے سرو چراغاں
پردہ نہ ہوا شمع شبستان کسی کا

جز آنکھ اس بے وفا کی مجھ سے بے تقصیر پھرتی ہے
دھرنا ہے پھرتی ہے ادھر تقدیر پھرتی ہے

خدا وحشت کا گھر آباد رکھے بعد مجنوں بھی
باقی اب تلک جو خانہ زنجیر پھرتی ہے

بھلا کیونکر نہ وحشت فصل گل میں دل کو ہو اے رند
لئے باد بہاری ہاتھ میں زنجیر پھرتی ہے

دل ہوا خوں اور جگر بھن کر کباب
ہے تری اس عشق کا خانہ خراب

فصل گل ہے اور ہنگام شباب
ہاں مغنی نغمہ و چنگ و رباب

خبر ہے حضرت پیر مغاں
اب ثواب اس میں ہو صاحب یا عذاب

فصل گل میں منع مے کرتے ہو شیخ
ہے خطا پر آپ کی رائے صواب

دیکھ اس بحر فنا میں آنکھ کھول
رند جشمک سخیہ کرتا ہے حباب

قطعہ

بزم خوباں کو جو ساتھ ان کے لگا چلنے میں
تو لگے کہنے طبیعت کہیں آئے ہو گے

خیر چلنے کو تو چل پر یہ ذرا سن رکھ یاد
گر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائے ہو گے

کاش وہ ترک خطا کاکل پیچاں باندھے
بے خطا جاتے ہیں نت گبر و مسلماں باندھے

وہ از خود آ لگا چھاتی سے آنا اس کو کہتے ہیں
خوشا اے جذبۂ دل کھینچ لانا اس کو کہتے ہیں

کئے زخم جگر کے بائے درماں کتنے ہی ہم نے
گئے آخر کو مرہم پر نہ کی تاثیر مرہم نے

قطعہ

ہاں اٹھ تو چلے تری گلی سے	لے کر دلِ زار ناتواں کو
پر دیکھئے آہ اپنی تقدیر	لے جاتی ہے یہ کہاں کہاں کو

قطعہ

یہ دل پھر ان دنوں وحشت میں آیا	نہیں تدبیر کچھ چلتی خدایا
بھلا سمجھوں گا تم سے حضرت دل	کلیجہ آپ نے میرا پکایا
چڑھاؤں پھول تربت پر تری زند	جو مجھ کو میرے دلبر نے بلایا

غزل

تجھے جس نے دیکھا لگا راز میں پر	کہے ہے کہ اترا ہے تارا زمیں پر
کوئی پھول گلشن میں تجھ سا نہ پھولا	ہوا جب سے تو آشکارا زمیں پر
تری راہ میں فرش ہیں دیدہ و دل	نہ رکھ پانو پیارے خدارا زمیں پر
زمانہ میں تیرا یہ شہرہ ہے پیارے	کہ آیا دوبارا مسیحا زمیں پر

جب سے میں اس کا تشنۂ دیدار ہو گیا
پیاسا مرے لہو کا وہ خوں خوار ہو گیا

راقمؔ۔ غلام محمد

راقم تخلص غلام محمد بایہ اردر خطوط نویسی بس بلند است[1] و بفارسی شعر دل پسند می گوید این دو بیت ازوی نویسیم۔ فرد۔

بس کر چکے عاشقی مری جاں ۔۔۔ غصے سے تیرے جو ڈر گئے ہم گ ب

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اُڑا دی
تو اس نے ہنسی میں یہ مری بات اُڑا دی ،،

راغبؔ۔ مرزا سبحان قلی بیگ

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ نام ، اصلش از ایران مولدش جہان آباد زمانے با انشا اللہ خاں مناظرہ افتادہ و نوبت بہ ہجا رسیدہ۔ از یاران ہم نشین

---

[1] خوشگو نے یہاں بات لکھادی ہے شیفتہ نے لکھا تھا کہ " در اکثر خطوط دست گاہے دارد " خطوط اور خطوط نویسی کا فرق ظاہر ہے۔ عمدہ منتخبہ میں راقم کے بارے میں یہ عبارت ملتی ہے " در خوش نویسی مہارت کلی دارد۔ خط نستعلیق و شکستہ و شفیعا و ثلث و نسخ و غیرہ خوب می نویسد۔ در جرگہ خوشنویسان حضور پر نور داخل است "۔ غلام محمد ہفت قلم مشہور تھے انہوں نے تذکرہ خوشنویسان بھی تصنیف کیا تھا جسے محمد ہدایت حسین نے مرتب کیا اور ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے ۱۹۱۰ء میں کلکتہ سے شائع کیا۔ بحوالہ خطاطی کے چند نادر نمونے مطبوعہ رسالہ اردو شمارہ ۳ جلد ۴۲ جولائی ۱۹۶۶ء

سعادت یار خاں رنگین است۔ اور است۔ شعر۔

رشک چمن جو اٹھ گیا آج ہمارے پاس سے
اپنے برنگ گل یہاں اڑ گئے کچھ حواس سے   گ ب

منہ دوپٹے میں چھپایا اس نے   دل کو پردے میں لبھایا اس نے   ،،

راُفت۔ رؤف احمد

رافت تخلص رؤف احمد نام سلسلہ انتسابش بحضرت شیخ احمد مجدد رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ منشایش رام پور وطنش سرہند۔ بہرہ سخن از قلندر بخش جرأت یافتہ د بارہا بدہلی شتافتہ واز طریقہ رعنیہ صوفیہ یعنی دودمان حضرت غلام علی شاہ صافی ضمیر رحمۃ اللہ علیہ بہرہ وافی دکافی گرفتہ ایں از دلو شتہ بیت۔

یہ کس کی مژگاں کی آہ یارب پھرے ہیں برمے ہمارے بر میں
کہ شکل غربال پڑ گئے ہیں ہزاروں روزن دل و جگر میں

راسخ۔ غلام علی

راسخ تخلص غلام علی نام۔ در عظیم آباد درد مندانہ میزیست دلوضع درویشانہ بمحبت آں بیگانہ جل شانہ می گریست وچندیست کہ از قید حیات وارستہ بمحبوب حقیقی پیوستہ از دست۔ بیت۔

دشمنی درپردہ کی اے دا تے تم نے کیا کیا
آپ تو پردے میں بیٹھے اور ہمیں رسوا کیا   گ ب

اب اور لگا ہونے اجپا دگلستاں میں
راتوں میں دیکار ہے صیاد گلستاں میں گ ب

رستم۔ سید رستم علی

رستم تخلص، سید رستم علی خاں متوطن مبارک از خاندان نواب عبداللہ خان است در ایام سربرآرائے فرخ سیر رکن رکین سلطنت بود و کلاه وزارت بر فرق فرقدان می سود ایں بیت از فکرت او ثبت شد ۔ بیت ۔

کب تک ہجر کے دن دیکھئے ہم دیکھیں گے
آستیں اشک سے بر رات کو نم دیکھیں گے گ ب

رسوا۔ آفتاب رائے

رسوا تخلص آفتاب رائے نام جوہری پسر در جہان آباد بسر بردے وزہ نورد وادی نامرادی بود و دوام بشرب مدام کام و زبان می آلود دم واپسیں خدمتگار بالیں را چنیں وصیت کرد کہ لاش را بجائے آب از شراب غسل دہند گویند بہ برتے مے از اندام وے احدی پے نبرده ایں بیت از ثبت کرده گویم مزیل احساس کثرت استشمام باشد

شعر

کوئی جا نہیں زمیں پہ کہ اشکوں سے نم نہیں
رسوا بھی اس زمانے میں مجنوں سے کم نہیں گ ب

وصل میں بے خود رہے اور ہجر میں بے تاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے ۔۔

رضا۔ میر رضا

رضا تخلص، میر رضا خط طغرا خوش می نوشتے و شعر دلکش می گفتے نشو و نما

یافتہ نکھنوا ست۔ ایں ابیات از وست۔ شعر:-

صدف تاز جو کل سینہ کا صندوق ہوا
تیر جو دل میں لگا سو لب معشوق ہوا ۔ گ ب

مت پوچھو رضا کا کچھ حال ہے تم تنہائی
اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی ۔ ہ

رضا۔ حمید الدین

حمید الدین خلف حکیم کلو از چاندپور است طبع خوش داشت ایں اشعار از فکر او کاشت

قطعہ: آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو دو قدم صحن خیاباں پہ چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہیں چھپ کے ترے کوچے میں نے ہیں گمنام جو دیوار تلے بیٹھ گئے
(گ ب)

رضا۔ میر محمد رضا

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی است۔ سواد بیاض او از ضیائے میر ضیا مستفی است۔ در ایام جوانی چنانکہ دانی بزہد تقوی نگرانی داشت۔ ازدست، فرد:-

اس کا کچھ انجام کبھی سمجھا کر تو نے اے ناکام
حسن روز افزوں وہاں یہاں عشق شد افزا دیا ۔ گ ب

رضا۔ میرزا جیون

رضا تخلص مرزا جیون ابن محمد مرزا جان است۔ ممنون از فیض تربیت میر نظام الدین ممنون بود۔ از دہلی است۔ دیوانے دارد۔ مملو بشعر دل بند خاطر پسند ایں بیت از نتائج فکر ارجمند اوست۔ شعر:-

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہم سے شعر ہوتے ہیں
کہ گویا رشتۂ مضمون میں موتی پروتے ہیں ۔ گ ب

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ ہم بھی سنتے ہیں اور جلتے ہیں گ ب

رضا۔ میر مہدی

رضا تخلص میر مہدی از سادات لکھنؤ است۔ در فن سخن بہ تو از ضیا یافتہ

ایں بیت از و نگاشتہ شد۔ فرد :۔

نقش شیریں کا مٹے پتھر سے یہ اس کا خیال
یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر سنر باد سے گ ب

رضا

رضا تخلص مردے از رام پور است۔ شعور موفور در فن سخن دارد ایں شعر

از و می نگارد۔ بیت۔

اب کوئی لحظہ میں مجنوں پہ بلا آتی ہے
جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے[۱] گ ب

رضی۔ سیف الدولہ سید رضی خان

رضی تخلص سیف الدولہ بہادر سید رضی خان بہادر از اہالی جہان آباد

است۔ والا نژاد۔ نیک نہاد۔ با مسائل و اعتقاد اثنا عشریہ انعقاد تحقیق داشت

چند روز است بساط زندگانی در نوشت۔ ایں ابیات از و نوشتہ شد۔ شعر :۔

مرے قتل کرنے میں دو نا اندے ہیں میرا کام ہوگا ترا نام ہوگا

---

[۱] آتی ہے صدائے جرس ناقۂ لیلے + پر حیف کہ مجنوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا۔ ذوق
ہے کذا

بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی نہیں ہے
جس کو نہ ہووے عشق وہ انسان ہی نہیں   گ ب

رضی۔ مرزا رضی خان

رضی تخلص مرزا رضی خان ماداش لکھنؤ است۔ اختر شناس است۔ با والی آنجا قرابتے دارد و بگذران اوقات۔ فراغتے مثنوی لیلیٰ و مجنوں بزبان ریختہ بفصاحت پختہ از کلک زبان اور ریختہ ازوست۔ شعر۔

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے حبا نے کی
ہم پہ جب ربانے ہے اس مہربان کی   گ ب

رفیق۔ مرزا اسد بیگ

رفیق تخلص، مرزا اسد بیگ نام، از نکتہ سنجان دہلی است۔ در سخن بمشورہ انشاء اللہ خاں فراق شہرہ آفاق است۔ طرح مشاعرہ می انداخت۔ و نرد انشائی باخت۔ ازوست۔ فرد:۔

روشن رہے گا داغ دل عاشقاں مدام
ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل   گ ب

ہیہات کر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے
مانند نقش پا ترے کوچے میں مر مٹے   ر

رفاقت۔ مرزا مکین

رفاقت تخلص، مرزا مکین نام۔ در شاعری بفیض جرأت نام برآورده بود

آغاز جوانی ازیں جہان فانی بحیات جاویدانی پیوستہ از کلام اوست کہ چوں درگفتہ شعر:۔

واں کیوں کہ رو ئیے کہ منادی جہاں بہ ہو
زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی گ ب
برسوں کی ایک دن میں رفاقت کو چھوڑ دے
کیا ایسی زندگی کا بھروسہ کرے کوئی ”

رفیع ۔ مولانا رفیع الدین خاں

رفیع تخلص، مولانا رفیع الدین خاں نام ۔ از شیخ زادگان لکھنو است ۔ نو بتے بمرادآباد آمدہ بزیارت حرمین شریفین رفتہ و ببرکت آں پرتوے یافتہ ۔ رسالہ مشحون بحالات سفر موسوم بسفر الحرمین نوشتہ و کنز الحساب از تالیفات او مشہور بین الجمہور است ۔ قبل از نزع وصیت نامہ نوشتہ و درباب عدم درستی قبر خود ایں شعر وصیتہ نوشتہ ۔ شعر

صورتے قبرم ز بعد مرگ ویراں خوشتر است
بے نشانی ہم چو من باخاک یکساں خوشتر است

ناتوانوں کے ستانے سے حذر کر ظالم
عرش بھی آہ سے مظلوم کی ہل جاتا ہے گ ب

رفعت ۔ مرزا قاسم علی

رفعت تخلص، مرزا قاسم علی نام ۔ نژادش از مشہد مقدس است ۔ فا آبا

از بزرگانش به کشمیر سکونت پذیر بودند و مولد او بلده شاه جهان آباد است. نوبتے رہ نورد لکھنؤ شده و کسب سخن از جرأت نموده از وست. شعر

خط رہ بھیجے رقیب کا لکھا　　　یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا گب

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس　　　جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس ،،

چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی　　　اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی ،،

دیوار گل رخاں کا سایہ مگر پڑا ہے　　　زاہد بتا تو مجھکو طوبیٰ اس شاخ کیا ہے ،،

رنگین ـ سعادت یار خان

رنگین تخلص سعادت یار خان نام، پور مسعود محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان است برسم سپہ گری اکثر بلاد سیاحت می پیمود. سوز عشق در سر و جمال عذرا عذار مد نظر داشت. جوانے رنگین و کلامے نمکین اگرچہ پیر بود اما در سرش از عشق نوجوانے نشانی می نمود جادہ سخن را از رہنمائی حاتم طے نمودہ و مشق ایں فن کہ دیرپاست دیگر بے پے نبردہ ہشتاد سال زندگانی چناں کہ دانی بنشاط جاودانی بسر بردہ و آخر ازیں جہان فانی آنجہانی شد طرفہ ایں کہ پیش از ممات بقید حیات چہل (۴۰) سالہ تاریخ وفات را گفتہ کہ بسیار مشہور است. ایں ابیات از وست[1]. شعر

---

[1] از غرائب امور آنکہ می گفت دریں سال رفتنی بعدم آبادی کشتم چوں سبب پرسیدہ آمد گفت سالہاست کہ بخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ کہ دریں سال از آنجہانی شدن من خبری دہد گلشن بخار

کس مست کی نگہ کی یہ بدشرابیاں ہیں
اوندھے پڑے ہیں ساغر ٹوٹی گلابیاں ہیں

یوں کہو داس بت کو آیا ہوں یہ جی میں ٹھان کر
چین دے مجھکو کہیں اپنے خدا کو مان کر

کھوئی غفلت میں جوانی دیکھ پیری میں تو جیت
صبح صادق ہو گئی چلنے کا کچھ سامان کر

دل لعل سے لے گئی رنگیں وہ دزدیدہ نگاہ
ورنہ دل دیتا ہے کیوں اپنا کسی کو جان کر

تا حشر رہے یہ داغ دل کا
یارب نہ بجھے چراغ دل کا
معلوم نہیں کسی کو رنگیں
دے کون ہمیں سراغ دل کا

رقیبوں سے اس کو بہم دیکھتے ہیں
یہ ظلم اپنی آنکھوں سے ہم دیکھتے ہیں

نہ تو میکدہ ہی کی چاہ ہے نہ تو کعبہ ہی پہ نگاہ ہے
یہ جو شخص نامہ سیاہ ہے اسے اپنے دل ہی سے راہ ہے
نہ تو کچھ کلیجے میں درد ہے نہ کچھ اپنا رنگ ہی زرد ہے
مگر آہ لب نہ یہ سرد ہے تو یہ ایک ڈھب کی کراہ ہے

سانچے میں ڈھلی ہے یہ تری نور کی گردن
گردن کو تری پہنچے ہے کب حور کی گردن

ہم جوں چکور عشق ہیں، شدا ایک یار پہ　　　　بلبل کی طرح جی نہیں دیتے ہزار پہ

ہو انکلتی ہے جراحت زخم سینے سے
بس اب تو ہاتھ اٹھا ظالم اس کے سینے سے

زمان ۔ عبد ربان خاں

زمان تخلص۔ عبد ربان خاں نام۔ از توسل گزینیان احمد خاں بنگش است۔ وچندے جنگش بدامن دولت نواب افراسیاب خاں رسیدہ بامید فلاح مرزا رفیع السودا مداح اوست۔ رائے بموسیقی داشت۔ اوراست۔ شعر:-

جس کا تجھ سا حبیب ہووے گا　　　　اس کا عالم رقیب ہووے گا (۱)

دل کا گھبرانا کہوں یا کہ نفس کی تنگی
دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی

ملہ رنگین نے بھی سودا کی طرح اضافت اس تنگی کی ہے۔ سودا کہتے ہیں:-

پایا ہر ایک بات میں اپنے میں یوں تجھے　　　　معنی کو جس طرح سخن عاشقانہ میں

کیونکر نہ چاک چاک گریبان دل کروں　　　　دیکھا ہوں تیری زلف کو میں دست شانہ میں

یہ طریقہ اب متروک ہے۔

نجؔ ۔ میر محمد نصیر

نجؔ تخلص، میر محمد نصیر نبیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمۃ است۔ بصفات پسندیدہ و اخلاق حمیدہ در دیدہ اہل نظر است۔ پیشتر بشیر فکر سخن می نمود و حالا شاید اشعار او در حجاب ضمیر خوش جلوہ فرماست۔ شاید قریب است کہ بعد آں گزراں اگزاشت و بیاست مستعار را ہیچ انگاشت۔ شعر:

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم الٹ گیا — قاصد ادھر بدیدۂ پرنم الٹ گیا — گ ب

کوسٹر کی زباں جانب دشمن نہ بام پر
کو کھٹے چڑھے جو بات کھلے خاص و عام پر — گ ب

دل یہ جس کے لئے پہلو میں طپاں رہتا ہے
یوں ستا تا ہے کہ اسے بھی خفقاں رہتا ہے — ״

روشنؔ ۔ روشن شاہ

روشن تخلص، روشن شاہ نام۔ از بریلی بمیرٹھ نقل کردہ و بفضل باری از بار گران دنیا داری سبکدوش شدہ و پا بدامن درویشی کشیدہ جادہ تجرید بقدم تفرید طے نمودہ فارغ بال بجمعیت کمال باشید وصال آں یگانہ در حسن و جمال بسر بردہ از دست۔ شعر:

عنبر سے ہو دیں یار کی باتیں — ہیں یہ پروردگار کی باتیں — گ ب

آپ کرتے ہیں بار بار نہیں — ہم کو ہاں کا بھی اعتبار نہیں — ״

کونسی جا ہے کہ جس جا نہ گزر اس کا ہے
مثل خورشید جہاں دیکھیے گھر اس کا ہے — گ ب

دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد ہے
سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے — "

تیرے کوچے کے اشتیاق میں یار — گھر سے ویراں ہوے وطن سے گئے "

رمز نجیب اللہ خاں

رمز تخلص آں یکتا تاز میدان فصاحت و شہسوار عرصہ بلاغت، بے نظیر زمان و نصیح دوران، زکی بے نظیر مقبول دل برنا و پیر۔ اخلاق مجسم و بہر چشم مکرم۔ جوان طبیعت و پیر بز بدیت برادر نواب نجیب اللہ خاں است، کہ بعکس تخلصش رمی آنتم ہری آباد چہ اصل کہ روح است در واحد است اگرچہ نصور مختلفہ باشیم شاہد بریں اتفاق علامت طبع است۔ دریک آن و زبان نقط آلعزیز کسب ایں فن از طغرائے صاحب والاشان قبلہ عالم و عالمیان حضرت فتح خاں صاحب دام فیضانہ کردہ است از عرصہ بست و سہ سال ہم پائے حضرت شان در اعظم گڈھ خوش گزران است۔ قریب سہ سال است۔ کہ بالعزیز ظاہر بر نخوردہ ام و باطناً اگرچہ بحکم فرد۔

فالبسم ایں جان و جاں در کوئے دوست
خلق را وہمے کہ جاں در قالب است

انصال روحی داریم اکثر طبعش بسخن سنجی در ہندی مائل و گاہے در فارسی نیز قائل مطلع ہندی ازوست۔ شعر۔

دل میں ہے اب قُرب میں آئینہ ساں پیدا کروں
وہ مجھے دیکھا کرے اور میں اسے دیکھا کروں

رخ زرد ہے دم سرد ہے چشم اشک سے تر ہے
واللہ یہ سب تیری محبت کا اثر ہے
دل میرا ترا گھر تھا سو اب غم نے لیا چھین
اے بے خبر اب تجھکو بھی کچھ گھر کی خبر ہے

جب کہ دردِ عشق سے رخ زرد سارا ہو گیا
رازِ پنہاں دل کا میرے آشکارا ہو گیا
زلف کے پھندے میں قیدی مرغ دل کیوں کر نہ ہو
دانۂ خالِ سیہ کا جب سہارا ہو گیا
قطرۂ عرقِ[عہ] جبیں اس ماہ رو کا دیکھ کر
ابر کے پردے میں پنہاں ہر ستارا ہو گیا
لختِ دل جب آ کے ٹھہرا نوکِ مژگاں پر مری
دار پر منصور پیدا پھر دوبارا ہو گیا
دیکھنا اس کی نگاہِ قہر سے عشاق کو
قتل کرنے کا رمق سامان سارا ہو گیا

درحاضر جوابی ثانی خود ندارد روزے در مشاعرۂ اعظم گڑھ شخصے مصرعۂ ذیل
برائے گفتن ع کیا نیا رنگ ہے کیا ڈھنگ ہے کیا چال نئی، برادہم فی البدیہہ

عہ عرق بروزن فرق استعمال کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

جواب داد کہ شعر:-

جب سے پہنی ہے مرے یار نے خلخال نئی
کیا نیا رنگ ہے کیا ڈھنگ ہے کیا چال نئی

سلمہ اللہ تعالیٰ واوصلنا الیہ بالعافیہ والخیر۔

خیابان زائے معجمہ

زار - برہان الدین خاں

زار تخلص برہان الدین خاں نام - از شہزادان حضرت سلطانی در خط شکستہ سر استادی بر خوشنویسان برآورده از دست - شعر:-

کیوں کہ اس بت کو یہ حال دل ناکام لکھوں
کب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھوں — گ ب

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے — پہ کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے — ٫٫

زار - میر مظہر علی

زار تخلص بمیر مظہر علی معروف در سرکار نواب احمد علی خاں شوکت جنگ با عتبار تمام روزگار می گزرانید - ایں از کلام اوست - شعر:-

اگر کچھ بس کبھی ہوا اپنا تو کاہے کو یہ خواری ہو
نہ چاہیں اس کو اے ناصح جو الفت اختیاری ہو — گ ب

اب رہائی نے کیا اور پریشاں مجھکو — خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زنداں مجھکو — ٫٫

زارؔ ۔ میر جیون

زارؔ تخلص، میر جیون گوہرش از کشمیر و بزرگانش از آنجا انتقال بہ دہلی نمودہ سکونت پذیر بودند و از شورش متوحش بود آخر جنونش راہ زدہ چندے افاقت یافت بعدہ باز بہ بلائے آفت شوریدگی مبتلا بودہ بہماں حالت درگذشت ۔ از وست ۔ شعر :۔

ایک دن پہلے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو
یا الٰہی شبِ فرقت نہ دکھانا ہم کو   گ ب

لے جاؤ گے تم اس کی گلی سے جہاں مجھے
آرام جو یہاں ہے نہ ہوگا وہاں مجھے   ״

زکیؔ ۔ شیخ مہدی علی

زکیؔ تخلص، شیخ مہدی علی زکیؔ از شیخ زادگان مراد آباد است ۔ مدت ہا بہ لکھنؤ ماندہ و علوم از علمائے آنجا خواندہ و بارگی عزم با سمت دہلی راندہ و چندے با ہنرمندان آں جا گزراندہ ۔ تاریخ خوش گفتے و مضمون موزوں در قصائد و غزل بستے مدحت طراز والئ حیدرآباد نیز گردیدہ و صنائع و بدائع دراں بکار بردہ خوش گو و دلکش خواست ۔ ہر آنچہ گفتہ شستہ و رفتہ چوں دُر سفتہ صاحب دیوان است ۔ از نتائج فکراں است بالفعل بجوار لکھنؤ اوقات می گزراند و بتوقع قدردانی میماند از وست ۔ شعر :۔

جلوہ دستِ نگاریں جو ہے آنکھوں میں
شمع فانوس ہوا رنگِ حنا آنکھوں میں

کیا سبب ہے جو یہ کانٹا سا کھٹکتا ہے زکیؔ
یہ وہی دل ہے جو رہتا تھا سدا آنکھوں میں ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ گ ب

لڑتی ہے برق آہ سے گردوں کو ٹال کر
خورشید حشر گیند جو پھینکے اوچھال کر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "

حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم ہے فصل بہار اب کے برس آتی ہے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "

گاہے غم فراق گہے آرزوئے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہیں دل لگا رہے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "

ہوئے ساقی سے خجل واہ ری کم ظرفی دل
بوسۂ لب کی طلب پہلے ہی پیمانے پر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "
دھوم دیوانے اڑاتے ہیں پری زادوں کی
شمع محفل کو لگا دیتے ہیں پروانے پر ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "

زکیؔ جعفر علی خاں

زکی تخلص جعفر علی خاں نام. در ایام شہریاری شاہ عالم بادشاہ امیرے بودہ و در سخن بے نظیرے از وست۔ فرد:۔

عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کے ساتھ
وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جلتی رہے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ گ ب

خیابانِ سینِ مہملہ

سامیؔ ۔ مرزا محمد جان بیگ

سامیؔ تخلص، مرزا محمد جان بیگ نام ۔ نژادش از قیچاک است ۔ والدش در کشمیر جنت نظیر مقیم بوده ۔ فاما او بدہلی رو نموده غاشیہ کش ارادت حضرت خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمتہ شده سخنوری بر ہمہ فائق و فنانے شاعری برقامت او لائق ۔ گوہر آب دار اشعار از دریائے ذخار افکار بری آرد و لعل آبدار مضامین از گنجینہ سینہ دارد قصیده آبدار درمدح خرم خاں صوبہ دار کشمیر بانواع صنائع و بدائع دل پذیر گفتہ[۱] ایں دو بیت از فکرت او نوشتہ ۔ شعر :۔

ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں
دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے — گ ب
مرغان قفس دن کو چھڑ کتے ہیں ولیکن
دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے — ”

ساماںؔ ۔ میر محمد ناصر

ساماںؔ تخلص، میر محمد ناصر جون پوری است ۔ در عہد سلطنت محمد شاہ، بہ شاہ جہان آباد ہم گزر کرده بود بیتے از و ثبت نمود ۔ فرد :۔

رقیب اس طرح جلتے ہیں ہیں یکہ — مگر رشتے میں ہیں اس شمع رو کے
(مم ب)

---

[۱] قصیده درمدح خرم خان صوبہ دار کشمیر بایں صنعت کہ از ہر مصرع دو تاریخ می برآید و از پیش گاه شاه عالم بادشاه مامور بہ نظم شاه نامہ مشتمل بر وقائع ایام خلافت گشتہ و با تمام نرسیده بود کہ سال عمرش باتمام رسید ۔ گلشن بے خار

سبقت۔ مرزا مغل

سبقت تخلص، مرزا مغل فرزند مرزا علی اکبر اخوند شاگرد ارجمند جرأت است۔ ایرانی است اصلاً جہان آبادی است مولداً۔ طبعش سلیم و در فکر سخن مستقیم از دست شعر:۔

نا بجا یہ اضطراب دل نہ ہراستم ہوا
جان لبوں پر آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا ۔ گ ب

میں ہی کچھ تنہا نہ اس کو دیکھ مفتوں ہو گیا
ہر کوئی اس غیرت لیلیٰ کا مجنوں ہو گیا ″

قصد مجھ سے بے گنہ کے قتل کا جب دل میں ہو
کیوں نہ پھر خنجر ترا قاتل بنے اور لوٹ جا ″

سبقت سناؤں کیوں کہ خبر دل کو یاس کی
احوال جانتا ہوں میں امیدوار کا ″

سجاد۔ میر سجاد

سجاد تخلص، میر سجاد اکبر آبادیست۔ ہنگام اقامت دہلی طرح مشاعرہ می افگند۔ از شاگردی آبرو آبرو یافتہ ارجمند۔ ابیات:۔

ص۱ کذا۔ کیوں نہ پھر خنجر ترا قاتل بنے اور لوٹ جائے۔ گلشن بے خار

شتابی سے دے کہ جاتا ہے ابر | جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب گ ب

جب ہم آغوشِ یار ہوتے ہیں | سب مزے در کنار ہوتے ہیں ”

لب شیریں پہ اس کے مرتا ہوں | زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں ”

سخن۔ حکیم مرزا محمد حسین

سخن تخلص، حکیم مرزا محمد حسین کشمیری الاصل نیر رگانش بشاہ جہاں آباد نقل کردند۔ بفن طب کماہی آگاہی داشت۔ ایں بیت از وی نگارد۔ شعر:

جو ہیں جان نکلی وہیں آن نکلا | بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا گ ب

سخنور۔ دیوالی سنگھ

سخنور تخلص، دیوالی سنگھ نام، سر دفتر منشیان دفاتر شاہی است۔ و نظر کردہ لطف ظل الٰہی از کائیتھان است۔ سخن خوش می گفت۔ بیتے از و یادگار است۔

شعر:

گریاں رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح آئے ہے اب کھیر نظر مجھے

سر سبز۔ زین العابدین خاں

سر سبز تخلص، مرزا زین العابدین خاں فرزند رشید نواب سالار جنگ۔ از کتب دینی آگاہ و بہ علم یقینی راہ داشتے بزرگانش زمان دولت فرخ سیر بہ ہند آمدہ نامور

شدند. صاحب دیوان است. صاحب تذکرہ گلشن بے خار می نگارد کہ مصحفی سالے چند از حاشیہ نشینان بساط فیض مناط او بودہ و زلہ از خوان نعمتے ربودہ[1] ازوست. فرد:

ہماری آہ پہ ہنستا ہے کیا تو — دکھا دیں گے تجھے اس کا اثر ہم گ ب

میں روتا ہوں سر بسر آتی ہے جب یاد — وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی ،،

سراج ــ سراج الدین علی

سراج تخلص، سراج الدین علی سراج بزم دانائی و شمع شبستان بینائی روزے برحسن آتشیں روئے پروانہ وارے گرد سر شعلہ عذارے چرخ میزد و رہ بہ بزم او نیافتے آخر بارشاد مرشدے چوں نوبت باتصال رسید شمع پروانہ شد و پروانہ شمع گشتہ یعنی ہر دو عاشق و محبوب جاودانی گشتند ازیں جہاں بآنجہانی رخت بستند[2]. غزل ازو مشہور است کہ مطلعش ایں است. مطلع:

---

[1] مصحفی چار سال در زمرہ شعراے مجد منش شرف حضور داشتہ۔ گلشن بے خار۔ نیز پیش ازیں مدت چار سال بصیغہ شاعری ملازم و رفیق ایشاں ماندہ۔ مصحفی تذکرہ ہندی

[2] خوشگی نے شیفتہ کے بیان کردہ واقعہ کو بہت مختصر طور پر لکھا ہے شیفتہ کا بیان ہے کہ سراج پروانہ شمع روئے از طائفہ ہنود گشت چوں تخالف مذہب درمیان بود مدتے آں شرر بخرمن افتادہ بیہدہ می سوخت آخر تاثیر عشق یکرنگی پسند دوئی سوز در دل مرشد پدر آں ماہوش انداخت کہ برائے وصلت آں ہر دو سوختہ آتش فراق پدرش را ہدایت ساخت وے نظر بفرط اعتقاد اعراض نتوانست کرد و دردم شمع را بہ پروانہ داد یعنی دخترش را بسراج دیوانہ چوں کام پروانہ از وصل جاناں غیر از جاں دادن نیست سراج پروانہ وار گرد آں چراغ محفل حسن گردیدہ جاں بجاں آفریں سپرد و نیز شمع کردار لختے بر سر نعش سوختہ خویش گریستہ مرد:

جرعۂ تحیر عشق سُن نہ تو جنوں رہا نہ پری رہی
نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی
بہی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا[1]
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی[2] گ ب

سرور۔ اعظم الدولہ

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خاں خلف نواب ابوالقاسم خاں، از تلامذہ محمد جان بیگ سامی است۔ کہ از امرائے معظم ارکان سلطنت بودہ است۔ شاعر قدیم وطبع حلیم اوصاف جزیل و اخلاق جمیل داشت۔ بماہ شوال سن یک ہزار و دو صد و پنجاہ ہجری ازیں دارفنا بعالم بقا شتافت او صاحب دیوان است[3]۔ ایں ابیات از نتائج طبع آن است۔ ابیات:۔

اس کو شاید کہ ہے ہمیاں شکنی اب منظور
اور کے چاہنے کا مجھ پہ جو بہتان باندھا

---

[1] کذا۔ چلی دشت عشق میں وہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا۔

[2] یہ غزل سراج اورنگ آبادی (متوفی ۱۱۶۳ھ) کی ہے اور اس کے دو شعر بھی نرائن شفیق نے چمنستان شعرا میں سراج اورنگ آبادی کے ترجمے میں نقل کئے ہیں۔ ان اشعار کو سراج الدین علی سراج سے منسوب کرنے میں خوشگی اور شیفتہ دونوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

[3] خوبشگی نے تذکرہ سرور کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ "تذکرہ مبسوطے مشتمل بر اشعار ریختہ گویان ماتقدم و ماتاخر نوشتہ بہ نظر رسیدہ"۔

میں رہوں محروم وہ دے بوسہ چشم یار پہ
دیکھ کر یہ رشک آیا روزنِ دیوار پر   گ ب

دیدۂ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سر در
یار کے ہاتھ کا لکھا ہے مبادا مٹ جائے   "

عنبر لایا اسے یاں بہر تماشا دم نزع
دوستوں سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے   "

سعید۔ قاضی سعید الدین خاں

سعید تخلص، قاضی سعید الدین خان پور نامی قاضی القضات نجم الدین علی خاں بہادر است۔ از ارباب کاکوری بعیش و نشاط تمام در وضع و فار تمام بساط انبساطش بسیط بود۔ گویند چشمش از حلیہ نور عاری است و ازیں رو در گوشہ خانہ منزوی از دست

فرد:۔

بے دماغی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکر مرے
کہ پری کو نہیں خوش آتی ہے انسان کی بو   گ ب

جو سونگھے اس گل زیبا کے پیرہن کی بو
خوش آوے کب اسے نسرین و نسترن کی بو   "
خط آگیا ترے چہرے پہ اے گل خنداں
گئی مزاج سے اب تک نہ بالے پن کی بو

سکندر۔ خلیفہ محمد علی

سکندر تخلص، خلیفہ محمد علی بمرثیہ گوئی مشہور از معمورہ پنجاب است. مزاج بمزاحش موفور و نسبت تلمذ بہ محمد شاکر ناجی دارد۔ بشرب مدام میل تمام داشتے از وطن بریلی شتافتہ واز آں جا رخ بہ حیدرآباد تافت. دراں جا از بساط دنیا چہرہ حیات چید۔ ایں از دشبندہ گردید۔ شعر ۔

قیس صحرا میں رہا کوہ میں فرہاد رہا　　　میں بگولے کی طرح عشق میں برباد رہا　گ ب

نہ دیکھا جو ہو کسی نے حباب میں دریا　　　وہ دیکھے مری چشم پر آب میں دریا　〃

سلطان۔ نواب نصراللہ خاں

سلطان تخلص، نواب مرحوم والاجاہ عالی مقام غفران پناہ نواب نصراللہ خاں بہادر از اقربائے نواب فیض اللہ خاں مغفور والی رام پور بودہ۔ اشعارش منظور نظر اہل شعور است۔ از خیالات اوست۔ شعر:۔

اس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر
دیکھا تو نہیں اس کے یہ پاسنگ برابر　　گ ب

سلیماں۔ سلیمان شکوہ

سلیمان تخلص، مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف رشید شاہ عالم بادشاہ جنت آرام گاہ است، مدتے بارونق افزائے لکھنو بودہ اکثر شعرا از خوان نعمت اوبہرہ می ربودہ۔ بوجوہات چند دل از لکھنو برکندہ و رخت باکبر آباد افگندہ۔ دراں جا نقد حیات را ازیں سرائے سپنج چوں گنج بگور سپردہ ایں اشعار را از فکر او آوردہ۔ شعر ۔

جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو تیرے اٹھا
کہ سوز نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اُٹھا   گب

گالیاں سیکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا[1]
دیکھیو جھڑتے ہیں کیا منہ سے مرے یار کے پھول   "

رقم گر ایک شمہ اس کو اپنا درد و غم کیجے
تو سمجھیں یہ چاہیئے سارے نیستاں کو قلم کیجے   "

سلام۔ نجم الدین علی

سلام تخلص نجم الدین علی خاں بن شرف الدین علی خاں نام[2]۔ نژادش اکبرآباد است۔ در سخن فکر رسا داشت۔ اوراست۔ شعر:

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ   درازی رات کی بیمار سے پوچھ   گ ب

سودا۔ مرزا محمد رفیع

سودا تخلص سر خیل سخن وراں نامی سر دفتر شعرائے گرامی شاہ باز اوج برتری سخن شاہین بلند پرواز سپہر این فن۔ بلبل ترانہ سخن چمنستان نازک خیالی خوش بیان۔ عندلیب چمن رنگین مقالی بانی مبانی سخن دانی طراح مضامین و معانی میر

ص۱ گالیاں سیکڑوں ہر بات میں اب دینے لگے۔ گلشن بے خار

ص۲ بن شرف الدین علی خاں بیام۔ گلشن بیخار۔ لفظ نام غالباً سہو کتابت ہے۔

خوش بیانی علم یکتائی در وادی دانائی افراخته وشہرہ فکرت در تشش جہت ایں فن انداختہ طبعش چوں ناز دلبراں حلاوت انگیز کلامش چوں چاشنی نوشیں لباں شکر ریز بہ طرازش مضمون موزوں نقاشش ازل است و بہ طراوتش اشعار لطافت مشحون بے دل جنس اشعار او در چارسوئے سخن گراں مایہ و با لعل آب دار در آب ورنگ ہم پایہ اعنی مرزا محمد رفیع کہ توقیع ملک الشعرائی بنام نامی او مزین و سواد بیاض طبع وسیع او بر صغیر و کبیر و برنا و پیر روشن ۔ در اہاجی بے نظیر و بقصائد ہمسر ظہیر اصلش از کابل و مولدش شاہ جہان آباد است ۔ و آں کہ صاحب گلشن بے خار داغ طعن چوں لالہ بر آن گلشن ہمیشہ بہار نہادہ کہ مرزا از اقسام شاعر در مثنوی فکر معقول نداشت نہ لائق فکر او نہ سزاوار آں یکتائے زمان است[ص۱] آرے مرزا در مثنوی مرتبہ داشت. کازاں زمان تا ایں زمان بل تا بہ قیامت مثلش در انشائے مثنوی عدیم الوجود است ۔ وخواہد بود اگرچہ توجہ اشں بآں کم باشد ۔ فاما عدم توجہ دال بر فکر معقول نہ بودن نیست شق ثانی را فہمیدن زلہ از عقل ربودن است ۔ وخلافش خلافش در ایامے کہ سلطنت دہلی برہم خورد و کار زمانہ و زمانیان درہم چرخ واژگون بر سکانے آں جا ستم ہائے پیہم ریختہ وطرح شعبدہ ہائے تازہ دمادم انگیختہ دل از وطن مالوف برداشتہ عنان بارگی عزم معطوف بہ لکھنؤ ساختہ قصائد در مدح نمانئہ آں جا بنظم آوردہ خامہ تحریر وصف عالی اش مقطوع اللسان و بیان ضعیف البنیان مختیٰ ازاں بر صفحہ اعلان دریں خبر وزمان باسخن سنجان گزارش و نگارش یافت ۔ ایں اشعار در بار از دریائے ذخار افکار آں برگزیدہ روزگار نگاشت ۔ شعر ۔

ص۱ مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت. گلشن بے خار ۔ شیفتہ کی اس رائے سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ سودا مثنوی میں عدیم الوجود ہیں محض مبالغہ ہے جسے کسی طرح بھی درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا ۔

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب
مت آشیاں چمن میں مرے متصل بنا

اپنا ہنر دکھا دیں گے ہم تجھ کو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

لب زندگی میں کب ملیں اس لب سے اے کلال
ساغر ہمارے خاک کا تہہ کر کے گل بنا

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں
میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں

گریاں بشکل شیشہ و خنداں بطرز جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہوں

مرجاں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے
ٹپکے ہے خوں پڑا مری ہر شاخسار سے

سونے ہیں تیرے گھر کی طرف رو نہ کروں میں
تا در سے ترے ملنے کو کیسو نہ کروں میں

اٹھتے ہوئے لٹ دیکھوں دھوئیں کی سر شمع
کاکل پہ نظر تیری سرمو نہ کروں میں

نظارے کروں نرگس شہلا کے شب و روز
پر دید تری نرگس جادو نہ کروں میں

تجھ وحشی نگہ سے جو میں اب آنکھ لڑاؤں
دل بستگی اپنے کو یہ آہو نہ کروں میں
میزان خرد میں جو کروں حسن بتاں وزن
تجھ حسن کو پاسنگ ترازو نہ کروں میں

ڈرتے ڈرتے ترے کوچے میں جو آجاتا ہوں
صید خائف کی طرح رد لقضا جاتا ہوں
طائر رنگ حنا کی نمط اب اے صیاد
ہوں تو میں ہاتھ میں تیرے پہ اڑا جاتا ہوں
صفحۂ ہستی پر اک حرف غلط ہوں سودا
دیکھے بیٹھے جو مجھکو تو اٹھا جاتا ہوں

بادل مرے آنسو کی گھٹا دیکھ کے گھٹ جائے
سمجھے مرا نعرہ تو جگر رعد کا پھٹ جائے
اس ساعد سیمیں پہ ہے یوں جوڑی مقیش
جوں ناگنی بل کھا کے چنبیلی سے لپٹ جائے

نہ کھینچ اے شانہ زلفوں کو یہاں سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کا جھٹکا

میں دشمن جاں ڈھونڈ کے اپنا جو نکالا   سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالیٰ

قد کو تیرے جس جگہ مشق خرام ناز ہے
اس جگہ شور قیامت فرش پا انداز ہے
شاعران ہند میں تو گرچہ پیغمبر نہیں
پر سخن کہنے میں اے سودا تجھے اعجاز ہے

تو کیوں جیتی رہی بلبل چمن میں دیکھ کر شبنم
کہ وہ دامانِ پاکِ گل جسے کرتی ہے تر شبنم
بھلا گل تو تو ہنستا ہے ہماری بے ثباتی پر
بتا روتی ہے کس کی ہستی موہوم پر شبنم
نہ دیکھا اس سوا کچھ ہم نے اے صبح چمن تیرا
ادہر گل لے گئے گل چیں گئی روتی ادہر شبنم

ہمیشہ ہے مری چشم پر آب درتہ آب
سوائے اس کے نہ دیکھا حباب درتہ آب
تو اپنا روئے عرق ناک آئینہ میں دیکھ
کہ گل سمیت ہے پیارے گلاب درتہ آب
گرہ جو تو لبِ دریا پہ زلف سے کھولے
رواں ہو موج ز شرم و حجاب درتہ آب
جو دیکھے مرغِ ہوا کو وہ دام میں تیرے
تو ہووے رشک سے ماہی کباب درتہ آب

اگر نہ چرخ دنی ہو تو کر یقیں سودا
گہر ہو بر کف دریا حباب در تہ آب

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس سواد میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اشک آتش و خوں آتش د ہر لخت دل آتش
آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش
دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش گ ب

بہتا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا گ ب

کس کے ہیں زیر زمیں دیدۂ نمناک ہنوز
سوت پانی کے جو جاری ہیں تہ خاک ہنوز

سودا زدوں کو لاؤ نہ ہرگز سخن کے بیچ
جوں غنچہ سو زباں ہے اس کے دہن کے بیچ
سودا میں اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہوں
ایسی کہ اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

صورت میں تری کیا کہوں تجھسا کوئی کب ہے
ایک دھج ہے سو آفت ہے قیامت ہے غضب ہے
یوسف جو کہوں تجھ کو زلیخا کو کہوں کیا
عاشق ہوئے وہ واں کہ جہاں جائے ادب ہے

خود ہنستے ہو اور ہوتے ہو پس خود ہی خفا تم
آفت ہو، قیامت ہو، غضب ہو سجدا تم

بجلی کی طرح سے کبھی یاں ہو کبھی واں ہے تم!
اس چھوٹے سے قد پہ تو بڑے شوخ ہو میاں تم

یاں پھر اس شرم سے عیسیٰ نے گزارا نہ کیا
چشم خوباں کے جو بیمار تھے چارا نہ کیا
مجھ گدا نے کبھی کسی شاہ سے ڈالا نہ سوال
گو مجھے بخت نے اسکندر و دارا نہ کیا
آتش عشق پہ خوں ہے دل بے تاب مرا
قائم النار ہوس نے یہ پارا نہ کیا
چرخ بانٹے تھا متاع دو جہاں اے سودا
بے نوائی نے مری اس کو اشارا نہ کیا

سوز، محمد میر

سوز تخلص، محمد میر نام۔ سوز عشق در سر داشت۔ و حسن شعلہ رویاں در نظر

زمانہ فکرش شعل افروز بزم سخن و دم آتشین او چراغ بر انجمن نکتہ سنج ترانہ ساز رمز شناس عشق بازد کام راسجلاوت چاشنی کلام و زبان را بچرب و نرمی تمام در شکر شیریں سخنی می پیچید۔ بجوش زبانی و روشن بیانی شہرۂ شہر و در سخن فصیح و مضامین بلیغ یکتائے دہر تذی بازوئے کہ وہ مرد توانان کمان او را زہ نکر دندے عالمیان او را باستادی می گزیدندے پنجہ بخط شفیعا و نستعلیق می کشید معاصر سوداؔ و میرؔ بود۔ از دست شعر۔

نہیں اپنے اشکوں سے تر کی ہیں آنکھیں | تری نذر کو پر گہر کی ہیں آنکھیں
ملے گا ولیکن رقیب اس کے ہمرہ | کہ یکبارگی دونوں پھر دی ہیں آنکھیں

جفائیں دیکھ لیاں بے وفائیاں دیکھیں | بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں
تری گلی سے سدا اے کشندۂ عالم | ہزاروں آتی ہوئی چار پائیاں دیکھیں

شبہاں کہ کھل جوا ھر ستھا جن کا خاک قدم
انہوں کی آنکھوں میں پھرتی سلائیاں دیکھیں

بندہ خانہ میں کرم فرمایئے | آیئے حضرت سلامت آیئے
کیا تلاش دل کو نکلے ہو کہیں | دل بھی حاضر ہے یہ لینے جایئے
ایک بوسہ پہ ہی خط کش دیجیے | دیجیے اور شوق سے لے جایئے
بیچ کے ہونٹوں کے گالوں کے نہیں | عارضی بوسہ پہ مت بہلایئے
گالیاں دینے کی نیت ہے اگر | ماں بہن کی سوز کو دے جایئے

دعا دیتا ہوں تو مکھڑے کو تیڑھا کر چڑھاتا ہے
جو بوسہ مانگتا ہوں ہونٹ دانتوں میں دباتا ہے

ادھر دیکھو تو کس نازو ادا سے یار آتا ہے
مسیحا کی مولیٰ اُمت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے
کہا جا کر کسی نے سوز بھی اب شعر کہتا ہے
لگا کہنے کہ ہاں وہ بت بنا باتیں بناتا ہے

قضا را وہ تماشائی ادہر آن نکلا | کہ لیتے کو اس کی مرا جان نکلا
کھڑا لاش پر ہو کے بولا کہ ہے ہے | یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
کھڑے رہنے والو اگر سوز ہے یہ | بھلا اس کے دل کا تو ارمان نکلا

میری جان جاتی ہے یارو بچا لو | کلیجہ میں کانٹا اگڑا ہے نکالو
خدا کے لئے میرے اے ہم نشینوں | یہ بانکا جو جاتا ہے اس کو بلا لو
اگر وہ خفا ہو کے کچھ گالیاں دے | تو دم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو
نہ آوے اگر وہ تمہارے کہے سے | تو منت کرو گھیرے گھیرے بلا لو
کہو ایک بندہ تمہارا مرے ہے | اسے جان کندن سے چل کر بچا لو
جلوں کی بڑی آہ ہوتی ہے پیارے | تم اس سوز کی اپنے حق میں دعا لو

کہوں کس سے حکایت آشنائی | سنو صاحب یہ باتیں ہیں خدا کی
دعا دی تو لگا کہنے کہ دور ہو | سُنی میں نے دعا تیری دغا کی
کہا میں نے کہ کچھ خاطر میں ہوگا (ف) | تمہارے ساتھ جو میں نے وفا کی
لگا کہنے کہ بس بس چونچ کر بند | وفا لایا ہے دست تیری وفا کی
عدم سے زندگی لائی تھی بہلا (ف) | کہ دنیا جائے ہے اچھی فضا کی

جنازہ دیکھتے ہی سن ہوا دل — ارے ظالم دغا کی رے دغا کی

بھلا بے عشق تیری شوکت و شان — بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان
ایک ڈر تھا کہ جی بچے نہ بچے — (ف) درد کر غم نے کھائی میری جان
بس غم یار ایک دن دو دن — اس سے زیادہ نہ ہو جیو مہمان [1]
نہ کر بیٹھے ہو پاؤں پھیلا کر — اپنے گھر جاؤ خانہ آبادان
عارضی حسن پہ نہ ہو مغرور — میرے پیارے یہ گو ہے یہ میدان
یہی نہ زلف و خال زیر زلف — چار دن تو بھی کھیل لے چوگان
اور تو اور کہہ کے دو باتیں [2] — سوز کہلایا صاحب دیوان

بزم خوباں میں سوز جب نکلا — یار سے ہو کے چار آنکھوں میں
کی اشارت کہ میں کہاں بیٹھوں — بول اٹھی چشم یار آنکھوں میں

یوں تو نکلی نہ کبھی دل کی آپا سے گاہے
اے فلک بہر خدا رخصت آہے گاہے
جز تری خاک در اے دوست برب کعبہ
جی میں ہو گر ہوس عزت و جاہے گاہے
نہ شفاعت ہو پیمبر کی نہ تیرا دیدار
ہو جو فردوس بریں پر بھی نگاہے گاہے

ص۱ اس سے زیادہ نہ ہو جئے مہمان۔ اردوئے معلیٰ میر سوز نمبر۔ مرتبہ خواجہ احمد فاروقی مطبوعہ دہلی ص۲۹۲

ص۲ اور تو اور کہہ کے تو دو بیتیں۔ " " " " " " "

نعش کو میری سرِ راہ ہیں رہنے دینا
گر کرے ہیں وہ کچھ رکھ کی گنا ہے گا ہے[1]

سنتی ہے بادِ صبا خاک کو ہے میری عار[2]
ابھی رو ندے گا وہ باخیل سپا ہے گا ہے

ایک نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے (ف)
اب بھی ملتے ہو بد ستور کہ گا ہے گا ہے

دیکھ کر منہ کو گھڑی ایک میں بھر کر دم سرد
یوں اشارت ہیں بتایا سرا ہے گا ہے

سوزاں۔ مرزا احمد علی خاں

سوزاں تخلص، مرزا احمد علی خاں شوکت جنگ بن مرزا علی خاں از مرزایان لکھنو است۔ قبائے سخن بر قامت خوزیبا داشت وکلام عاشقانہ بصد سوز وگداز می نگاشت۔ بیتے از یادگار اوست۔ فرد:۔

فرقت ہیں اس کے سوزاں ناحق نوجوان دے ہے
اس بے وفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسو کے کب

سہراب۔ سہراب بیگ

سہراب تخلص، سہراب بیگ دہلی نژاد است۔ احکام رمل خوب گفتے[3] واشعار

---

۱ گر کرے رکھکے وہ کچھ قشل گنا ہے گا ہے اردوئے معلی۔ میر سوز نمبر۔ مرتبہ خواجہ احمد فاروقی مطبوعہ دہلی ۱۹۵۹ء

۲ منت بادِ صبا خاک کو ہے میری عار۔ " " " " " "

۳ درفن رمل مہارت تمام دارد۔ گلشن بے خار

بااسلوب چوں دُر سفتنے مشورہ بانصیر دارد۔ ایں ابیات از دی لگارد۔ ابیات

تاعمر ہمری نری چھوڑیں گے ہم نہیں،
ہیں سایہ دار سانحۂ نزے گو ہم نہیں، گ ب

ہم آئے تہ ننگ زیست سے پر اے خانہ خراب تو نہ آیا گ ب

سیادت۔ میر مجاہد الدین

سیادت تخلص میر مجاہد الدین از تلامذہ میر نظام الدین ممنون است۔ شعر موزوں گفتے از کلام اوست۔ شعر:۔

مثل نسیم صبح پھرا میں تو ہر کہیں
پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں گ ب

سید۔ میر غالب علی خاں

سید تخلص میر غالب علی خاں نام، سید الشعراء ملقب سرآمد منشیان دفتر شاہی بود ریاد الہٰی می نمود چند لیست کہ دل ازیں جہان فانی بر داشت۔ و بعلم قدم برافراشت از اوست۔ فرد:۔

نے غازۂ گل گوں ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا گ پ

ملہ نے خون ہوا آنکھوں سے بہا ٹک نہ ہوا داغ
اپنا تو یہ دل میر کسو کام نہ آیا میرؔ

سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھ مرض ہے مجھ کو ہے آزار رونے کا　　گ پ

زلف و کاکل و خط و خال ابرو چشم و گیسو
اس دل زار کو کس کس نہ بلا نے چاہا　　״

نہ ہیں گردوں نہ سنگ آسیا ہم　　وے رہتے ہیں گردش میں سدا ہم　　״

ہیں اور ترک عشق یہ امکاں ہی نہیں　　ناصح کے پند سننے کو یاں کان ہی نہیں　　״

جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہیں　　تو ہم بھی کہیں دل لگا جانتے ہیں　　״

یارو مری بالیں سے نہ اٹھو نہ خدا ہو
حالت مری اچھی نہیں کیا جانئے کیا ہو　　״

بنائے کفر و دیں اک تار سے ہے　　کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے　　״

تیغِ قاتل کی مرے تن نے ہے لذت پائی
کہ بھر آئے ہے ہر زخم کے منہ میں پانی　　״

ابرو کے اشارے ترے لڑتے ہیں سبھی سے　　تلوار ابھی بزم میں چلتی ہے کسی سے　　״

سرکش ۔ کیول بین

سرکش تخلص کیوال بین نام قوم زناردار ساکن بجنور کہ از حصہ شمالی مرآد آباد است۔ خوش گفتار است ۔ و اشعار ریختہ کار موزوں می کند و با نامہ نگار آشنائی دارد از نا ملائم زمانہ ختم برگوش دارد و بصفات پسندیدہ و اوصاف حمیدہ سراسر موش اکثر بمشاعرہ میرسد و بمشاورت بری خورد ازوست ۔ شعر ۔

کس طرح یار قیس اور فرہاد ہاتھ سے عشق کے ہوئے برباد
چشم خونخوار دیکھ کر تیری دل پر خون نہو مرا کیوں شاد
دل سے ہر دم دعا ہے یہ سرکش جاہ و دولت رہے تری آباد

سلامت ۔ شیخ سلامت علی

سلامت تخلص شیخ سلامت علی بنارسی است ۔ شاید مکانش در محلہ کنتوا پورہ است ۔ بہ ہنگامے در مشاعرہ مرزا طپاں مغفور کہ بالائے سقف چوک قدیم می شد برخوردہ بودم و ایں حلیہ یعنی نواب صاحب والا مناقب عظیم الشان عالی مناصب و ذوی الاشان نواب نصر اللہ خاں بہادر صورت می لبست ۔ در آں حال مطلع ہندی آں بزرگ خوش گفتہ بود خدائے کریم ادرا خوش دارد ۔ استعداد بلند در ہندی و فارسی دارد و مضامین عجیب بنظم غریب می آرد آں مطلع این است ۔ مطلع :۔

درد ہو دل میں تو دوا کیجیے دل ہی نہ ہو پاس تو کیا کیجیے

خیابان شین معجمہ

شاد ۔ اللہ یار بیگ

شاد تخلص، اللہ یار بیگ نام، شاعر بے نظیر خوش کلام ۔ شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

است۔ کہ بانی مبانی سخن سخندانی است۔ ازدست۔ بیت:۔

اگر چاک سینے کا ہم وا کریں گے	تو ہنگامۂ حشر برپا کریں گے	گ ب

شاداں۔ میر رجب علی

شاداں تخلص، میر رجب علی شاگرد سعو بے خان آشفتہ شعر خوش گفتہ درو بشانہ و آزادانہ میزیست ازدست۔ فرد۔

دل نہ دیجے آہ شاداں طفل ابتر کو کبھی
یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت استاد کا[1]	گ ب

شاکر۔ شاکر علی شاہ

شاکر تخلص، شاکر علی شاہ دہلوی ست کہ براہ خدا شاکر و بحمد معبود ذاکر و از ابکار اذکار اوست۔ شعر:۔

اس کی آنکھوں نے نہ اک خلق کو بیمار کیا
زلف نے سبھی دل عالم کو گرفتار کیا	گ ب

شاہ۔ شاہ سعد اللہ

شاہ تخلص، شاہ سعد اللہ درویش دل ریش و خستہ جانے دنیا کیش بودہ ایں شعر از دست نمودہ۔ شعر:۔

وابستہ ہے تجھ سے اپنی یاں زیست	جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست

---

[1] یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت استاد سے۔ گلشن بے خار

شائق ۔ محمد ہاشم

شائق تخلص، محمد ہاشم نام۔ شاگرد میر عزت اللہ خاں عشق است بہ پیشہ خیاطی ہمیشہ نان و نفقہ بہم رسانندے[1] و ایام زیست گزرانندے ازوست۔ شعر:۔

سراپا اس پری رو میں لطافت ہے صفائی ہے
تصدق ہیں ہم اس کے جس نے یہ صورت بنائی ہے گ ب

شائق ۔ میر حاجی

شائق تخلص، میر حاجی نام۔ نسبت تلمذ از ہدایت علی کیفی تخلص دارد بوصف نیک مشہور و باخلاق زبان زد نزدیک و دور۔ بہ ہوس مہوسی کامل عیار بود[2] و مس وجود خود را بحقیقت خاک کردہ بجائے اکسیر دریں دیاری نمودہ ازوست۔ شعر:۔

اس سنگ دل کے دل میں ذرا بھی نہ راہ کی
تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی گ ب

شائق ۔ میر محمد

شائق تخلص، میر محمد است۔ بشاگردی ہاشمی اولاً خود را منسوب می نمودہ آخر حاشیہ تلمذ جرأت بردوش برداشت[3] ازوست۔ فرد:۔

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانے کا ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہیں گ ب

۱۔ بشغل خیاطی نان و جامہ بہم میرسانید۔ گلشن بے خار

۲۔ درفن مہوسی کامل عیار بود۔ " "

۳۔ اولاً شاگرد ہاشمی نام شاعرے بودہ آخر زانوئے ادب بخدمت جرأت تہ کردہ۔ گلشن بے خار

شرافت ۔ مرزا اشرف علی

شرافت تخلص، مرزا اشرف علی نبیرہ میر مشرف علی کہ بنام نامی خود معروف است[۱]۔ در شہر لکھنؤ گرامی و موصوف سخن موزوں گفتے و بشاگردی ممنون بودے۔

از وست شعر:۔

چمکے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات
نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

صنم تجھے صید افگنی کی جو شتم چڑھ جاتی ہے
سیل خون صید تا بام حرم چڑھ جاتی ہے

شرر ۔ مرزا جعفر

شرر تخلص، مرزا جعفر نام۔ کوچک برادر حکیم مرزا محمد عشق دہلوی است۔ بامید فلاح راہ نواح حیدرآباد طے نمودہ ازیں دار فنا رخت سفر بست و راہی عدم گشت

از وست۔ فرد:۔

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند
اک شعلۂ جاں سوز کہ مشتاق فنا ہوں   گ ب

شرر ۔ مرزا صادق

شرر تخلص، مرزا صادق در سخن بر ہمہ فایق بود بیشتر ترک دنیا کردہ ولعت

۱۔ نبیرہ میر مشرف کہ از امرائے مشہور است۔ گلشن بے خار

وارستگی از خوانِ آزادی خوردہ ازدست ۔ بیت :۔

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے   گ ب

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم، نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہے

شرر ۔ مرزا ابراہیم بیگ

شرر تخلص، مرزا ابراہیم بیگ نبیرہ نوازش حسین خاں نوازش تخلص بنازک خیالی ہا خیال موزوں فن سخن از قانون سینہ تراویدہ از دست ۔ شعر :۔

جھوٹی یہ محبت تم یاں کس کو جتاتے ہو[1]

تقریر میں لکنت ہے کیوں باتیں بناتے ہو

شربت کے سے گھونٹ اب تو پیتے ہو شرر ہر دم

یوں اس شکریں لب کی اب گالیاں کھاتے ہو

سامعین کا نہ نغط سننے سے دم رکتا ہے

سرگزشت اپنی جو لکھیں تو قلم رکتا ہے   گ ب

شعلہ ۔ امرناتھ

شعلہ تخلص، امرناتھ نام کشمیری لکھنو لیست ۔ شعر خوشے وطبع دل کشے دارد ۔ نیکو روشے وبدل از محبت خوباں کشے ۔ در سرکار سبحان علی خاں او بلکھنو کامران وخوش گزران روزان وشبان لبود ایں ابیات از نتائج طبع او ثبت نمود ۔ شعر

---

[1] جھوٹی ہی محبت یاں تم کس کو جتاتے ہو ۔   گلشن بے خار

حباں ذی شعلہ نے حسن سبز سے پرہیز کر گ ب
خو ہیں اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا

نقے نہ سیماب نہوتس نے طلا زر گر کے ھسم
کیا سمجھ کر چرخ نے ہم کو ملایا خاک میں ,,

جلوہ گلزار ابلہ ہیم آتا ہے نظر اے بہار حسن تیرے روئے آتشناک میں ,,

---

رُخ محبوب کو وہ دیکھتے ہیں عین زینت میں
کوئی خدمت ہیں دنیا میں خوب آئینہ داری سے ,,

غبار راہ ہیں پرائے ہوائے عالم بالا فلک پہ پہنچیں گے ہم اس خاکساری سے ,,

---

شفیق ۔ منظر علی خاں

شفیق تخلص، منظہر علی خاں نام ۔ کہ از تلامذہ شنا ءاللہ خاں فراق است ۔ کثیرالاتفاق و وسیع الاخلاق بودہ ۔ اوراست ۔ شعر ۔

تم نا ہنیں چمن میں مرا گلعذار حیف جاتی چلی بہار ہے یوں ہی ہزار حیف گ ب

شکوہ ۔ محمد رضا

شکوہ تخلص، محمد رضا لکھنو نژاد است ۔ مرزا قتیل اورا استاد است ۔

ایں اشعار از و یادداشت ۔ فرد :-

گرچہ کہتے ہو پھر کبھی آوٴں گا ہے یہ انکار میں سمجھتا ہوں گ ب

نہ اس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

تھوڑی بھی نیک و بد کی گر وہ تمیز رکھے
کافر ہو پھر جو اس سے دل کو عزیز رکھے

نہ دم ہی دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی جو روئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں[1] "

شکیبا، شیخ غلام حسین

شکیبا تخلص، شیخ غلام حسین نام، دہلوی است۔ از فیض یافتگان میر تقی بدلہا محبوب بود و لشعرائے پایہ تخت حضور محسوب[2] اوراست۔

چپکا ہوں میں طبیب یہ امکان ہی نہیں
تو نبض دیکھتا ہے یہاں جان ہی نہیں گ ب

---

[1] یہ مطلع قائم چاندپوری کا ہے اور یوں ہے۔

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھو جو روئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

کلیات قائم۔ مرتبہ اقتدا حسن۔ جلد اول ص ۱۳۴ شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور

[2] بزمرہ شعرائے پایہ تخت حضور والا محسوب بود۔ گلشن بے خار

تری چین جبیں ہے موج طوفاں　　　اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہیں　گ ب

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے
مہ تاباں بھی مجھے کر سر پہ خورشید قیامت ہے　　"

شوق ۔ شیخ الٰہی بخش

شوق تخلص شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی بادی سخنوره لوزد دادی این فن کتابے لطیف تصنیف کرده بہ کشمکش شوق بجہاں آباد رسید دیرسم رہ آورد پیشکش شاہ کرد۔ وفاتش درسن یک ہزار دو صد و چہل و یک ہجری اتفاق افتاده از تراوش رگ کلک اوست[1] ۔ گفتار از خوش نظم بس نیکو است۔ شعر:۔

دیکھے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا　　　دل خجلتوں سے آب ہوا ابر بہار کا　گ ب

شوق ۔ جوہر بیگ

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی گوہر گراں بہائے اشعار از مشوره مصحفی جلائے دانی دکانی یافتہ۔ نغز از نغز و معمائے ادپر مغز بوده ادراست۔ شعر:۔

تجھ بن قلق سے بستر غم پر تمام رات　　　تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات　گ ب

---

[1] کاتب تقدیر منصب نامہ نگاری مرزا مظفر بخت بہادر خلف مرزا جواں بخت بہ بخت وے نوشتہ۔ گویند دیوان ریختہ و فارسی فراہم آورده کتابے تصنیف کرده است مسمی بہ قوانین السلطنت۔ ہنگامیکہ بہ کشمکش شوق بہ تخت گاه جہاں آباد میرسد برسم ره آورده پیشکش شاہی کند وفاتش در ۱۲۴۱ھ اتفاق کرده از تراوش رگ کلک است۔ گلشن بے خار

شوق بھوگی لال

شوق تخلص، بھوگی لال کا یتھ نژادش از عظیم آباد۔ باتفاق یاران تبلاش معاش باین دیار گزار افتادہ در ضلع کول بعہدہ منشی گری فوجداری پایہ برتری داشت۔ رنگین مزاج بود و کلام نمکین از تراوش می نمود و خوش مذاقے کہ بادہ دوستگاہی بہمدمان گرامی می پیمود در مزرعہ ضمیر یاران ہم پیشہ ہمیشہ ریشہ محبت قائم داشتے و قدم در بزم غلاں باوفا و صفا گزاشتنے در آزاد ضیق زار و نزار بود و در تضییق ایں مرض گرفتار بہمان حالت پرملالت مرض الغرض جہان فانی بعالم ثانی شتافت از نتائج طبع او نگاشتہ شعر:-

ہوا جو ہم کنار آکر چمن میں گلبدن میرا
نہیں پھولا سمایا جیب سے تن میں پیرہن میرا
کہیں مرقد پہ آ نکلا بت پیماں شکن میرا
گلے میں ہو گیا زنار ہر تار کفن میرا گ ب

شوق، حافظ غلام رسول

شوق تخلص، حافظ غلام رسول نام۔ نہال وجودش از خاک پاک دہلی نوخیزاست۔ و میان زبان آوران سلاش چاشتی رنیزنی الحال بہ تعلیم اطفال فارغ البال است۔ و نسبت شاگردی ابشاہ نصیر دارد و اوراست۔ شعر:-

لکھا ہوا تھا یہ اس مہ جبیں کے پردے پہ
نہیں ہے کوئی اب ایاز ہیں کے پردے پر ۔ ۔ ب

شوکت منشی منیف علی

شوکت تخلص، منشی منیف علی نام، خلف منشی رستم علی بجنوری بودہ مشورہ از غلام

علی عشرت ساختہ از جادہ اسلام رو تافتہ بر بینش نصرانی شتافتہ و بدست فرنگستان نقد اسلام درباختہ در خست درناسوس پدر انداختہ منیت مسیح نام یافتہ بود فاما بحکم الحق یعلو ولا یعلیٰ باز رجعت باسلام کرد و ایمان را بخیر برد والغیب عند اللہ مرز بوش اندریں قصبہ است کہ وطن گاہ اوست۔ از دست۔ شعر:-

کاٹ ہے جو ابرو تے خمدار میں ۔۔۔۔ ہے یہ بینش کب کسی تلوار میں گ ب

شور۔ مرزا ملھو بیگ

شور تخلص مرزا ملھو بیگ۔ معروف بہ محمود بیگ[ٖ]۔ موسوم ایرانی نژاد و مولدش بلدہ شاہ جہاں آباد۔ مردے ترک وضع بودہ۔ ایں ابیات از و ثبت نمودہ۔ شعر:-

اک آہ سرد کھینچنا اور دل کو تھام لینا
ہونا ہے گا ہے گاہے یوں تیرا نام لینا ۔۔۔۔ گ ب

غضب آنکھیں ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے
خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہے ۔۔۔۔ رر

شورش۔ غلام احمد

شورش تخلص غلام احمد فرزند اکبر محمد اکبر دستار نویس۔ نقش وجودش از نگار عشق است۔ عاشقانہ کلام معشوقانہ از دہن دُرر بارش میبریزد۔ گویند شاد ازمون خاں است۔ انجامش بسلامت باد اوراست۔ شعر۔

ٖ مرزا محمود بیگ عرف مرزا مچھو بیگ (گ ب)

نامہ جو نیا لائے ہے قاصد تو صنم کا   ایمان نہ کھو نا کسی مایوس کرم کا   گ ب

جب وہ بے خواب غم دوری اغیار سے ہو
شکوہ سپہر کیوں نہ مجھے طالع بیدار سے ہو   گ ب

کھو رکھے گا مجھ کو میرا دیدۂ تر ایک دن
شمع ساں گھل جائے گا یہ جسم لاغر ایک دن   "

شہرت ۔ امیر بخش

شہرت تخلص، امیر بخش است ۔ کہ پسر نامور عیسیٰ خاں بودہ ہم راہ پدر بدکن رفتہ بزمرہ شاعران بدربار دیوان چندو لعل باریافتہ صلہ و انعام ازاں مرجع انام گرفتہ۔ نوجوان مرد و نقد جان ازیں جہاں برد و اورا اتفاق کسب سخن از ثناء اللہ خاں فراق شدہ ازدست ۔ فرد :۔

حسرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے
آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے   گ ب

شہیدی ۔ کرامت علی

شہیدی تخلص، بکرامت علی نامور ۔ نہال وجودش از خاک لکھنو است ۔ وسخن او بحضرت ارباب سخن مقبول و درعروض بین الشعراء منقول ۔ باستعداد معقول دربلاد پنجاب و گجرات بیشتر بسر بردہ مرد بے تکلف و آراستہ و نہال تصوف درریاض خاطرش رستہ آزادانہ و دل خستہ میزیست ۔ ایں ابیات از و نوشتہ ۔ شعر

گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اسی کے ہاتھ
خنجر تو یوں گلے پہ مرے بار سا پھرا گ ب

کانوں سے سنا کرتے تھے ہم جادو ہے اک شے
آنکھوں سے تری نرگس فتاں نے دکھایا ،،

شہیدی ہیں تو کیا ہوں ے کے بوسہ سنگ اسود کا
کیا خوشنود اس بت نے خدا کو ایک بوسہ میں ،،

سونہ دو تم دو ہی بوسے دو دے اک ڈھب کے دو
ہے مثل مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو
ایک لینے کا نہیں دونوں ہی دیتے ہو تو دو
خواہ تم سیب ذقن کے خواہ تم غبغب کے دو
دو ہی دو دو جی اجی دو سبھی شتابی دو کہیں
خال کے دو خط کے دو رخسار کے دو لب کے دو
آٹھ بوسوں کا ہوں تو کر اس بت ادباش کا
شام کے دو صبح کے دو روز کے دو شب کے دو

شیدا، نواب معین الدین خاں

شید تخلص، نواب معین الدین خاں کہ فضائل جلائل شان بقرع سمع صغیر و کبیر برنا و پیر رسیدہ بکالپی سکونت پذیرا ست[1]۔ این شعر از تراوش

---

[1] نبیرہ نواب غازی الدین خاں مرحوم متخلص بہ نظام کہ جلایل مآثر ایشاں مقروع سمع خاص و عام است۔ بہ کالپی سکونت دارد۔ گلشن بے خار

ضمیر آں بے نظیر است۔ شعر:-

اتنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا کہ تڑپتا نہیں دل کھول کے بسمل تیرا گ ب

شیفتہ۔ حافظ عبدالصمد

شیفتہ تخلص، حافظ عبدالصمد، اہل تلم است۔ و علم علم افراختہ و استعداد کامل درفن شاعری حاصل ساختہ بہرۂ سخن از بھورے خاں آشفتہ اندوختہ و نائرۂ آشفتگی سینۂ بے کینہ خود افروختہ از وست۔ شعر:-

بے سبب کا ل شکیں کو یہ شانا کیا تھا
نہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا گ ب

شائق۔ نذیرالدین حسن

شائق تخلص، نذیرالدین حسن نام، ابن شاہ غلام محی الدین حسن سرہندی وطن۔ نشو ونما یافتہ بریلی است۔ در سخنوری یگانہ و بجز پدری یکتائے زمانہ طبعش موزوں واشعارش پر مضمون۔ فصیح بیان و نیز زبان بگفتہ ہر فن و برگزیدۂ زمن۔ لباس زیبائی یکتائی و دیبائے زیبائی دانائی براندام تمام او دوختہ و بسا شعرائے نامی وگرامی از فیض آں وحید سامی بہرہ اندوختہ و علم وادب آموختہ، در فنیائی وعروض و قوافی علم علم افراختہ شہرۂ آں بشہر ہا انداختہ۔ رسالہ چند دلپسند لطیف و نظیف بہ فن سخن تصنیف نمودہ کہ ہر شائق از اں زلہ دانی وکافی مجلائے اعلی

رلبودہ از دست۔ اشعار:۔

چین اس دل کو نہ اک آن نزے بن آیا
دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا   گ ب

یہ کون رنگ مہر ہے گزرا سمند پہ
جوں نقش سم ہلال ہے چرخ بلند پر

یا وہ گلوں پہ چہچہے تھے عندلیب کے
یا آب پڑے ہیں باغ کے کونے میں چند پر

کل حضرت شاق نے ہاران کے کہیں دیکھے
جو آج مسلسل ہے آنسو کی لڑی ان کے

خمسہ غزل تاباں

دنیا کے درد غم سے جو دور تر رہیں گے
سب آفت بلا سے وہ بے خطر رہیں گے
اپنی تو کیا کہیں ہم کس طور پر رہیں گے
محفوظ عشق سے ہم یارو اگر رہیں گے
تو کوئی دن جہاں میں بے دردسر رہیں گے

سنبل چمن میں ہونگے ماتم سے مو پریشاں
پھاڑیں گے غنچے اپنا افسوس سے گریباں

تربت پہ بلبلایں مل سب ہونگی مرثیہ خواں
لوٹیں گے خاک پر گل اور شمع ہوگی گریاں
مرنے کے بعد بھی ہم صاحب اثر رہیں گے

شیفتہ ۔ نواب مصطفےٰ خان

شیفتہ تخلص، نواب مصطفےٰ خان خلف الصدق سرفرازالملک نواب مرتضیٰ خان بہادر۔ نکتہ سنج زباں دان در نظم و نثر یکتائے زمان فصاحت و بلاغت از طرز کلامش پیدا است و وسعت خاطر و جودت طبع از ریختہ قامتش ہویدا۔ عدیم المثال کریم الخصال دانائے رموز معانی بینائے غوامض نکتہ دانی۔ تذکرہ گلشن بے خار بعبارت شستہ و رفتہ و آب دار یادگار است۔ فاما خالی از خار نیست۔ چہ گلشن را خار لازم و آں لازم تعصب است الحق کہ جز ذات حق از عیب خالی نیست لیکن آں بزرگ فارسی خوش گفتہ گویا کہ دُر سفتہ چہ دریں جزو زمان شخصے از امرائے ہندوستان چنیں بے نظیر برنخاستہ خدائے تعالیٰ گرامی او را پایندہ دارد و چمن طراز امکان گردے بر دامن اوراق گلشن از باد خزاں روزگار نہ رساند از دست۔ شعرا۔

کیا ہووے شام روز جزا دھب نجات کا
باقی ہے انتقام بھی عشرت کی رات کا   گ ب

فیہ مافیہ لہ

اس سے ہیں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
کیا کروں تھا مرے دل میں سو زباں پر آیا
قبر سے اٹھ کے یہ بے دھیان مکرر آیا
وہ تو آئے نہیں میں آپ ہیں کیوں کر آیا

نہ دیا ہائے مجھے مدت سے آزار نے حسین
دل ہوا رنج سے خالی کبھی تو جی گھبرا آیا ... گ ب

شعلہ رو یار و شعلہ رنگ شراب ... کام یاں کیا ہے دامن تر کا ״
نقش تسخیر غیر کو اس نے ... خوں لیا تو مرے کبوتر کا

بس کہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا ... پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا ״

پروانہ وار جلنا دستور ہے ہمارا ... اس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمارا ״

رہ جائے کیوں نہ ہجر میں جاں آ کے لب تلک
ہے آرزوئے بوسہ بہ پیغام اب تلک
کہتے ہیں بے وفا مجھے، میں نے جو یہ کہا
مرتے رہیں گے تم ہی پہ جیتے ہیں جب تلک ״

شیدا فتح جنگ خاں

شیدا تخلص، فتح جنگ خاں نام۔ از اولاد امیر کبیر شیخ کبیر رام پوری ست کہ شہرہ اش مشہور تر از مہر منیر است۔ حالا خان موصوف بسبب گردش دوراں کہ سفلہ پرور دوں ہمت است عزلت گزیں بر عہدہ کوتوالی نجیب آباد۔ آشنا پرست و مسافر دوست خوش اخلاق و نیکو خوست امیر طلعت و درویش خصلت اگرچہ صوفی مزاج است فاما چیزے تلبس بدنیا دارد اگرچہ دنیا دار است۔ ولیکن

بقرار امتزاج دارد بارے خوبک شخصے است بانیاز مندی سرے دارد وسہ بار بمشاعرہ داعی آثم تشریف آوردہ دل دوستاں را بکلام فصیح خوش کردہ۔ پروردگار دل او را بہ سر دردعالم خوش دارد۔ آں چہ از و یاد دارم نیست کہ می نگارم ابیات :۔

خفا ہوں سب سے اس پر روٹھ جانا اس کو کہتے ہیں
نہیں لگتا کہیں دل جی کا جانا اس کو کہتے ہیں

میں اپنے رشک لیلیٰ کے جنوں میں تھا سراسیمہ
غضب ہے ہائے عاشق کا جلانا اس کو کہتے ہیں

مجھے مجنوں سے بھی آئے[1] پریشاں دیکھ لیلیٰ نے
کہا دیکھو میاں مجنوں دوانہ اس کو کہتے ہیں

بلایا تھا مجھے تو غیر سے کہہ پر منہ لگانا کیا
اسی منہ سے بلایا تھا بلانا اس کو کہتے ہیں

پریشاں حال مجھ کو دیکھ صحرا میں لگے کہنے
طلب میں اپنی آوارہ پھرانا اس کو کہتے ہیں

مرے خوں کو کف پا سے ملا اس نے پئے زینت
نئے انداز کی مہندی لگانا اس کو کہتے ہیں

کرو موقوف اب تم طبع آرائی میاں شیدا
کمال شاعری بس ہم نے جانا اس کو کہتے ہیں

تم نے باتیں جس سے کیں کل مفت جھنجلا کے کہیں
آج وہ مر ہی گیا کہتے ہیں کچھ کھا کے کہیں

---

[1] کذا

کرنتل مجھے شمع نمط شوق سے قاتل
دیوان قضا سے ہیں پروانہ ہوا ہے

سلک دندان گہر کا اس کے جب آیا خیال
اشک باری پہ میا دیدۂ گریاں ہوا

فیض چشم اپنے کا یہ دیکھو کہ ہر اک اشک کا
جو گرا دامن پہ قطرہ گوہر غلطاں ہوا

شمس۔ نرائن سنگھ

شمس تخلص، نرائن سنگھ نام، قوم کھتری متوطن مراد آباد است۔ چندیست کہ در بجنور بعہدہ جمع و خرچ نویسی فوجداری ممتاز بودہ خوش گزران است۔ مرد با اخلاق و وارستہ مزاج است۔ گاہے اشعار موحدانہ می گوید بمشاعرہ نزدلیدہ بیان ہم می رسد و مزاج دوستاں را خوش می کند۔ از وست۔ اشعار:

پڑگیا ہے ابر غفلت سے حجاب
چھپ رہا ہے اس بشر میں آفتاب

غیر دریا کچھ نہیں ہے موج آب
عین دریا جان امواج و حباب

شیدا۔ میر عابد حسین

شیدا تخلص، میر عابد حسین نام۔ باشندہ موضع ہیدی حوالی قصبہ بجنور اشعار خوب می گوید و مضامین با اسلوب می بندد۔ در کچہری تحصیلی محال بجنور بزمرہ منصدیان ملازم سرکار دولت مدار است۔ دبار اقم تعارفے دارد اشعار او می نگارد ذکی الطبع مستفید از مشورہ شیخ مہدی ذکی است۔ اشعار:

ساقیا مجھ کو پلا ایسی شراب   جس کے پیتے ہی جگر ہووے کباب

کئی دن سے نظر آتی نہیں اس ماہ کی صورت
الٰہی کب تلک دیکھا کریں ہم راہ کی صورت

شفاعت۔ شفاعت خاں

شفاعت تخلص شفاعت خاں نام۔ مقام اصلی او افضل گڑھ است۔ از دودمان نواب افضل خاں۔ بریختہ گوئی میلے دارد خیلے طبعش ہموار بمشورہ کرم خاں گرم۔ بازار شاعری او گرم است و زبانش نرم و بالفعل بجمداری تھانہ افضل گڑھ ملازم سرکار دولت مدار صاحبان عالی شان است۔ از راست۔ شعر:۔

گرے جو اشک خوں آلودہ اپنے چشم گریاں سے
ہوے برتر دُرِ دریا سے اور لعل بدخشاں سے
ہیں وہ بیمار الفت ہوں کہ میری دیکھ کے صورت
مسیحا نے بھی بات اپنی اٹھائی میرے درماں سے

نہ آیا رات وہ مجھ تک کسی اغیار کے باعث
تڑپتے صبح تک ہم یاں رہے اس یار کے باعث

خیابان صاد مہملہ

صاحبقران۔ امام علی

صاحبقران تخلص، امام علی نام، از سادات بلگرام در ہجاو ہزل بے بدل و در کلام

نخش ضرب لشل کلاشش برالسنہ جوانان بے باک دمردان ہوسناک جاری وساری است۔ اگرچہ ایراد حال ایں چنیں بے باک پیش ارباب ادراک ترک ادب بود اما چوں نقلے ازاں یگانہ زماں بہ یادم رسید و شعر دلم خواستہ کہ نویسد و آن ایں است کہ روزے صاحب نوراں بحاجت لشبری پیش رائے رتن چند کہ خدمت اخبار از سرکار لکھنؤ است رفتہ سوال کرد۔ رائے مذکور ایمائے عطائے فلوسے چند نمود۔ صاحب نوراں بشکرانہ فی البدیہہ قطعے موزوں کردہ بر مسند نہاد و مضمون او نجاس دعام افتاد۔ و آں ایں است۔ قطعہ :۔

کیوں دفتر آصف نہ ہو اس وقت میں ردّی
ڈالی ہے رتن چند نے اب راج کی گدّی

اک بوند بھی پانی کی منھ پر مکھ میں نہ دیوے
گر۔۔۔۔ تلے اس کے بہے گومتی ندّی

صانع۔ نظام الدین احمد

صانع تخلص، نظام الدین احمد از بلگرام است۔ کلامش فصاحت التیام در پارسی و ہندی مشہور بین العوام و در ایام پیشین با شیخ علی حزیں اصفہانی و والہ داغستانی صحبت ہا نگاہ داشتے و اشعار خوش نگاشتے۔ ازاں است۔ فرد :۔

صنم کی اس محبت پہ دیا سفا جان و دل صانع
نہ سفا معلوم ہو جائے گا یوں نا مہرباں اپنا   گ ب

صبا۔ کانجی مل

صبا تخلص، کانجی مل فیروز آبادی اصلاً و لکھنؤ است وطناً شاگرد مصحفی

است۔ درایام جوانی آنجہانی شدادراست۔ فرد:۔

ابھی تسکیں ہوئی تھی اک ذرا فریاد و زاری سے
لگا دل مضطرب ہونے کہ پھر درد جگر اٹھا ‏ گ ب

چلے دامن اٹھا کے یہ کہو اس شوخ قاتل سے
کہ یہ مدفن نظر آتا ہے رنگیں خون بسمل سے ‏ ”

صبا۔ مرزا راجہ شنکر ناتھ

صبا تخلص، مرزا راجہ شنکر ناتھ خلف مرزا رام ناتھ بہادر بے بہا در دریائے ذخار معانی در منصب پیشکاری نظارت نامی نوبتے بزم مشاعرہ می آراست۔ اوراست شعر:۔

کبھی پوچھتے ہو جور و ستم مجھ سے یار کا
دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا ‏ گ ب

دل جب اس کی نگہ مست کا مخمور ہوا
سرخوش کیفیت بادۂ انگور ہوا ‏ ”

صبر۔ مرزا غلام حسین خاں

صبر تخلص، مرزا غلام حسین خاں فرزند حکیم بو علی خاں کشمیری نژاد کہ مولدش خطہ شاہ جہان آباد۔ صحبت شعرا دیدہ بود و اشعار خود از نظر میر عزت اللہ خاں گزرانیدہ اوراست۔ شعر:۔

گیے نقصد حرم گاہے سر مے خانہ رکھتے ہیں
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہیں   گ ب

صدق

صدق تخلص، اہل تذکرہ از اہالی حیدرآباد نوشتہ بماند دلبود۔ اوکماہی آگاہی نبود[۱] از دست ۔ نظم :۔

بدنت اشک اب نکلے ہیں شاید   ہوا آنکھوں میں آلخت جگر بند   گ ب
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل   کرے پرواز کیوں کر مرغ پر بند

صفدر ، میر صفدر علی

صفدر تخلص، میر صفدر علی از قصبہ سونی پت است۔ کسب فن سخن از شاہ نصیر پذیرفتہ مضامین دل پسند و اشعار خاطر پسند او ناخن آں سینہ دردمند است۔ ایں چند بیت از قلم بند شد۔ ابیات :۔

محو رخ یار ہوا چاہیئے   نقش بدیوار ہوا چاہیئے
جھانکنے کو ہم بھی غضب ہیں ولے   رخنۂ دیوار ہوا چاہیئے
ضعف سے صفدر نہیں کہنے کی تاب   پشت بدیوار ہوا چاہیئے

بغل سے لے گیا اک دل ربا دل   عجب دل مہرباں دل آشنا دل

---

[۱] یکے از اہالی حیدرآباد است ۔ گلشن بے خار

خویشگی نے شیفتہ کے اس بیان پر حاشیہ چڑھایا ہے اور ایک فقرہ بڑھا دیا ہے۔

دیا تو نے وہ ہم کو اے خدا دل | جو تھا حسرت بھرا درد آشنا دل
طپش ہے شور ہے شعلہ ہے یا برق | فغاں ہے درد ہے زاری ہے یا دل
مجھے کہیئے دل پر درد صفدر | مبارک ہو تمہیں ایسا ملا دل

کیوں ہے دشمن ہماری جان کا تو | چھوڑ دے قصد امتحان کا تو
یا مجھے مار ڈال اے ناصح | ورنہ ایسا دکھا دے بانکا تو
اے سر مرے ہوس بلا سے کہیں | سنگ ہوتا ہی آستاں کا تو
وائے قسمت غبار بھی نہ ہوا | کسی یوسف کے کاررواں کا تو

شمع سوختہ مشع سے جب گل نکلے | چاہیئے بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے گب

کھول دیتے گرہ زلف صبا کیوں نہ ہوئے
تیرے پاؤں سے لگے رہتے حنا کیوں نہ ہوئے

صفدری ۔ میر صادق علی

صفدری تخلص، میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنوں در فکر سخن موزوں بود از ہمین برادر خود فیض ایں فن می ربود دسر راہ از دست کافرے بے گناہ آہ کشتہ شد[1] - ایں بیت ازو نوشتہ ۔ بیت :۔

آنکھ اپنی یہ کس کے دردنداں پہ پڑی ہے | جو اشک مسلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے ۔ گب

---

[1] درعین شباب از دست کافرے بے گناہ کشتہ شد ۔ گلشن بے خار

صنعت۔ کریم الدین

صنعت تخلص، کریم الدین مرادآبادی است۔ پیشہ ورے است بحلیہ گری مشہور و بہ فن زرگری معروف استاد مسلم و بشاعری اعلم است۔ ازوست۔ شعر:۔

یہ مانا کہ ہیں آپ دلبر ولیکن ہمارا ہی دل لے کے دلدار ہیں۔ ےگ ب

صاحب۔ سعادت یار خاں

صاحب تخلص، سعادت یار خاں خلف حافظ محمد یار خاں ابن حافظ الملک حافظ رحمت خاں بہادر علیہ الرحمتہ است۔ کہ جلائل ماثرآن والا تبار محتاج اظہار و تذکار نیست از دودمان فخیم و خاندان عظیم مہر سپہر مجد و علی سالک مناہج زہد و تقوی مظہر اوصاف پسندیدہ و مصدر اخلاق حمیدہ علوم دانا و فنون را توانا والا ہمم خداوند کرم در شہر بریلی نشو و نما یافتہ رنگینانہ می ماند و بقناعت و استغنائی گزراند گاہ گاہ طبع موزوں او متوجہ بنظم می شدہ است۔ از نتائج طبع عالی اوست۔ شعر:۔

گر کہیے کہ بیٹھو اور بہت مغرور ورے ہو
تو رک کے یہ کہتا ہے کہ چل دور پرے ہو
صاحب تو نیا زخم بھی سہہ رکھا ہے تو لیکن
پہلا ترے سینے کا یہ ناسور بھرے تو

خیابان ضاد معجمہ

ضمیر۔ شیخ مداری

ضمیر تخلص، شیخ مداری نام اکبرآبادی وطن از ذلہ ربایان محفل ولی محمد نظیر است کہ شعرش دل پذیر۔ ازوست۔ شعر:۔

وہ ابھی ہے نوگل آرزو، وہ ہنوز تازہ بہار ہے
نہ کچھ آئینے سے اسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے — گ ب

ضمیر۔ گنگا داس

ضمیر تخلص، گنگا داس از عوام الناس است۔ شاگرد شاہ نصیر دانندۂ ش
(۱)
رمل رمل بے بدل ازوست۔ فرد:۔

میں بتاتا ہوں ضمیر، سب کچھ تجھے بھی ہے خیال
چشم خواب آلودہ اس کی فتنۂ بیدار ہے — گ ب

ضیا۔ میر ضیاء الدین

ضیا تخلص، میر ضیاء الدین است۔ از شاہ جہاں آباد لعظیم آباد رفتہ ہمانجا طرح سکون انداختہ در فکر سخن یکتا و دریں فن بے ہمتا از پرتوے اصلاح او ضمیر شاگردانش ضیا پذیر است۔ ازوست۔ فرد:۔

صاف تھا جب تک تو ہم کو بھی جواب صاف تھا
اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا — گ ب

لیا حساب اڑا ضیا کے گھر کا جس دم بعد مرنے کے
خزانہ غم کا نکلا اور داغوں کے درم نکلے

۱؎ در رمل ہم آگاہی داشتہ۔ گلشن بے خار

ضیا۔ مرزا ضیا بخت

ضیا تخلص، مرزا ضیا بخت پور مرزا فرخندہ بخت۔ از خاندان تیموریت اوراست

فرد:۔

چھیڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن
بندھا جو اشک کا تاجیب تار رہتا ہے
گ ب

ضیا۔ ضیاء الدین

ضیا تخلص، ضیاء الدین نام۔ از شوریدگی مستی بود وے پرستیہا می نمود در خم خانۂ دوراں جام ہلاہل اجل پیمود و بگور آسودہ اوراست۔ شعر:۔

جوں چنار اس جا نہ پھولے ہیں نہ پھل لاتے ہیں ہم
جب مراد اپنی کو پہنچے ہیں تو جل جاتے ہیں ہم
گ ب

ضامن۔ غلام ضامن

ضامن تخلص، غلام ضامن نام۔ بزرگ زادہ است۔ از اولاد حضرت قدوۃ السالکین شاہ ابوالمعالی قدس سرہٗ وطن آں معارف آگاہ قصبہ انبیٹھہ است۔ زاویہ گزیں و سجادہ نشین است۔ جلدے مثنوی در شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خوبے نوشتہ است حق آں آنست کہ سبقت برافران خود بردہ است۔ اگرچہ ملاقات ندارم نا مشتاق آں عاشق روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام از دست۔ ابیات:۔

رساں یارب بہر شام و بہر گاہ | صلوٰۃ خویش بر روح شہنشاہ
محمد مطلع نور الٰہی | محمد مخزن راز خدائی
وجودش مظہر شان الٰہی | بکوشش بہ زصد شاہی گدائی

زرویش نور ز روئے حور و غلماں — ز دانش افتخار خلد رضواں
ز تقید آب و گل بیگانہ گردید — بچشم صدق نرگس چشم او دید

خیابان طائے مہملہ

طالب ۔ مہتاب رائے

طالب تخلص، مہتاب رائے کشمیری منشائے اولکھنو از چہل سال بمشق سخن جوہر کمال بردہ و از طبع رسا لبا خدمت شعرائے نامدار باریافتہ وآخر ہا بفیض صحبت شاہ نصیر کلامش رونق پذیر است ۔ بکہن مشقی با نوطرز مرصع در ریختہ از کلک و زبان او ریختہ در نثر و حساب بزمرہ اولی الالباب مایہ عالی دارد وطبعش از مضامین پرکن خالی صاحب دیوان است ۔ لیکن بنظر احقر نرسیدہ ناچار بیتے یادگار ثبت گردیدہ۔

بیت :۔

ہے عشق کا کھنچا مری لوح جبیں پہ خط
کھینچوں نہ کیوں کہ یک قلم اب کفر و دیں پہ خط

طالب ۔ طالب حسین

طالب تخلص۔ طالب حسین فرزند عسکری المتخلص بنالاں اصلاح شعرش از قلم انشاء اللہ خاں است ۔ ایں بیت ازاں است ۔ فرد :۔

دشت میں آہ شرر بار جو طالب نے بھری
ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ — گ ب

طرب ۔ جھبو لعل

طرب تخلص، جھبو لعل نام، کایتھہ لکھنوی از تلامذہ نوازش حسین نوازش

است۔ درمرثیہ دلگیر تخلص دارد و بفرط اعتقاد زین پیش از کیش آبائے خویش درگذشتہ بشرف اسلام بجذبہ شوق تمام مشرف گشتہ۔ مشرف این ابیات او نوشتہ شعر:۔

مصطر اس کے نہانے سے بس کہ آب ہوا   حباب بحر ہر ایک شیشۂ گلاب ہوا   گ ب

گئے جہاں سے گزر ہم جو نہ وعدے پر وہ بت آیا   "
بہانا اس کا گویا موت کا اپنا بہانا تھا

طپاں ۔ مرزا محمد علی بیگ

طپاں تخلص، مرزا محمد علی بیگ نام از مرزایان قصبہ اسیون است۔ نسبت تلمذ بمصحفی ہمدانی دارد۔ مرد ذکی بود معنی شناس و متین فصاحت اساس در نظم و نثر ہندی و فارسی ثانی خود نداشتے و بہر زمین تخم مضامین اعلیٰ کاشتنے اکثر اوقات عزیز خود را در بنارس گزرانیدہ آخر کار کالبد عنصری خود را بزمین الہ آباد سپردہ رحمتہ اللہ علیہ با نیازمند ملاقاتہا بودہ اناں والا منش است۔ فرد:۔

تن کو بھی اے روح لے جا جانب ملک عدم
چھوڑنا اچھا نہیں ہے راہ میں اسباب کا

عذر دارم کہ سزاوار نیوشیدن نیست
کردہ ام جرم کہ مستوجب بخشیدن نیست
لب ملت را سر و کارے بطپیدن نبود
مست صہبائے ترا کار بہ لغزیدن نیست

اے طپان ہر بدہ با آبلہ پا داریم
ورنہ مارا ہوس بادیہ گردیدن نیست

بطرز اہل ایراں گر غزل گفتیم جا دارد
طپاں تا نیم مرزا فارسی باشد زبان ما

طوباس

طوباس تخلص، نبیرۂ الیت[1] کہ اشعار سادہ و پرکار از افکار بیرون
دادہ شاگرد شاہ نصیر است۔ بیتے از تحریر پذیرہ گردیدہ۔ فرد:۔

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اس قدر
روتے ہیں ہم کھڑے سر بازار زار زار گ ب

طالب۔ مولوی شیرانی

طالب تخلص، مولوی شیرانی نام، رام پوری است۔ عالم بے نظیر و فاضل دلپذیر
کہ چشم از کثرت بستہ متوجہ بوحدت گشتہ۔ آزاد منش و عاشق روش است۔
حافظ مصحف مہوشان است۔ و قاری ثنائے گل رخان۔ گویند حصول علم درسیہ
و حفظ قرآن و یاد فرقان از برکت صحبت مولانا حسن لکھنوی است۔ رحمۃ اللہ علیہ
بطرز فارسی بر روش ہندی غزلہائے عاشقانہ می گوید از وست۔ بیت:۔

آؤ اک طرز نیا عشق میں ایجاد کریں
تم ہمیں یاد کرو، ہم نہ تمہیں یاد کریں

---

[1] فرنگی زادہ الیت۔ گلشن بے خار

صہبائی طالب کی جو مجنوں کو پریشاں حالی
دشت میں دیکھ کہا آیئے صہبائی صاحب

خیابانِ ظائے معجمہ

ظاہر۔ میر محمدی دہلوی

ظاہر تخلص، میر محمدی دہلوی است۔ مگر از آں جا بہ اکبر آباد نقل کردہ دخل کلی بشعر و سخن دارد دریں فن بے مثل۔ او راست۔ فرد:۔

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو
چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو   گ ب

ظفر۔ مرزا ابوظفر

ظفر تخلص، خاقان بن خاقان، د سلطان بن سلطان حضرت ظل سبحان سریر آرائے ہندوستان مرزا ابوظفر بہادر ادام اللہ سلطنتہ و فیضانہ و افاض اللہ علی العالمین برہ و احسانہ ذات بابرکات حضرت بندگان والا بصفات حمیدہ و بہ نعوت پسندیدہ و محامد برگزیدہ حضرت اعلیٰ معروف۔ از خوان احسان مہین بندگانش وظیفہ خوار شیخ ابراہیم ذوق است۔ کہ نتیجہ طبع آں حضرت باصلاح قلم او رونق افزائے روزگار۔ پروردگار وجود عاطفت بندگان عالی را بر مفارق عالمیان ظل گستر باقتدار و العزم و اراد و ایں اوراق چندرا بنظر انور ظل سبحانی رسا باد۔ بحکم کلام الملوک ملوک الکلام از لطائف حضرت می نگارد تا ایں نامہ رونق پذیرد۔

اب بھی وہ آنکھ تری آئینہ رو ہے کہ نہیں
اگلے طوروں پہ خدا جانیئے تو ہے کہ نہیں   گ ب

بمنہ

دل دے کے اس کو ایسی اذیت ہوئی ہمیں
اب دل کبھی نہ دیں گے نصیحت ہوئی ہمیں　　گ ب

بکرہ

پی لاکھ بار صہبا، کی لاکھ بار توبہ
اب کرچکا ہوں توبہ، توبہ ہزار توبہ　　〃

بعنرہ

تین دن وعدے پہ غیر دل کے پھرایا ہے مجھے[1]
جب ہوا چاند تو غرہ ہی بتایا ہے مجھے　　〃

بجودہ

جنوں میں کیا ترے پیوند پیرہن کو لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے　　〃

ظہور - ظہور اللہ بیگ

ظہور تخلص، حافظ ظہور اللہ بیگ کہ از خاک نوران است. فا ماشزادو جائے ولادتش شاہ جہان آباد. بحفظ کلام و منقبت خیر الانام ایام می گزراند از وست. شعر:

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے
گم نامہ حال دل گمنام نہ ہووے　　گ ب

---

[1] تیس دن وعدے پہ عزت کے پھراتا ہے مجھے. گلشن بے خار

خیابانِ عینِ مہملہ

عزیز۔ مہاراج سنگھ

عزیز تخلص، مہاراج سنگھ نام، مرد لئیق است و نستعلیق خوب می نگارد و اشعار با اسلوب دارد و درمیان دوآب معروف است از وست۔ شعر:

آ مرے پاس کہیں محفل اغیار کو چھوڑ!
شمع ساں تو ہوس گرمئ بازار کو چھوڑ

لڑکوں سے گیا قیس نکل آج ہی لڑکر
لا حلقۂ زنجیر کہیں پانوں تو پڑ کر

عالی

عالی تخلص، از دودمان امیر تیمور مشہور است۔ و ذوق شاعری او از مشورہ شیخ ابراہیم ذوق است۔ از وست۔ شعر:

صریح اس کو اگر حال دل جتا نہ سکے
تو کیا غزل میں بھی پڑھ پڑھ کے ہم سنا سکے گ ب
پیوں تو دل کی نہ بجھے آگ آہ اس پر سے
ذرا سا دار کے پانی بھی یار لا نہ سکے ر

عالی جاہ

عالی جاہ تخلص، فرزند ارجمند نواب نظام الملک والئ دکن کہ علوئے جاہش اظہر من الشمس و ازہر من الامس است۔ ازاں مصدر فیوض است۔ شعر:

رات دن اشکوں سے آنکھوں میں تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے   گ ب

عارف۔ محمد عارف

عارف تخلص، محمد عارف نام، اصلش از کشمیر، مولدش بلدہ جہاں آباد دہلی برفوسازی معروف و بفکر سخن مالوف بود۔ ازوست۔ شعر:

اس ابر میں بے ساقی دے جی پہ بنی ہے
ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے   گ ب

عارف۔ میر عارف علی

عارف تخلص، میر عارف علی از سادات امروہہ چندے بمراد آباد نقش مرادش درست بود۔ و در عروض و قافیہ چست بجست۔ بہرہ سخن از مصحفی حاصل کردہ حالا طبعش بہ پند و عظ در اوقات بعض مائل۔ شعر:

ہاتھوں کو چاک جیب تلک دسترس نہیں
میں کس کے بس میں ہوں کہ مرا کچھ بھی بس نہیں   گ ب

عاجز۔ زور آور سنگھ

عاجز تخلص، زور آور سنگھ نام، قوم کھتری از نبائیر آنند رام مخلص تخلص نوشش در شعر از تلمیذ شیخ نصیر الدین عزت است۔ ازدست۔ شعر:

شب مہتاب کس کم بخت کو صحرا میں بھاتی ہے
کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے   ع ب

عاصی۔ منشی امداد حسین

عاصی تخلص، منشی امداد حسین بین الخصوص و العوام نام و مقام او بتحقیق شائع نیست۔ ازیں جہت از ارقام بار ماندہ[1] از دست۔ شعر:۔

میں کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤں

رہا تھا ایک دل سو جل گیا کب خاک دکھلاؤں   گ ب

عاشق۔ بخشی بھولا ناتھ

عاشق تخلص، بخشی بھولا ناتھ نام۔ قوم پنڈت۔ فرزند رشید راجہ گوپی ناتھ بسرکار مجد الدولہ بعہدہ دیوانی سرفراز بودہ بشعر و سخن بر ہمہ ممتاز۔ ازاست۔ فرد:۔

تنہا نادان سراسر نظر آیا ہم کو

جائیے دشت میں کیوں کو جپر دلدار کو چھوڑ   گ ب

عاشق۔ رام سنگھ

عاشق تخلص، رام سنگھ کھتری زیور سخنش باصلاح غلام حسین تجلی متجلی بودہ آخر شاہ نصیر را باستادی گزیدہ از دست۔ فرد:۔

حیرت زدہ میں دیکھتا ہوں اس کو بزم میں

تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف   گ ب

عاشق۔ مہدی علی خاں

عاشق تخلص، مہدی علی خاں از خاندان مرحوم نواب علی مردان خاں موصوف

---

[1] بجز اسم از رسمش ہیچ آگہی نیست۔ گلشن بے خار

اخلاق و بہ خصائل حمیدہ و لغوت پسندیدہ و طاق برجستہ و دری بپایہ برتری مشہور خان حملہ حیدری بہ انشا رگری خود یادگار گزاشت[1] ایں بیت از نتیجہ طبع او نگاشتہ شد۔

ابر آتا ہے آفتاب چھپا ساقیا مت شراب ناب چھپا گ ب

عاشق ۔ نبی بخش

عاشق تخلص نبی بخش نام۔ فرزند شیخ محمد صالح اکبرآبادی است۔ شاگرد بے نظیر نظیر است او راست ۔ فرد:۔

اب یاد کئے سے چبھتے ہیں سو خار ندامت سینے میں
اس گل کو جو وقت رخصت ہم چھاتی سے لگانا بھول گئے گ ب

عاشقی ۔ آغا حسین قلی خاں

عاشقی تخلص، آغا حسین قلی خاں نام، خلف آغا علی خاں، از مغول عظیم آباد است نژادش از خراسان۔ بہرہ اندوز عشرت و کامرانی و بانی مبانی مضامین و معانی بودہ پیشتر بیشتر در سرکار فیض آثار صاحبان جلیل الشان ذوالاقتدار بود و فکر سخن می نمود صاحب تذکرہ سیر عشق است۔ از وست فرد:۔

جس سے کہ میں پوچھوں مزا عشق کا کیا ہے
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا گ ب

---

[1] خویشگی نے شیفتہ کے بیان کو مختصر کر دیا ہے اور بعض اطلاعات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بقول شیفتہ "تا عرض دہ سال متصل صحبت مشاعرہ تاریخ آدینہ بہ کاشانہ ایشاں انعقادی یافت۔ اعظم الدولہ گوید کہ تصانیفش قریب دو صد ہزار بیت بہ نظر راقم در آمدہ مشتمل بر سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی و حملہ حیدری و دیگر مثنویات ۔ ۔ ۔ ۔ "

بدحواسی ہے یہاں تک پوچھنے کو اشک کے
چشم کو میں بھول کر رکھتا ہوں سر پہ آستیں گ ب

عشق، غلام علی محی الدین

عشق تخلص، غلام علی محی الدین پیش ازیں لوائے اعتلا تخلص مبتلا می افراشت و معرکہ آرائی سخن در میرٹھ کہ موطن او است می داشت۔ صاحب تصانیف است و بطبع لطیف۔ اگرچہ بعضے سرد طبعان دیوان اوراقابل عدم تماشا نوشتہ اند[1]۔ فاما حق آنست کہ بہ نسبت دیگر خوش می گوید۔ کلامش از جیرانیاں نیست ازاں عاشق مزاج است۔ شعر:

کہے ہے حسن کے وہ یوں مبتلا کے قصّے کو
کہ خواب تازہ کو بہ تازہ بہ اک فسانہ ہوا گ ب

پتھرا گئی ہیں اپنی تو آئینہ وار چشم ؍؍
قسمت میں کس کے ہے ترا دیدار دیکھنا

---

[1] صاحب نسخہ اینست بسیار است۔ اما نظر یکے از دیوانش کہ از نظر گزشتہ و ایں ابیات ازاں منتخب گشتہ شاید کہ آں ہم قابل تماشہ نباشد۔ گلشن بے خار

خوشگی نے شیفتہ کو سرد طبع ہونے کا طعنہ تو دیا ہے لیکن اپنے دعوے کے ثبوت میں عشق کے منتخب اشعار پیش کرنے کے بجائے جن سے عشق کے شاعرانہ مرتبے کا تعین آسان ہو جاتا انہوں نے شیفتہ کے منتخب کردہ چھ اشعار میں سے صرف چار شعر نقل کر دئے ہیں جس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ عشق کا دیوان ان کی نظر سے نہیں گذرا تھا لیکن یہاں شیفتہ پر اعتراض کرنے کا ایک موقعہ ہاتھ آ گیا تھا، لہٰذا اس سے فائدہ اٹھا لیا گیا۔

واں بہ سرِ فساد ہیں زندان بادہ نوش　　　اے محتسب نہ جائیو مے خانے کی طرف　گ ب

دل کا تخت ہے مرا جوں گل کا غنچہ کا چمن

یاں بہار ایک ہے چھینٹے میں خزاں ہوتی ہے　　گ ب

عشرت۔ میر غلام علی

عشرت تخلص میر غلام علی از بریلی است۔ بفصاحت زبان و بلاغت بیان گوئے از میان شاعران ربودہ و جامہ یکتائی ایں فن بزیبائی قامتش بودہ نمک ریختہ او سوزے بہر سر ریختہ[1] ایں ابیات از نتائج طبع او نظم ریختہ۔ ابیات:۔

شب وصال میں دل پر قلق ابھی سے ہے

سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے　　گ ب

میں لکھ چکا ہی نہیں راز دل کا اس کی طرف

ہوائے شوق میں اڑتا ورق ابھی سے ہے　　"

ہنوز دفن ہوا ہی نہیں ترا کشتہ

کہ زلزلہ میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے　　"

چلا نہیں وہ ارادہ ہے سیر ماہ کا ہے

یہ ناز کی کہ جبیں پر عرق ابھی سے ہے　　"

کسی نے شام کے آنے کو گو کہا عشرت[2]

جو منہ پہ آپ کے پھولی شفق ابھی سے ہے　　"

---

[1] فن شعر از مرزا سلطنت علی کردے از تلامذہ مرزا رفیع سودا است گرفتہ۔ صاحب دیوان است ملاحظہ نہ شد۔ گلشن بے خار [2] کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت۔ گلشن بے خار

اٹھی جو بو تے دل سوختہ محلّے میں — تو لوگ بولے کہ عشرت کباب جلتے ہیں

تجھ بن اب سیر چمن مجھکو بُری لگتی ہے
جنبش سبزۂ تو دل کو چھُری لگتی ہے

غیروں سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت
کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے ! — گ ب

عظیم ۔ مرزا عظیم بیگ

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نام ۔ نژادش از تورانی و مولدش شاہ جہاں آباد کہ شاعری بسیار الا طبعش نختے ہموار ۔ او راست ریبت :۔

سوزش سے مری لب پہ ہوئی منفعل آتش — شیشہ میں نہیں مے یہ ہوئی مضمحل آتش گ ب

بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو — اے چرخ سنبھلنا کہ لگی منفصل آتش"

آکر ہماری نعش پہ کیا یار کر چلے
خواب عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے — گ ب

بالیں پہ میری آکے دم نزع کل عظیم
رد کر رگا وہ کہتے یہ کیا یار کر چلے "

ٹ از تلامذہ شاہ حاتم ۔ غیر در شاعری بسیار و نختے طبع ہم ہموار داشتہ ۔
گلشن بے خار

عظمت ۔ میر عظمت اللہ خاں

عظمت تخلص میر عظمت اللہ خاں خلف عزت اللہ خاں متخلص بجذب در بریلی از مدت باطن سر بظہور کشیدہ ۔ حضور طبیعت داشت ۔ بہ کام سیاحت سرزمین بلخ و بخارا و کشمیر پیمودہ و از اہل دقع دقتار بودہ ۔ از وست ۔ فرد :۔

نام عظمت ہے، نہ شوکت نہ شکوہ　　　کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہوں گ ب

عیشی ۔ طالب علی خاں

عیشی تخلص طالب علی خاں از اہل لکھنؤ است ۔ خوش خو فصیح گو ست ۔ نکتہ داں خوش بیاں سخن سنج سینہ از مضامین و معانی ثبہ گنج ۔ بلبل بوستان سخن، عندلیب چمنستان ایں فن ۔ فکر شش شائستہ تحسین و نظمش دلآویز و دل نشین ۔ دیوان بہر دو زبان دارد ۔ اشعارش می نگارم ۔ بیت :۔

دل گرفتہ ہوں کر دل گاہ کے ہیں آزاد کیا
مجکو یکساں ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتوں کے جان تازہ ہے
آب حیواں میں بجھا تھا خنجر جلاد کیا گ ب

---

۱ در بریلی از نہاں خانہ بطون بجلوہ گاہ ظہور سر کشیدہ ۔ در آوان صبا طبیعت والد بزرگوار خود اکثر بلاد را مانند بلخ و بخارا و کشمیر و غیرآں دریافتہ ۔ اکنوں در جہاں آباد بوقع دقار تمام می گزراند ۔ گلشن بیخار

۲ بپارسی استفادہ از قتیل و در ریختہ از مصحفی نمودہ از اعزہ آں دیار بودہ ۔ صاحب دیوان بہر دو زبان است ۔ گلشن بے خار

عبرت ۔ میر ضیاء الدین

عبرت تخلص، میر ضیاء الدین پر توے از نور فیض نواب محبت خاں یافتہ و شعاع شاعری او بر ضمیر صغیر و کبیر زنانتہ ازوست ۔ بیت ۔

بے تاب نہیں شے کوئی سیماب کے مانند
پر وہ بھی نہ ہوگا دل بے تاب کے مانند　　گ ب

عزلت ۔ سید عبدالولی

عزلت تخلص، سید عبدالولی نام، صورتش از سورت است ۔ از فرزندان شاہ سعداللہ ۔ بسبب اختیار نمودن عزلت آخر تخلص بعزلت ساخت ۔ اکثر بلاد بسیاحت می پیمود ۔ جہاں گرد بود ۔ از جہاں آباد رہ نورد حیدر آباد گردید در شاعری فرد و مرد پُر درد بودہ ۔ ازوست ۔ فرد ۔

شانہ اس زلف میں پھرتے یہ بجا کہتا تھا
بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے　　گ ب

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نہ کر مجھ پہ
یہ لوٹے آئینہ میں منہ تری بلا دیکھے　　"

عزیز ۔ منشی عزیز اللہ خاں

عزیز تخلص، منشی عزیز اللہ خاں نام ۔ عزیز دل ہائے اہل دکن است ۔ آخر بہ بنارس وطن گزیدہ نظمش بہ نثر ریخت ۔ یعنی متاع جان خود را ازیں سرائے فانی بعالم جوانی انگیخت ترجمہ خوشش بزبان اردو دلکش بر گلستان سعدی را کردہ

درجوار بنارس مشہور تر از آفتاب است۔ از وست بیت:۔

ایسے بے درد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے
عشق میں جس کے کبھو چین نہ پایا ہم نے　　　گ ب

عشقؔ۔ خواجہ رکن الدین

عشقؔ تخلص خواجہ رکن الدین نام، معروف بمرزا گھیٹا بیگ رحمتہ اللہ علیہ از نخبہ زادان عظیم آباد است۔ و باوصاف درویشی موصوف روزگار بوقار گزراندے و بیاد رب العباد ماندے۔ جذبہ باطنش کار اعجازی می نمود و نسبت سلوکش کرامات نمایاں می نمود۔ بسلسلہ ابوالعلائی وحید بودہ و بطریقہ نقشبندی فرید۔ مریدانش فی زماننا زائد از ستارگان فلک اندو ہر یکے از خصائل بشری گزشتہ منعوت بصفات ملک گشتہ۔ از شعلہ ہائے جوالہ اوست۔ غزل:۔

انا نیت یہ اس کی ہم میں آئے　　　بڑی نعمت یہاں یہ ہم نے پائے
ہمارے عشق کی گرمی کو دیکھو　　　جہاں میں آگ ہے اس نے لگائی
ذرا وسعت ہمارے دل کی دیکھو　　　سمائی اس میں ہے ساری خدائی
ہمارے شعبدے کثرت تو دیکھو　　　انا وانت کی دھوم ہے مچائی
کہا ہے علم الاسمار مجھی کو　　　ہمیں سب باتیں اس نے ہیں سکھائی
نفخت و فیہ من روحی سنایا　　　عجب دولت میاں یہ ہم نے پائی

۱؎ یہاں خوشگی نے شیفتہ کے بیان پر اضافہ کیا ہے۔ شیفتہ نے صرف یہ لکھا تھا، عزیز تخلص عزیز اللہ از دکنیان است۔ خوشگی نے ذاتی معلومات کی وجہ سے تفصیل دی ہے۔

۲؎ کذا

تمہارے واسطے اے جان ہم نے ۔۔۔ کمائی جتنی تھی ساری لٹائی

ذرا ٹک دل سے اس کو غور کرنا ۔۔۔ ربوبیت بھی تجھ میں ہے سمائی

چھپانا راز کو میرے تو اے یار ۔۔۔ اسی میں ہے گی اب تیری بھلائی

ہمارے دم سے وابستہ ہے سب کچھ ۔۔۔ نہ ہوتا میں نہ ہوتی یہ خدائی

ہوں اپنی شان عبدیت پہ نازاں ۔۔۔ ہماری عبدیت ہے گی خدائی

شہ برہان دیں ہادی برحق ۔۔۔ بدولت تیرے یہ دولت ہے پائی

خطاب آتا ہے مجھکو ہر دم اے عشق ۔۔۔ مبارک ہو تجھے یہ میرزائی

چشم بیں خلق کے میں مثل حباب آتا ہوں

عین دریا ہوں حقیقت میں بہا جاتا ہوں

چشم انصاف سے اک دم ذرا مجھکو دیکھو

رنگ بے رنگی کا کس رنگ میں دکھلاتا ہوں

معنی لفظ انا الحق کو نہ پوچھو مجھ سے

ڈھونڈتا ہوں جو اسے آپ میں میں پاتا ہوں

کیف وکم میرے ہیں جوں موج حباب دریا

مجھ ہی سے اٹھتے ہیں اور میں ہی بہا جاتا ہوں

شمع کے طور جلاتا ہوں جگر آتش میں

سخن عشق زباں اپنے پہ جب لاتا ہوں

عشق تا فرش سیر کر دیکھا ۔۔۔ جلوہ گر تو ہوا جدھر دیکھا

قشریوں کی نظر پہ حیراں ہوں ۔۔۔ دوسرا ہے کہاں کدھر دیکھا

تیرے نام پہ تڑپتا ہے   اس طرح کا کہیں جگر دیکھا   گ ب

ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا   گ ب
نہ دیکھا سو دیکھا، جو دیکھا نہ دیکھا
وہ آیا نظر بارہا، پر کسی نے
یہ حسرت ہے اس کا سراپا نہ دیکھا
تری چین ابرو مرا غنچۂ دل
یہ عقدہ ہے وہ جس کو کھلتا نہ دیکھا

کیا کیا جفائیں ظالم ہم نے تری سہی ہیں
لیکن شکایتوں سے لب آشنا نہیں ہیں   گ ب

عشق میر عزت اللہ خاں

عشق تخلص، میر عزت اللہ خاں حکیم فرزند فرخ قدرت اللہ خاں قاسم دہلوی است۔ در شعر شعور موفور دارد از حکیم ثناء اللہ خاں فراق اتفاق کسب سخن اوفتادہ واز والد ماجد خود مائدہ فائدہ بقاعدہ ایں فن ربودہ۔ در طب طبیبے آزمودہ بودہ۔ زکی موزون سخن است و در نکتہ سنجان یک فن است از نتیجہ فکرت او این است۔ بیت:-

سبز خط کی دل سے الفت ہم اٹھا سکتے نہیں
جو خدا نے لکھ دیا اس کو مٹا سکتے نہیں   گ ب

تم عنبر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہیں صاحب ہمیں کیوں یاد کروگے

عشق۔ منولال

عشق تخلص، منولال نام از قوم کا یتھہ باشندہ امروہہ طبعش در سخن سنجی مستقیم واخلاقش عمیم۔ مردے جوان پیر عقل است اشعار قابل سماعت اجل است۔ مستفید از صحبت رند است۔ بکلام خوش می گوید و نہال سخن موزون از زمین دلش خوشنما می روید بالفعل بعہدہ پٹوارنویسی کلکٹری بجنور مامور است۔ دبا حسلش اوقات خود را بطوریکہ می شود گزرانده بحضرت باری بصد عجز و زاری متشکور از دست۔ فرد

جب سے پی ہے عشق کی میں نے شراب
ہوگیا جل بھن کے دل میرا کباب

عیاش۔ سید یعقوب

عیاش تخلص، سید یعقوب نام لکھنوی نژاد است۔ اشعار خوب گفتے ومراثی با اسلوب چوں در سنتے بادر نخوردہ ام فاما السماعت شورش خطے وافر بردہ۔ ازاں است۔ شعر:۔

خنجر بیداد کو سنگ فساں پر تیز کر
دفن قتل اتنا ترحم مجھ پہ اے خوں ریز کر — گ ب

پیر مے خانہ کبھی کہتا ہے یہ ہر ایک رند کو
صحبت زاہد سے جتنا ہوسکے پرہیز کر ، ،

عتیق۔ وجیہہ الدین

عتیق تخلص وجیہہ الدین نام، از قاضی زادگان بجنور است۔ ہمت بر ریختہ می گمارد و فیض سخن سنجی از خدمت حضرت مولانا محمد وزیر علی بجنوری دارد و طرز استاد از کلامش می بارد۔ بیتے ازوی نگارد۔ شعر:

ہے بےخودی سے جسم مرا یار جاں سے دور
مستی میں ہو دیں بلبلیں جوں آشیاں سے دور
گل رخ غرور حسن پہ کرتے ہو تم عبث
گلشن میں گل نہیں کوئی باد خزاں سے دور

عاجز۔ کاشی ناتھ

عاجز تخلص کاشی ناتھ نام۔ اصلش از کشمیر تا ابد دہلی سکونت پذیرو مرے معمر پیر صورت جوان سیرت است۔ در پیری دم عشق بازی می زند۔ و در موسیقی دعوائے لبیس کمشلہ می کند۔ بہر کیف با خلان دمساز است۔ واز عرصہ دراز بجاکری سرکار نامدار سرفراز۔ در آیا میکہ مشاعرہ می شد مع فرزندان نامی وعزیزان سامی خود کہ یکے خود را نفتیر و دیگرے عاجز بحکم آں کہ ایں خانہ تمام آفتاب است۔ بمشاعرہ آمدہ دل دوستاں راخوش می کرد فادر قدیر جل شانہ دل او را شاد و تکیہ فرزندان او را آباد دارد او راست۔ شعر:

جس قدر ہے صنم کی بات لذیذ	ہے کہاں اس قدر نبات لذیذ
مست ہیں ہم نشے میں الفت کے	کیوں نہ ہو ہم کو مسکرات لذیذ

سیاہی خط ابرو کی ہے بسم اللہ کی صورت
قد رعنا سراسر ہے الف اللہ کی صورت

عاشق ۔ احمد یار خاں

عاشق تخلص ابراہیم زماں شبلی دوران پشت پازن دنیائے دوں کنارہ کش از دورات گردوں آزاد از تعلقات دور از تکلفات امیر فطرت درویش خصلت حافظ احمد یار خان است کہ فرزند ارجمند امیر الملک نواب محمد امیر خاں والی ٹونک رضوان اللہ علیہ است ۔ کہ بچشم بصیرت ددیدہ عبرت دنیا را بحکم جبلت اصلہ ہیچ انگاشتہ ازاں دست بر داشتہ بدامن شاہ اللہ نور صاحب پنجہ ارادت زدہ ۔ نام خود شاہ عبدالرحمن قادری کردہ در مذہب شافعی بمحبت قادریہ گوئے سبقت بر پیشانان بردہ بنیاز مند بجناب او ظاہر ملاقی نشدہ ام اما باستماع اوصاف گرامی آں عزیز با لوجود از ہر برنا و پیر خصوصاً از پیر و مرشد قبلہ اصحاب طریقت کعبہ ارباب حقیقت حضرت سیدنا شاہ عبدالعلیم صاحب دام فیضانہ نہایت مشتاق ملاقات تام ۔ قادرقدریہ میسّر آرد گویند بسیارے در فارسی دگمترک در ہندی زبان آوری می کند از دحپ رمطالع می نگارم باستعداد عالی اش ازاں پے باید برد ۔ قطعہ :۔

نگاہ لطف زمن داشت آں نگار دریغ
ہزار حیف وصد افسوس صد ہزار دریغ

بلوح دل چو نویسم کتاب خندۂ گل
زخندۂ تو کنم انتخاب خندۂ گل

گہ طپم می دہد گہ جگرم مے سوزد
عشق ہر لحظہ بطرز دگرم مے سوزد

عنایت۔ سید عنایت علی

عنایت تخلص سید عنایت علی نام۔ از سادات میین است۔ پیشہ طبابت دارد۔ صاحب طبع عالی و مملکت سخن را والی کلام فصیح می گوید و راہ بلاغت می پوید۔ نیاز مند در و ھام پور ملاقی شدہ بودم۔ غزلے کہ ازو در ہندی و فارسی شنیدہ ام جسز ثنیا ازاں برائے شگفتگی خاطر خلان می نویسم۔ غزل:۔

دُرد نوشاں را نظر بر حسن روئے دلبر است
میکشان جام معنی را خیال جوھر است

لب فروبستن نباشد دال بر بے مایگی
غنچہ لب سینہ را باطن پُراز گنج زر است

گر اماں خواہی ز رنج خلق شو عزلت گزیں
سفت کیں بنید نہ ہر گز در صدف تا گوہر است

خاکساری شیوۂ خود ساز گر خواہی علو
خاک زیر پائی بینی کہ بر جسم و سر است

اے صبا خاک من دیوانہ از کویش مبر
کیں طریقہ بوسہ پائے صنم نیکوتر است

اے چہ می پرسی نشان دلبر طناز ما
غنچہ لب شیریں سخن جادو نگہ سیمیں بر است

شعر

ہم نفس اٹھ گئے کس کس کے نئیں یاد کریں
غم کریں ننیں کا یا ماتم فرہاد کریں

نظر آجاوے اگر جلوۂ تصویر صنم
قصد تصویر نہ پھر مانی و بہزاد کریں

خیابان غین معجمہ

غالب ۔ بہادر بیگ خاں

غالب تخلص و مکرم الدولہ لقب و بہادر بیگ خاں نام ۔ خلف نیاز بیگ خاں کہ از عائد خاندان مرزا نجف بیگ خاں ذوالفقار الدولہ بہادر بودہ گویند ۔ چوں پدرش دریں مضبطۂ دنیا بادۂ اجل چشید داد کامرانی دادہ شراب و دستگامی ہا می کشید ۔ امیر عاشق مزاج بود و مشاعرہ شعرا رامی نمود اندوست ۔ شعرا ۔

رہتے ہیں آئینہ سے ہمیشہ دوچار آپ
تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ	گ ب

قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے
یاں تلک روئے کہ اس کو بھی رلایا ہم نے	"

غالب ۔ مرزا نوشہ

غالب تخلص مرزا نوشہ کہ نام سامیش اسداللہ خان است ۔ ناز پرورد دارالخلافہ شاہ جہان آباد ۔ نکتہ سنجی مزاج اوست و موزونیت کلام از جوہر طبع وہاج او شاعرے است ۔ کہ مانندش دریں خیر و زمان معدوم و عالی طبعے است ۔ کہ ندیش ناقطع دور دوراں غیر معلوم و نظیری در تغزل پیش او بعلوئے نظرش از شعرائے عامی است ۔ و عرفی در تشبیب بعرفان مضامین عالیہ و وحید الکلامی

غیر نامی در فکر سخن نام برآوردہ و دریں عرصہ گوئے سبقت از ہمسران بردہ صاحب دیوان منیف است و ایں اشعار ازاں استاد شریف است۔ بیت:۔

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا — گ ب

نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد نہیں
اے تقاضائے جفا شکوۂ بیداد نہیں[1] — "

بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہو گئے اُتنے ہی کم ہوئے — "

غضنفر، غضنفر علی

غضنفر تخلص، غضنفر علی نام لکھنوی از تلامذہ نامی و شاگردان سامی جرأت[2] است۔ در محفل سخنوران گرامی بودہ و از کلام معجز نظام ذلہ کافی ربودہ اشعارش دل فریب و کلامش تمام زیب۔ از دست۔ شعر:۔

---

[1] کذا۔ ہے تقاضائے جفا شکوۂ بے داد نہیں۔ 'اے' غالباً سہو کتابت ہے۔

[2] از شاگردان جرأت است۔ ارباب تذکرہ نوشتہ اندکہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است۔ وفقیر شعرے ندیدم کہ بنظر یاراں ایں معنی پایہ پذیرفت۔ شیفتہ کا یہ اشارہ عمدۂ منتخبہ کی جانب ہے جس میں یہ جملہ ہے۔ شاگرد قلندر بخش جرأت از جملہ شاگردانش مشارالیہ در شعر گوئی رتبہ عالی دارد۔

زیب و زینت سے مبرّا ہے مہ دہر کا حسن
سادگی پر ترے صدقے گئے زیور والے
لاکھ شرماؤ تم اب کیوں نہ مری جان دلے
اب تو مشہور ہوئے آپ غضنفر والے

لایا یوسف کا مصوّر جو دکھانے نقشہ
لگے اس نقشے سے وہ اپنا ملانے نقشہ — گ ب

غمگین ۔ میر سید علی

غمگین تخلص، میر سید علی نام۔ فرزندارجمند میر سید محمد برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است[1]۔ اشعار آبدار از طبعش می طراود۔ در گوانیار باعتبار تمکین است۔ وکلامش عشق آگین نگین شاعری آں دیار بدست اوست۔ این بیت ازوست۔ شعر:-

تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پَر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا — گ ب

غفلت ۔ احمد

غفلت تخلص، احمد اخوندزادہ افغان نژاد رام پوری است۔ کسب سخن از مولوی قدرت اللہ رام پوری نمودہ در فصاحت گوئے بلاغت از پیشینیان ربودہ ازوست۔

قطعہ:-

---

[1] خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است کہ در عہد مرہٹہ ہا اختیار نظم و نسق صوبہ جہان آباد بادے بودہ۔ گلشن بے خار

سکندر آدے زمیں ناپنے جو تا لب گور
صدا یہ کان میں پہنچے دہان تربت سے
اب آگے کیجو نہ گام درسن سے پیمائش
یہاں تو ہوگی مساحت جریب قامت سے

ے ہجوم پر تیر اپنے بدن پر لایا — قاصد آیا ہے دلے بن کے کبوتر آیا

غمی ۔ مولوی عبدالقادر

غمی تخلص، مولوی عبدالقادر نام ۔ عالم علوم عقلیہ دانف فنون نقلیہ امیر صورت ۔ درویش سیرت قناعت گزیں وارستہ آئین از مغول رام پور است ۔ سالے بعہدے صدر الصدوری مراد آباد ممتاز بود آخر چوں وارستگی مزاج بر د غلبہ کرد ترک منصب سرکاری نمودہ بالفعل سیاحت را پیشہ خود ساختہ متوکلاً علی اللہ می گزراند حالا شنیدہ ام کہ بدہلی می ماند اکثر طبعش بہ ہندی مائل ونیز بشیتر بفارسی قائل چیزے از کلام ہندیش می نگارم بشنو ۔ ابیات :۔

تیرے دیوانے کے کوئی پئے آزار ہے کیا
دیکھ تو شور سا تیرے پس دیوار ہے کیا
میں کہا قتل مجھے کر تو غموں سے چھوٹوں
بولا اس لطف و کرم کے تو سزاوار ہے کیا
قتل کروا مری آنکھوں کو جو دیکھا تو کہا
اب بھی کچھ جی میں ترے حسرت دیدار ہے کیا

(قطعہ)

میں نے پوچھا کہ ان ایام میں ملتا ہے کم
کچھ خفا مجھ سے تو اب ان دنوں اے یار ہے کیا
بولا رنجش تو وہاں ہو کہ جہاں ہو کچھ ربط
میری اور تیری بھلا دوستی اور پیار ہے کیا

میں خراباتی و بے باک ہوں اور لوگ مجھے
پارسا سمجھے ہیں اللہ تری ستاری

خیابانِ فا

فارغ۔ میر احمد خاں

فارغ تخلص، میر احمد خاں نام۔ پسر کلاں اعظم الدولہ سرور است۔ مرد ذی شعور بودہ حضور طبیعت داشت۔ دو بیت از کلامش نگاشت۔ شعر:

خط لے کے نہ اس سے جو مرے نامہ بر آئے   گ پ
یاں شرم سے آتے نہیں اور اپنے گھر آئے

کیا چین سے جا قبر میں آرام کروں گا
دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے   ر

فدا۔ فدا شاہ

فدا تخلص، فدا شاہ کہ اسمش سید محمد علی است۔ موطنش قصبہ لوہاری از متعلقات سہارنپور است۔ در زمرہ سپاہ سال و ماہ بسری برد۔ نوبتے عشق

آتشیں روئے شرر بہ پیرہنش ریخت کہ دل از نیود این و آں انگیخت۔ نقش درویشی انداخت و عزم سیر و سفر ساخت و در محیط عشق غزلی لجۂ حیرت گردید۔ بیتے ازو بہ ثبت رسید۔ بیت:۔

اس سے ہیں اور مجھ سے وہ باہم رہا
ایک مدت تک یہی عالم رہا گ ب

فدا۔ ٹیکارام

فدا تخلص، ٹیکارام نام۔ بزرگانش از دہلی رو بہ لکھنؤ آوردہ طبع موزوں دارد واکنوں بہ مظفر نگری گزارد و در پارسی نسبت شاگردی بہ بہادانہ می گوید ازو بیت دو می نگارد:۔

دشنام ہیں رکھتے ہو اثر قسم سے زیادہ
عیسی میں کرامات تھی کب تم سے زیادہ

گر صد نزاکت پہ ستہ حسن نہ جا دے
کچھ خوب وہ سمجھا تری تعظیم بجا دے

سلہ شیفتہ نے ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ بقول شیفتہ، "فدا تخلص معروف بہ فدا شاہ آتش سید محمد علی از سکنائے لوہاری من متعلقات سہارنپور۔ پیشتر معاش بہ پیشہ سپاہگری میکرد د آخر خوف معاد غالب آمدہ دنیا را بہ اہل دنیا گزاشتہ مجردانہ بسیر و سفری گزرانید۔ عزیزے حکایت کند کہ بہ ہمیں تقریب روبایں مصر ہم کردہ۔ مردے بود خوش اختلاط، بلکہ شیخ از فدائیان فن شعر ابیات خشک و تراز طبعش می تراوید۔ احباب بظرافت زیادہ از اندازہ می ستودندش۔ عاقبت مائل بہ ہزل گشت۔ رفتنش را ازیں دیار یازدہم سال است پیمان مکرر آمدن زدہ بود چوں وفا نشد بگمان است قضا نامش از لوح ہستی زدہ باشد۔"

فدا، لچھمی رام

فدا تخلص، لچھمی رام دہلوی مدتے بہ بنارس و بریلی گزراندہ۔ طبعش بر ریختہ مائل بود و بہرہ سخن سنجی از سودا حاصل۔ از وست۔ شعر:

گزشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے
نہ ہوں شریفتہ کیوں کر کہ آن باقی ہے — گ ب

فدوی۔

فدوی تخلص، متحد بالا اسم است۔ پسر غلہ فروشے از زمین لاہور بودہ از ظلمت کفر بر آمدہ ردائے نور اسلام بر دوش افگندہ۔ بجوش محبت محبوبان ہم آغوش چوں مدہوش بارقیباں طرح جنگ انداختہ و سنگ بر سینہ نہادہ بے درنگ زخم ہا زدہ و بہرہ داشتہ آخر ہا در رکاب نواب ضابطہ خاں کامیاب بودہ گوہر اشعار از صدف دہانش بہ ریختہ و در دہلی با سودا طرف شدہ در آویخت چنانچہ مرزا رفیع کہ توتیح رنیع ملک الشعرائی بنام نامی خود داشت۔ اہاجی رکیک بتحریک بعض بنام آں ناکام گفتہ مشہور است۔[1] از وست۔ شعر:

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے
سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ اُدھر کے — گ ب

۱۔ دریں معمورہ آمدہ با سودا طرف شدہ۔ سودا برائے او اہاجی رکیکہ گفتہ کہ مشہور است گلشن بے خار۔ خویشگی اور شیفتہ کے بیانات صحیح نہیں ہیں۔ فدوی اور سودا کا مقابلہ و مجادلہ فرخ آباد میں ہوا تھا۔ سودا کے سوانح نگار شیخ چاند کے بقول (فدوی) "مانڈے سے فرخ آباد سودا کے ساتھ مقابلہ و مجادلہ کرنے کے لئے آیا تھا"۔ سودا از شیخ چاند ص ۲۵۹ طبع اول

بعد مرنے کے بھٹکتا ہوں تہہ خاک ہنوز
ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

یہ سرد نہیں باغ میں ہے آہ کسی کی
نرگس نہیں تکتا ہے چمن راہ کسی کی

فدوی۔ مرزا محمد علی

فدوی تخلص، مرزا محمد علی نام بمشہور بمرزا بجّو کہ وقائع نگار حضور احمد شاہ بہ دہلی بودہ وباستصلاح شاہ گھسیٹا عشق رحمۃ اللہ علیہ سخن خود درست نمود سوز عشق درسر وحسن خوباں مد نظر داشت۔ ازاں عزیز است۔ شعر:۔

گلہ آپس میں ایسا ہی کبھو تھا تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا کب

تجھ سے ہوتے ہیں دردمند جدا گو کہے کوئی بند بند جدا ؍؍

فرحت۔ امیر علی

فرحت تخلص، امیر علی دہلوی است۔ کہ از فیض گیران صحبت حکیم میر عزت اللہ خاں عشق بودہ از وطن تن بسفر لکھنو دادہ۔ ازدست۔ قطعہ:۔

۱؎ بہ وقائع نگاری در حضور احمد شاہ مامور بود۔ آخر الامر بہ عظیم آباد سکونت و استصلاح از شاہ گھسیٹا عشق نمود۔ شور عشق در سر داشت عاقبت خود را بہ دامن یکے از صاحب دلاں آویخت (گلشن بےخار)۔ خویشگی نے شیفتہ کے آخری فقرے کو نظر انداز کر دیا ہے۔

ملا جس کو تلووں سے نرگس سمجھ کر ـــــ سُنا ہم نے وہ چشم نرگسی کسی کی ـــ گ ب
نہ پہنچا دل اپنا نہ پہنچا یہ فرحت ـــــ لگی کیا ہی کا فر نظر سحی کسی کی

فراقؔ حکیم ثنا ءاللہ خاں

فراقؔ تخلص حکیم ثناء اللہ خاں دہلوی است۔ از سخنوران نامی وزباں آوراں گرامی بودہ در ریختہ گوئی فرد بود از خواجہ میر دردؔ رحمتہ اللہ علیہ کسب سخن نمود گویند مردے صاحب درد بودہ اوصاف گرامی بالیش بر اصف قافیہ تنگ نمودہ غفر اللہ از دست شعر:۔

آنا یہ ہچکیوں کا مجھے بے سبب نہیں
بھولے سے اس نے یاد کیا ہو عجب نہیں ـــ گ ب

آنکھ اس شوخ ستمگر سے لڑا بیٹھے ہیں
بس چلے یا نہ چلے جی تو جلا بیٹھے ہیں ـــ ،،

فصیحؔ مرزا جعفر علی

فصیحؔ تخلص، مرزا جعفر علی لکھنوی است۔ از شعرائے راسخ است۔ ومشاور با ناسخؔ اوراست۔ فرد:۔

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال
بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ھوا ـــ گ ب

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
تم میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو ـــ ،،

فغاں۔ اشرف علی خاں

فغاںؔ تخلص، اشرف علی خان نام۔ کوکہ احمد شاہ بادشاہ بود۔ سرفراز بخطاب کوکلتاش خان تلمیذ علی قلی خان قدیم است[١] از دہلی بعظیم آباد طرح اقامت انداختہ دیر است کہ ازیں خاکدان بہ بہشت نقل کردہ از آہ و فغان اوست۔ شعر:-

عشاق تیری گرمیٔ بازار کر گئے ۔۔۔ اس جنس کو گراں یہ خریدار کر گئے ب

تحمل آتش غم میں دل بے تاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے "

نہ کھولئے ترے بند قبا کو کیا کیجے
دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو وا کیجے "

تیرے ہی دل سے پوچھیے اس غم کو ہاں فغاں
الفت بری بلا ہے کسی کو خدا نہ دے "

فقیر۔ میر شمس الدین

فقیرؔ تخلص، میر شمس الدین نام۔ مولدش خاک پاک دہلی است از شیوخ عباسی بودہ در دری پایۂ برتری داشتے گویند کہ بعد کسب سعادت زیارت حرمین شریفین بہ ہنگام بازگشت رد خود بطوافش داد ارحمۃ اللہ

---

[١] کذا، ندیم گلشن بے خار

علیہ اوراست[۱]۔ فرد

خال اس کی بیاضِ گردن کا نقطۂ انتخاب ہے گویا گ ب

ہے غرض دید سے یاں کام تکلف سے نہیں
خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے ؍؍

کم ہے آواز تر ے کوچے کے باشندوں کی
نالہ کرنے سے گلے ان کے مگر بیٹھ گئے ؍؍

نگار۔ سید حسین

نگار تخلص، سید حسین نبیرہ میر نقیر اللہ فقیر است۔ مرد لیست طرحدار بکمال باطن صاحب انوار وطنش خطہ پاک شاہجہاں آباد است۔ ہنرمند آں را طالب و استادش اسد اللہ خان غالب است[۲]۔ فرد۔

کرتا ہے غنچہ تیرے دہاں کی برابری گ ب
شاید یہ اپنی بھول گیا ہے دہن کی بو

۱۔ خوشگی نے یہاں بھی شیفتہ کی اطلاعات سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ بقول شیفتہ "میر شمس الدین دہلوی از بنی عباس است در دری زبان رتبہ گاہے معقول دارد و لاسیما در عروض و قافیہ بے نظیر و تتبع خویش است۔ رسالہ جات تصنیف کردہ و بے بدیں مدعا گواہ در ۱۲۰۰ بعد کسب زیارت حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیما بہنگام بازگشت زورق حیاتش طوفانی شد گاہے ریختہ ہم گفتے۔

۲۔ نگار کے حالات مالک رام نے "تلامذہ غالب" میں مختصر طور پر لکھے ہیں ان کے بقول سخن شعرا میں نگار مومن کے شاگرد بیان کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ دونوں سے استفادہ کیا ہو۔ (تلامذہ غالب ص ۲۴۶)

دیکھ آئینہ کو اس لئے اس نے کیا ٹکڑے
یعنی مجھے کس واسطے محبوب سا نظر آیا   گ ب

فیض۔ پنڈت کرپاکشن

فیض تخلص، پنڈت کرپاکشن نام۔ کشمیری نژاد است۔ فاما دلنش خطر دل کشا فرخ آباد است[1]۔ زبان دان فصیح بیان در فارسی یگانہ و بریختہ ہندی مستشنائے زمانہ۔ از دست۔ شعر۔

ترے داغوں سے گلدستہ ہے سرتا پا بدن میرا
لحد میں کھول کر دیکھے اگر کوئی کفن میرا   گ ب

لوٹتے خون میں نہ خاک سے بسمل آ کر
دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آ کر   ،،

فارغ۔ فارغ شاہ

فارغ تخلص، حضرت پیر طریقت و مرشد حقیقت امام المحققین قدوة المدققین مرکز دائرہ ولایت۔ نقطہ محیط کرامت ینبوع الفیضان منبع الاحسان یکتائے میدان توحید موحد ثانی تفرید عامل عزمن منع تارک بحکم دل من طمع شبلی زمانی صوفی لاثانی حضرت فارغ شاہ است۔ قدس سرہ اصلش از حسن پور ضلع مراد آباد آنکہ بعضے نا آشنایان از بریلی نوشتہ۔ رہ خطا

---

[1] شیفتہ نے انہیں موزونان لکھنؤ میں شمار کیا ہے۔

پیموده پے بہ تحقیق نبرده تزادش کا ایتھ بوده است۔ بعنفوان جوانی باخواجہ عارفین وسرور محققین سرتاج اولیا مقبول بارگاہ کبریا جناب فیض مآب شمع دین مرزا رستم بیگ صاحب رضی اللہ عنہ برخورده ترک رسوم شرک کرده مستغرق بہ دریاے توحید شده۔ در بریلی چلہ ہا کشیده آخر کار بعد وفات شریف حضرت مرزا صاحب قدس سرہ بر مزار آں حضرت تا دوازده سال در لکھنو بحالت جذب معتکف بوده زاں بعد منشی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ کہ برادر خالہ زاد فارغ از وہم و گمان بوده باصرار تمام و بفہمائش تام بوطن خود یعنی درخورجہ آورده تجدید نکاح کنانید۔ از آں زمان آنحضرت علیہ الغفران درخورجہ متوکل خوش گذران وزاویہ گزیں بوده ایں ژولیده بیان بارہا فیضیاب شده است و اجازت طریقت حاصل کرده چوں بہ نگینہ درسن یک ہزار و دو صد و پنجاه و شش ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود از خطوط مولانا سراج احمد کہ فرزند ارجمند آنحضرت است دریافتہ کہ بتاریخ ہشتم محرم من صدر جان پاکش قدم درعلیین نہاده یعنی اولاً پانزده پاس بلا فصل روح آنحضرت مشغول بذکر اللہ ماند۔ من بعد نبض از دست رفتہ و نزع شروع گردید پنج بار دیگر ذکر الٰہی بر زبان آورده آنگاه جان بجاناں سپرده و روح پاکش بحبیب محبوب حقیقی جاگزیں شد۔ وقت موت بر آنحضرت باران رحمت الٰہی آں چناں بارید کہ جسم مبارکش نافہ مشک شده و طیب او تمام خانہ را بلکہ ہنگام بردن جنازه اش ہر کوئے و برزن را گرفت۔ آخر جسم مبارکش را مدفون باغ خودش فرمودند طاب اللہ ثراه وجعل الجنۃ مثواه۔ داعی آثم را مولانا محمد روح کہ صاحب زاده محی السنت جامع شریعت وقامع بدعت است دراں نامہ غنترلے

ملہ یہ خطاب یہ چلنے والے 'دانا آشنایان' سے شیفتہ مراد ہیں جنہوں نے لکھا ہے "اصلش از بریلی است"

نیز یہ اول غزل دیوان پدر بزرگوار خود بہ ہندی گفتہ فرستادہ بود کہ آنرا برائے یادگار فلاں واز بہر آرائش ایں ژولیدہ بیان می نگارم۔ اینست۔ غزل:۔

چمکا نقاب حسن سے خورشید نور کا | دکھلا دیا حجاب سے جلوہ ظہور کا
بحر فلک حباب ہے موج قدیم سے | نے دود ہے یہ آتش دریائے شور کا
اس دلربا کی عکس کی بجلی کے روبرو | کس منہ سے میں بیان کروں صفحہ طور کا
برپا ہوئی ہیں ہجر میں سو سو قیامتیں | صبح وصال ہے مجھے روز نشور کا
کیا جانتا ہے تو مرے طوفان اشک کو | گوہر ہے چار موجہ حزن و سرور کا
فارغ رہا زمان و مکاں سے وہ ذات پاک | اس پاس ذکر ہی نہیں نزدیک و دور کا

آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان و مثنوی بود چناں کہ دو مثنوی و یک دیوان کہ از نبقات آں حضرت آوردہ بودم ہمراہ خود اکثر پیش چشم دارم و بہ ہنگام حسب حال خود ایں غزل را برزبان می آرم۔ غزل:۔

بس کہ دل میں ہے ترے تشریف فرمانے کی دھوم
ملک میں پڑ جاوے جیسے شاہ کے آنے کی دھوم
دیکھ کر اس کی تجلی جوش کرتا ہے جنوں
شمع کی جوں روشنی میں ہووے پروانے کی دھوم
جام بھر بھر دے ہے ساقی آج مستوں کے تئیں
ہو رہی ہے مے کدہ میں دیکھ پیمانے کی دھوم
مست شیشہ مست ساقی مست محفل مست جام
کیوں نہ جاویں ہوش فارغ دیکھ مے خانے کی دھوم

مطلع چند از آں حضرت می نگارم۔ مطلع

ارے زاہد ہمارا دل تو اِلّا اللہ جانے ہے
نہ بت خانہ کو جانے اور نہ بیت اللہ جانے ہے

(دیگر)

دیوار و در پہ جلوۂ ذات ایک ہے
شان و صفت کئی ہیں ولے ذات ایک ہے

دلا اس بے نشاں کا کیا نشاں ہے
ہر اک شے میں عیاں ہے پر نہاں ہے

رہ گیا بس کہ فقط حسرت دارمان مجھ کو
چین دیتے نہیں نس پر بھی دل و جان مجھ کو

ہم نظر کرتے ہیں اے چشم سوئے یار کہ تو
دیکھیں اب ہم ہیں یہاں طالب دیدار کہ تو

چشم ہے بادۂ یکرنگ میں سرشار کہ بس
نظر آتا نہیں جز صورت دیدار کہ بس

(مسدس)

تتیل عشق اٹھوایا تو ہوتا
ترحم اس پہ فرمایا تو ہوتا
پڑا ہے خاک و خوں میں بے سر و پا
تن بے جاں کو کفنایا تو ہوتا
ہوا سرغرق ہے شمشیر کا گھاٹ
لہو کا رنگ دھلوایا تو ہوتا
ہوا ہے ختم اس پر حسن عالم
ذرا یوسف کو سمجھایا تو ہوتا

مصور گو ہوئے ہیں نقش تصویر — ولے نقشے کو دکھلایا تو ہوتا
کب آتی ہے تصور میں تری شان — خیال شوق شرمایا تو ہوتا
بخوف غمزۂ غماز ناصح — نصیحت روبرو لایا تو ہوتا
کہاں ہے طاقت شکل صنوبر — نشان سرو قد پایا تو ہوتا
نگوں ہے گوشۂ خلوت میں فارغ — در دلدار تک آیا تو ہوتا

ولہ

دل لے گئیں سنگیں ہم سے تری دل ستانیاں
جادو کی بانیاں ہیں تری مہربانیاں
آتا نہیں وہ یار نکلتا نہیں یہ جی
پتھر سے بھی گراں ہیں مری سخت جانیاں

مرغ جاں پردہ میں تڑپتا ہی رہا — صید بریاں کو یہ تلتا ہی رہا
دم شمشیر کمان ابرو سے — جو دم آیا سو نکلتا ہی رہا
دل ہے یا شعلہ ہے یا سوختہ ہے — آتش شوق سے جلتا ہی رہا
جوشش خوں ہے مری آنکھوں سے — نہ دل میں سے ابلتا ہی رہا
یہ تن زار ہے ہجراں میں ترے — ژالہ آب کہ گلتا ہی رہا
سر شیدا ترے قدموں سے جدا — دست افسوس کا ملتا ہی رہا
میرے بوسے سے وہ شوخ عیار — رنگ رخسار بدلتا ہی رہا
مجھکو وہ شور جنوں ہے سر میں — جس سے مجنوں بھی سنبھلتا ہی رہا
شوکت یار سے احمد ہر دم — دل چوں کوہ دہلتا ہی رہا (دکنا)

لایا نقاش جو یوسف کا دکھانے نقشہ   رنگا نقشے کو ترے دیکھ چھپانے نقشہ

فدا۔ مرزا محمد بیگ

فدا تخلص، مرزا محمد بیگ نام، از قزلباش است۔ عالی سرشت، برتر نژاد جد امجدش آقا محمد جعفر علی خاں در عہد سلطنت محمد شاہ ہم پائی قشون نادر شاہ بہ ہندوستان رحل اقامت انداختہ۔ طبل بلند آوازگی لمن الملک الیوم نواخت۔ بالآخر در خلیل گنج کہ از مضافات کول است۔ داعی قضا را لبیک و سعدیک گفت۔ پسرش مرزا محمد اسمٰعیل نام۔ کہ والد فدا بود۔ از دار الخلافہ شاہجہاں آباد۔ برآمدہ بہ الہ آباد اقامت گزید۔ ہم دراں جا فدا کسب فصاحت و بلاغت نمود طبع خودش مائل بکلام موزوں ساخت۔ چوں طبعش رسا بود نشیب و فراز سخن را دیدہ بہ نظم گوئی زبان خود را کشود۔ و برائے اکتساب ایں فن خود را بخدمت مرزا قتیل کہ استاد وقت خود بود رسانیدہ۔ باستعداد کافی خود را بہرہ ور گردانیدہ حالا مرد رسیدہ است و پیش زبان آوران کلامش برگزیدہ از دست۔ شعر:۔

یارب بدلے راہ مدہ مہر بتاں را
بر سنگ مزن شیشۂ ناموس جہاں را

برداحل کہ وداعے زدل ربا باقی است
کجاست فرصت مردن کہ کارہا باقی است

عمرے بحسن و عشق جداگانہ سوختیم
گاہے چو شمع گاہ چو پروانہ سوختیم

امروز یادگار مرا زندگان منم   بانگ درا دگر دره کارواں منم

خیابان قاف

قائم - شیخ محمد قیام الدین

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین چاندپوری است - کہ از قصبات ہیں ضلع بجنور است - مردے فصیح افصح فصحائے زبان خود بودہ - ودر مجمع شعرائے ذی اکرام گوئے خوش گفتاری از میدان زبان آوری ربودہ - گوہر شاہوار اشعار از دریائے اذکار اد تراوش می نمود - زبانش نرم و شیریں و کلامش نمکین بود - از تلامذہ مرزا رفیع السودا است[1] - اداست - شعر:

بے دماغی سے نہ اس تک دل رنجور گیا
مرتبہ عشق کا یاں حسن سے بھی دور گیا   گ ب

سب کو آتا ہے ترے حسن کا یاں طور پسند
گرچہ ہر ایک زمانہ میں ہے اک اور پسند   ”

لے چکو دل جو نگہ کو تو یہ دشوار نہیں
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہیں   ”

---

[1] خوشگی نے یہ اطلاع شیفتہ سے حاصل کی ہے۔ شیفتہ کے بقول قائم مرزا رفیع سودا کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔ شیفتہ نے قائم کا سال وفات ۱۲۱۰ھ لکھا ہے اس اہم اطلاع کو خوشگی نے نظر انداز کیا ہے۔ ویسے قائم کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مولوی عبدالحق نے جرأت کے اس مصرعے "قائم بنیاد شعر ہندی نہ رہی" کیا کہیے اب آہ کی روشنی میں ۱۲۰۸ھ متعین کی ہے۔

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
بے طلب اب بھی جو مل جائے تو انکار نہیں — گ ب

شیخ جی تم نے نہ سمجھی یہ کرامات کی راہ
کیا قباحت ہے نکلنے میں خرابات کی راہ — ″

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گزر گئے — ″

روویں گے کب تک اے مژۂ اشکبار بس
اب کیا مجھے ڈبوئیں گے جل تھل تو بھر گئے — ″

قائم آتا ہے بھر وہ بن ٹھن کر — دیکھئے کس سے اب بگڑتی ہے — ″

بے شغل نہ زندگی بسر کر — گر اشک نہیں تو آہ سر کر

جو چاہیے چاہ کا سر رشتہ — قائم ہیں تو کر دکھائیں گے ہم

دنیا ہے یہ کارگاہ مینا (ق) — جو پاؤں دھرے تو یاں سے ڈر کر
دے طول امل نہ وقت پیری — شب تھوڑی ہے قصہ مختصر کر

نگاہوں سے نگاہیں سامنے ہوتی ہیں جب لڑیاں
یکایک کھل گئیں دونوں طرف سے دل کی گلجھڑیاں

یہ اب کے شب برات اے یار تجھ بن ہم پہ یوں گزری
ہوائی تو ہماری آہ تھی اور اشک سیلجھڑیاں

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اللہ رے دھوم اب کے برس لالہ زار کی ۔ گ ب

دائم رہی زلف یار قائم ۔ جیتے رہے کالے اور کلوٹے

قاسم ۔ سید قاسم علی خان

قاسم تخلص، سید قاسم علی خان نام فرزند عطا حسین خان تحسین است۔ بمرصع رقم مشہور در موسیقی موشگافی می نمود مدتے بسرکار انگریزیہ مانده وحالیاً بارگی عزم سوئے لکھنو رانده۔ صاحب نوطرز مرصع بوده از دست[1]۔ فرد:۔

مرا ھر آبلہ ہے کہربا کی سبحہ کا دانہ
نہیں تو کیوں کشش ہے اس قدر کانٹوں کو صحرا کے ۔ گ ب

---

[1] خویشگی اور شیفتہ کے بیانات میں اختلاف ہے۔ شیفتہ کے بقول قاسم نبیرہ عطا حسین خاں تحسین ہیں قادر بخش صابر نے گلستان سخن میں انہیں "نواسۂ عطا حسین خاں" لکھا ہے (گلستان سخن جلد دوم ص ۲۹۵ شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور) کریم الدین نے اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "فن موسیقی میں بہت مہارت رکھتا ہے۔ پہلے تحصیل محالات سرکار انگریزی پر مامور تھا اب لکھنؤ میں رہتا ہے۔"

جو ہاں ہوئی تو جیئیں گے نہیں تو جاں سے گئے
ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان میں ہے[1] گ ب

مرے صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اس کا کسی سنگ آستان میں ہے گ ب

قاسم ۔ میر قدرت اللہ خاں

قاسم تخلص، حکیم میر قدرت اللہ خاں نام ۔ از دہلی است ۔ با قدوۃ الشیوخ حضرت قبلتنا مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اعتقاد وافر بیش نہاد خاطر داشت۔ چند است کہ قالب خاکی را گزاشت و نسخہ در یاد حال خویش نگاشت[2]۔ از نگار اوست ۔ شعر :۔

میں مدِ نظر اپنے کچھ کام نہیں رکھتا
آغازِ محبت یاں انجام نہیں رکھتا گ ب

سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط ۔

دشنام دے منانے ہو ردِ کٹے کو آن میں
کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زبان میں گ ب

---

[1] کذا

[2] یہ جملہ غور طلب ہے۔ خوشگی صاف صاف نہیں لکھتے کہ قاسم نے ایک تذکرہ شعراء بھی مرتب کیا ہے حالانکہ شیفتہ کا بیان ان کے سامنے موجود تھا۔

مسلمانوں اسے پروا ہے کیا احیائے عاشق کی
وہ نصرانی بچہ عیسیٰ نفس تو ہے پہ کافر ہے — گ ب

ناصر ۔ مرزا ببر علی بیگ

ناصر تخلص، مرزا ببر علی بیگ نام، دہلوی نژاد است۔ در فکر سخن مشاق و درزبان آوری طاق ادرا اتفاق کسب سخن از ثناء اللہ خاں فراق است۔ بیتے از وثبت است۔ شعر:۔

یاد کس گل رو کی اس دل کو نزاکت آ گئی
آہ کر سکتا نہیں ایسی نقاہت آ گئی — گ ب

قدرت ۔ شاہ قدرت اللہ

قدرت تخلص، شاہ قدرت اللہ نام۔ در زمرہ شعرائے ذوالاحترام نامی بود و درنکتہ سنجان زمان گرامی از اولاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار علیہ رضوان اللہ الغفار متوطن دہلی بودہ است۔ فاما بسرزمین مرشد آباد سکونت خوش آمدہ بمرور زمانہ آں یگانہ ازیں نہاں سرائے نوشہ راہ عقبیٰ برداشتہ و بسوزش عشق درسرداشتہ نسبت توطن عظیم آباد کسیکہ یاد کردہ قدم براہ غلط سپردہ[1]۔ از نتیجہ فکر اوست۔ شعر:۔

ہنگامہ پرہیز ورع اب بسر آیا — اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر نظر آیا گ ب
کچھ دیر ہوئی اشک نہیں آنکھوں سے گرتے — شاید نہ مژگاں کوئی لخت جگر آیا ”

---

[1] یہ شیفتہ کی اطلاع ہے۔ ان کے بقول آنکہ اورا از عظیم آباد دانستہ اند غلط کردہ اند۔ شیفتہ نے قدرت کا سال وفات ۱۲۰۵ لکھا ہے۔ خویشگی نے اسے نظر انداز کیا ہے۔

بے تابیوں سے یہ دل بے تاب رہ گیا ۔۔۔ اپنی طپش میں جل کے یہ سیماب رہ گیا ۔ گ ب

جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ ۔۔۔ سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ ۔ ״

آگ اس داغ کو لگیو کہ نمک سود نہیں
چھوٹے وہ آنکھ جو لختِ جگر آلود نہیں ״

ہر آن اک ستم ہے ہر لحظہ اک جفا ہے
کوچہ ترا ہے ظالم یا دشتِ کربلا ہے ״

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے ״
مژدہ اے شامِ غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یاں سینے سے ״
مرہمِ تازہ ناسورِ کہن چھوٹے ہے
شبِ ہجراں کی مصیبت کو کہوں کیا قدرت ״
تن سے جاں چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹے ہے

قدرت ۔ مولوی قدرت اللہ

قدرت تخلص، مولوی قدرت اللہ از اہل رام پور است۔ دم شاگردی قائم میزد و دائم قدم در شاہراہ فن سخن قائم می کرد۔ از دست شعرا۔

لاکھوں جلائے مردہ صد سالہ آن میں ۔۔۔ فیض دم مسیح ہے اس کی زبان میں ۔ گ ب

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا ،
کتنوں کے گھر تو خالی رہے امتحان میں — گ ب

قربان ۔ میر محمدی

قربان تخلص، میر محمدی خلف میر کلو دہلوی متخلص بحقیر سخن دلپذیریاز نقش ضمیر بر نادپیراست ۔ در سخنوری طاق و شاگرد ثنا راللہ خاں فراق ۔ بیتے ازو تحریر پذیر ایں اوراق است ۔ شعر :-

کیوں نہ اک ٹھوکر سے واں احیائے صد جاں دادہ ہو
دست بستہ معجز عیسیٰ جہاں استادہ ہو — گ ب

قلندر ۔

قلندر نظر بر تخلص در اظہار حال یا رو دیار او بدیدہ اولی الابصار احتیاج تکرار نیست ۔ اشعار آبدار و تحریر پذیر بنامہ نگار است[۱] ۔ قطعہ :-

جی کو سر زندگی نہیں ہے — کیا جی کے کریں کہ جی نہیں ہے — گ ب
تھمتے ہی سنے گا اشک ناصح — رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے

قمر ۔ مرزا حاجی

قمر تخلص معروف بمرزا حاجی مہین پور مرزا جعفر از عمائد لکھنو است مشیر با تدبیر جان بیلی سفیر لکھنو بود ۔ و در سرکار وزیر با توقیر طبعش سلیم و کلامش

۱؎ حاجت اظہار حالش نیست ۔ معاصر خان آرزو است ۔ ایں دو بیت ازو گزیدہ آید ۔ گلشن بیخار

مستقیم۔ تکمیل سخن از صحبت فیض فتیل فیض جزیل یافتہ وآں کہ اورا مولف گلشن بے خار پور مہین مرزا تقی ہوس نگاشتہ پس کماہی آگاہی نداشتہ بحکم آں کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ[1] از کلام اوست ۔ قطعہ :۔

صلح کرتے ہوئے آخر دہ بجنگ آ ہی گیا
عشق کا نام برا ہے اسے ننگ آ ہی گیا — گ ب
کہتے ہیں شب قمر خستہ گلا کاٹ موا
آدمی تھا غم ہجراں سے بہ تنگ آ ہی گیا — ،،

قیس ۔ مدارا بیگ

قیس تخلص ، مدارا بیگ است کہ نامش احمد علی بیگ وپدرش مرزا مراد علی بیگ مشہدی است و او بلکھنو در وجود آمدہ مجنون نجد سخن بود و کلام بحسرت می نمود ازوست ۔ شعر :۔

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب الٹا
ہوا اور مضطر اس نے جو ذرا نقاب الٹا — گ ب

---

[1] "مہین پور مرزا تقی ہوس و تربیت یافتہ قتیل است "گلشن بے خار۔ شیفتہ کے اس اطلاع کا پہلا حصہ صحیح نہیں ہے۔ خوشگی کا اعتراض درست ہے۔ مرزا حاجی کا تذکرہ تاریخ اودھ میں بھی آیا ہے۔ مصحفی کے بقول ان کے والد کا نام فخر الدین احمد خاں عرف مرزا جعفر تھا۔ (ریاض الفصحا ص ۲۵۹ شائع کردہ انجمن ترقی اردو)

قاضی عبدالودود نے بھی حواشی تذکرۂ شعرا مصنفہ ابن طوفان میں لکھا ہے کہ "شیفتہ نے نجانے کس طرح قمر کو خلف مرزا تقی ہوس لکھ دیا ہے۔ مث

کچھ دیدۂ پرآب نے رسوا کیا مجھے
کچھ دل کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ گ ب
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

پھرتا ہوں ہر کسی سے میں انصاف پوچھتا[1]
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے گ ب

کہنے لگے قیس یا کہ مجنوں پکارنے
اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

قمر، نصراللہ خاں

قمر تخلص جامع ایں اوراق پریشان بیان مشہور نصراللہ خاں است۔ بزرگان آثم در عہد صاحب قران ثانی از غزنی در قصور آمدند پس ازاں در خورجہ آمدہ سکونت ورزیدند۔ بندہ خدائے کریم بعمر دہ سالہ بعد وفات والد ماجد غفراللہ لہ خدمت خال امجد فیاض زماں تابع سنت نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیرو مذہب ابی حنیفہ نعمان علیہ الرحمتہ والغفران جناب فتح خاں صاحب تحصیلدار پرگنہ نظام آباد از وطن کوچیدہ باعظم گڈھ رسیدہ بظل الطاف ایشاں بہزار ناز و نعم پرورش یافتہ تا عمر بست سالگی از گرم و سرد زمانہ نشناختہ اوقات عمر گرانمایہ خود مفت برباد دادہ بحکم المقدور کائن دریں وقت شوق کسب علوم متعارفہ پیدا شدہ و باندک زمانہ کتب فارسیہ و صرف و نحو در خدمت فصیح زماں سرآمد فضلائے دوراں مولانا سراج الملتہ والدین عم فیضانہ حاصل کردہ طفائیصاحب قبلہ احسن اللہ الیہ کما ہو احسن الی راقم آثم را سپرد خدمت تاج العلماء و امام الفقہا زبدۃ الکاملین

---

[1] ..... انصاف پوچھتا۔ گلشن بے خار

قدوۃ المحققین حلاّل عقود عقلیہ ۔ کشاف رموز نقلیہ مولانا احمد علی صاحب چریاکوٹی
عمم اللہ فیضانہ فرمودند و ایشاں بفرط عنایت خامہ خویش عاصی پر معاصی راہم پائے
خود سمت بنارس بردند در آنجا اتفاق قیام زیادہ از سہ سال گردیدہ کہ دریں عرصہ
از علوم ضروریہ نحو و منطق و حکمت و طب و فقہ و اصول و تفسیر و ہیئت و ہندسہ
جر ثقیل و حساب و آداب و فصاحت و بلاغت فی الجملہ آشنا گشتہ باز بخدمت
ملغانیصاحب ممدوح مشرف شدہ بکار دنیائے دول مصروف گردیدہ بعہدہ نیابت
ایشاں ناموربودہ کار متعلق خود کہ تحصیل و بندوبست بود انجام دادہ در ملازمت ونپیکاری
چار سال گزاردہ باز بعنایت آں قبلہ در ضلع گورکھپور بعہدۂ تحصیلداری ماموررشدہ
دو سال کار باحسن اسلوب انجام دادہ بدعائے خال امجد در الہ آباد از پیشگاہ حاکم
صدر طلب شدہ ماموربعہدۂ ڈپٹی کلکٹری گردیدہ بتلاطم امواج تبدیل از آں جا در بجنور رسیدہ
در ظاہر دست بکار و بباطن دل بیار دارد و آزادانہ عمر خود می گزراند حالا بعمر سی سالگی
است ۔ بتحریک بعض احباب سخن گو گوہر شناس مجلس مشاعرہ می آراید و خود
اگرچہ بہ بے مائگی رتبۂ سخن گوئی و شعر فہمی نمی دارد اما بفیض صحبت خال امجد رح
خویش میل بسماعت آں بسیار می دارد باُمید آں کہ ۔ شعر ۔

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی
باسوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

وآں کہ بفرمائش بعضے خلاّں گاہے ماہے کلام موزوں کردہ است ۔ لائق آں
نیست کہ بداں سامعہ خراشی ارباب سخن کند و داد بے جا خواہد اماّ چوں کہ نام ایں
مزدوح خلائق بردیف ایشاں آمدہ ناچار طوعاً و کرہاً ضرور افتادہ کہ ابیات چند
بزبان آوردہ خود را مصداق قد استہدف گرداند باید شنید و چشم از زلات باید
پوشید ۔ بیت :۔

ہرچہ در دنیا شد از نیرنگہائے یار شد
برہمن شد شیخ شد صوفی شد و مے خوار شد

اے ستم گر بتا سوا میرے
کون قائم ہے آشنائی میں
ہے نما صاف صورت اللہ
اس ترے پنجہ حنائی میں

جب سے دیکھی تری کلائی ہے
جان مجھکو نہیں کل آئی ہے
تیرے کوچے میں اب مقیم ہوا
یہ سبھی قسمت کی رہنمائی ہے

کیا ہے اس لئے میں نے دلا نامہ کا عنواں سرخ
کہ ہو تعبیر اس سے دلربا کو چشم گریاں سُرخ

ہے اور خاک پاک میں منصور کے اثر
کچھ کہہ رہے ہیں اب در و دیوار بے طرح

کوچۂ جاناں میں جب جاتے ہیں ہم
ٹھوکریں کھا کھا کے پھر آتے ہیں ہم
شعلۂ رخ دلربا کا یاد کر
خود بخود آپ جل جاتے ہیں ہم
دل لگانے میں نہیں کچھ فائدہ
دل لگا کر دیکھ پچھتاتے ہیں ہم

وغرض از تحریر این نامہ نہ آنست کہ تعلی خود اہانت دیگرے باشد بلکہ

مقصود آنست کہ صلاح کار دوستاں و یادگار مسافراں باشد و نزول رحمت زفت ذکر صالحین می باشد و ذکر بسا از بزرگان دین متین بخیر درین اوراق آوردہ شدہ است۔ تا کاتب الحروف دراں رحمت نازلہ شامل شود و نام نیاں آوراں دراوراق ثبت کردن و سخن نیک ایشاں را بخیر و داد یاد کردن نیکی است و نعلے است از افعال حسنہ و نیز ظاہر کہ در دنیا جز نیکی چیزے را ثبات و قرار و تذکرہ و یادگار نیست۔ کہ حضرت ظل سبحانی دام ملکہٗ دریں باب خوش می فرماید

بند:۔

کس کس طرح کے ہو گئے شاہان ذی کرم
کس کس طرح کے رکھتے تھے ساتھ اپنے وہ حشم
آخر گئے جہان سے تنہا سوے عدم
دارا کہاں کہاں ہے سکندر کہاں ہے جم
کوئی یہاں رہا ہے نہ کوئی یہاں رہے
کچھ اے ظفر رہے تو نکوئی یہاں رہے

ایں رد خلائق ایں بند را بچنیں طرز در فارسی ترجمہ کردہ۔ بند:۔

بس درجہاں شدند شاہان ذی کرم
ہر یک بجویش داشت زہر نوع صد حشم
رفتند زیں جہاں ہمہ تنہا سوئے عدم
دارا کجا کجاست سکندر کجاست جم
کس درجہاں نماند و نماند ہمیشہ کس
پائندہ است گر بجہاں نیکی است و بس

اگر خواستہ الہی جل شانہ است بعد چندے پا تکملہ ایں بانیاد اسمائے

دیگر شعرا کہ بایشان اتفاق ملاقی افتد بزنگار دیا تذکرہ دیگر بایں قال تحدیداً تحریر آرد وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی علیہ توکلت والیہ انیب خداوند تعالیٰ توکل و آزادی رضا و قناعت نصیب ماکند آمین۔ شعر:۔

پیش صاحب نظراں ملک سلیمان باد است
ملکہ آنست سلیماں کہ ز ملک آزاد است

خیابانِ کافِ عربی وفارسی

کامل۔ پنڈت ٹھاکر داس

کامل تخلص، پنڈت ٹھاکر داس کشمیری خوش کلام است۔ ولباس شاعری بر اندام او چست است ولنسبت کمال سخن بوجودش درست واز مدت بوکالت عدالت می گزراند ودر شاہ جہاں آباد بعزت می ماند از کلام اوست۔ فرد:۔

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اس نے
لگا تیر اک بازگشتی جگر پر غضب

کبیر۔ حکیم کبیر علی

کبیر تخلص، حکیم کبیر علی نام۔ از سنبل است۔ محمل شوق شاعری او بصدائے ریختہ زنگاہ بند است و آوازہ طبابت او آویزہ گوش دانشمند[1] ایں اشعار از دو قلم بند گردید۔ فرد:۔

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے گئے

---

[1] ورطب دستگاہے داشتہ۔ گلشن بےخار

کرم (شیخ غلام ضامن)

کرم تخلص شیخ غلام ضامن ایام بشاہ جہان آباد بفراغ تمام می گزراند در فکر نظم کوشیدہ ولباس گران مایہ شاعری از مومن خان پوشیدہ مرد حریف وظریف است. واین ابیات از تصنیف اوست۔ شعر:۔

نام کب آسودہ جاں لیں نالہ ہائے زار کا
سرمہ آواز ہے سایہ تری دیوار کا گ ب

ہاتھ ہو دے گا مرا اور تمرا داماں ہوگا
چاک جب صبح قیامت کا گریباں ہوگا

زلف مژگاں سے لپٹتی ہے خدا خیر کرے
مشک آلودہ کہیں خنجر براں ہوگا ،،

نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب
گو آہ سرد و باد سحر دونوں ایک ہیں ،،

داغ را با گل کہ عبارت از درد است مناسبت نیست بجائے گل اگر لالہ موزوں می کرد حسن تمام می بخشید یارب کہ استادش از حقیقت بمجاز رفتہ کہ بکلام شاگرد باوجود مطالعہ اش حرفے نگفتہ ؎۱

۱؎ خوشگی مومن کے سلسلہ میں طنز و تعریض سے نہیں چوکتے۔ اس طرح انہیں استاد شیفتہ کی تحقیر کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ داغ ولالہ کی مناسبت ملحوظ خاطر رکھنے سے گل و عندلیب کی مناسبت ختم ہو جائے گی۔

گرم ۔ مرزا حیدر علی بیگ

گرم تخلص، مرزا حیدر علی بیگ پسر مرزا نیاز علی بیگ دہلوی است ۔ بازار سخن بدم گرم او گرم تر بود و در لشکر نواب میر خاں گزران اوقات می نمود[1] و نالہ موزوں او از مصحفی است ۔ شعر :۔

حسرت سے دیکھتا ہوں میں جب یار کی طرف
لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف گ ب

لوہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سچ بتا
تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائے گل

گل دستہ لا دیا جو کل اس کو رقیب نے
ہم نے بھی گرم رشک سے ہاتھوں پہ کھائے گل ؍؍

گرفتار ۔ سنگی بیگ

گرفتار تخلص، سنگی بیگ دہلوی کہ از گراں سنگی در میدان شاعری احدی ہم سنگ او نتواند شد ۔ خاتم فن سخن از عطائے حاتم بدست او درست ۔ شعر :۔

درد ہو جس کے کچھ دوا کیجے   جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجے گ ب

کلو ۔ میر کلو

کلو تخلص، میر کلو در شاعری فرد بود و از اقارب خواجہ میر درد است رحمۃ اللہ علیہ ۔ شعر :۔

---

[1] یہ اطلاع گلشن بے خار میں نہیں ہے ۔

صدا فقیروں کی گر تم سنو گے کیا ہو گا
ذرا ادھر بھی نظر پھینکنا بھلا ہو گا   گ ب

کلیمؔ۔ میر محمد حسین

کلیم تخلص، میر محمد حسین نام. کلیم پیش لسانی و تیز کلامی او نکتہ گزین است، و باعجاز سخنوری با مسیح ہم ترین. از خاک دہلی است گویند کہ ترجمہ فصوص الحکم شیخ محی الدین عربی طاب ثراہ بزبان ریختہ از کلک زبانش ریختہ صاحب دیوان است. ایں ابیات ازاں برگزیدۂ زمان است۔ شعر:-

چھپا ہے آ مری چشم پُر آب میں دریا
کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا   گ ب

دیوانہ ترا وعدے پہ اپنے اگر آوے
منہ دیکھو فلاطوں کا جو عہدہ سے بر آوے   گ ب

غرورِ حسن کیا ممکن کہ اس سے داد کو پہنچے
غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے   ""

کمالؔ۔ کمال الدین حسین

کمال تخلص، شاہ کمال الدین حسین نام، کڑا مانک پور مقام آن اکرم الکرام است در شاعری کمال داشت و بہ درویشی عدیم المثال بتقدیم سیاحت اقالیم کمر همم بستہ۔ وارستہ مزاج بود گاہے ماہے فکر سخن می نمود در راہ ایں فن

می پیمود این ابیات از وی نوید نمود۔ شعر:۔

جز شکستہ شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام
مرتفع جس دن سے ہے یہ چرخ مینائی ہوا
آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر چکتے و لیک
ایک دن تم کو نہ شوق کار فرمائی ہوا — گ ب
اور دکھلایا تماشا مجھکو وحشت نے کمال
میں تماشائی تھا جس کا وہ تماشائی ہوا — ″

کوثر۔ مہدی علی خاں

کوثر تخلص، مہدی علی خاں از دودمان موتمن الدولہ اسحٰق خاں است۔ کہ از امرائے نامی بعہد فردوس مکان محمد شاہ گرامی بود۔ نسبت تلمذ بنا سخ دارد[۱] این ابیات از وی می نگارد۔ شعر:۔

خواب میں شب اس پری نے شکل دکھلائی ہمیں
جاگ اٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمیں — گ ب

نامہ بر کوچہ دلبر میں گم ایسا ہو جائے
فی المثل ہو وے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے — ″

---

۱ ہنگام ورود لکھنؤ از جرأت امداد می خواست۔ گلشن بے خار

۲ شیفتہ ان سے ذاتی طور پر واقف تھے۔ ”دو سال است۔ کہ بدہلی وارد شدہ بود بہ تقریب اعظم الدولہ دامی راہم با او تعارفے شد۔“

دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے — حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے — گ ب

گویا۔ فقیر محمد خاں

گویا تخلص، فقیر محمد خاں کہ از امرائے نامی وگرامی لکھنؤ است۔ و از پیش گاہ والی ذی جاہ آنجا بلقب حسام الدولہ ممتاز بزمرۂ عمائد آں جا اعزاز دل خواہ داشت قدر پسند ہنر مند است و شعرائے آں دیار از خوان احسانش وظیفہ خوار درمراتب سخن گستری بلہجہ ہندی و دری از متعلقان راسخ شیخ امام بخش ناسخ است۔ بآبیاری لطف سرشارش خطہ کوہار متعلقہ قصبہ ملیح آباد کہ در قرب جوار لکھنؤ است چوں تختہ گل گلزار پر از بار دار[1] ماندہ پر نائدہ و ارباب علم و ذی الارحام از خاندان افغان ہم قوم از دور و نزدیک نصیبے کامل یافتہ و از ہمہ جہت رو تافتہ بر آستانش شتافتہ اندازو ست۔ شعر:۔

درد پہلو میں رہا کرتا ہے جب سے تو نہیں
ہجر میں کبھی ایک دم خالی مرا پہلو نہیں

اس کو غفلت پیشہ کہہ آتے ہیں ہم
بھول جانا یاد دلواتے ہیں ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤں پہ سر
آپ اپنی ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم — گ ب

صندلیں رنگ پہ میں مرہی گیا — درد سر کس کا یہاں سرہی گیا — گ ب

---

[1] کذا

میں گو ناخوش ہوں اپنی زندگی سے[1] رہے خوش یا الہٰی وہ جہاں سے گ ب

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
توسنِ جاناں سمندِ عمر سے چالاک ہے گ ب

خیابانِ لام

لطیف ۔ میر لطیف علی

لطیف تخلص میر لطیف علی نام ۔ طبعش لطیف و سخنش لطیف ۔ گویند دست ارادت بدامن عقیدت و معرفت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ آویخت و شور شاعری انگیخت ۔ از دست ۔ شعر :۔

روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں[2]
گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلماں نکلا گ ب

رہتا ہے درد زور دلِ ناتواں میں
کیوں کر اثر نہ ہووے ہماری زباں میں "

دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے
تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے "

---

[1] میں گرنا خوش ہوں اپنی زندگی سے ۔ گلشن بے خار

[2] روکے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں ۔ گلشن بے خار

روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں ۔ مجموعہ نغز ص ۱۵ (جلد دوم)

لطف ۔ مرزا علی

لطف تخلص، مرزا علی۔ اصلش از استرآباد است۔ دہلی نژاد در عظیم آباد مسکن داشت واز آں جا بحیدرآباد شتافت۔ و بذریعہ قصائد مدح ہمائد از والی والا مقام آنجا صلہ وانعام یافت[۱] و ایں اشعار بنام او ارقام پذیر شد۔ فرد:۔

کیجو اس زلف کو مشاطہ سمجھ کر شانہ
لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مو ٹوٹ گیا ۔ گ ب

بڑھا یا قصہ سنبل صبا نے حد لیکن
فسانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا ۔ گ ب
نہیں سمندر پروانہ پردہ آتش ہوں
کہ جس کے نام سے آتش کو احتراز رہا ۔ "
نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سدا
در قبول تو اس آرزو میں باز رہا ۔ "

ہے کون سبزہ رنگ خراماں کہ رشک سے
چوں شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا ۔ "
ساقی لگادے خم مرے منہ سے کہ بار بار
احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا ۔ "

---

[۱] خوشگی نے شیفتہ کی اطلاعوں سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ نسبت شاگردی بہ میر تقی میر داشتہ۔ تذکرہ در حال ریختہ گویاں بزبان ریختہ نوشتہ است بہ نظر رسیدہ۔

کس کو دیتے بلا جو جانتے ہم　　　دے کے دل اس بلا میں پڑتے ہیں　گ ب

خوبی کا تیری لب کا ایک عالم گواہ ہے　　　اپنی بغیر دیکھے ہی حالت تباہ ہے　"

خیابان میم

مائل - میر محمدی

مائل تخلص، میر محمدی دہلوی از اہل فضائل است۔ و دریں دنیائے مجاز بعشق حقیقی مائل در شاعری او سخنوران نامی دستقیم از کلامش زایل او استاد بے نظیر شاہ نصیر است[1] از دست۔ شعر:-

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہوس
مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس　　　گ ب

مائل - مرزا محمد بیگ

مائل تخلص، مرزا محمد بیگ[2] از اہل لکھنو است۔ نسبت تلمذ بجرأت دارد۔ بیتے ازو بجامہ می سپارد۔ شعر:-

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا
مائل ہوا ہوں جب سے میں اک سبزہ رنگ کا　　　گ ب

۱۔ شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبرآبادی۔ گلشن بے خار

۲۔ محمد یار بیگ۔ گلشن بے خار۔ محمد یار بیگ۔ عمدہ منتخبہ ص۱۵ مطبوعہ دہلی۔

۳۔ یار بیگ۔ مجموعہ نغز ص۱۵۲ (جلد دوم)

مبتلا۔ مرزا کاظم علی

مبتلا تخلص، مرزا کاظم علی نام مشہدی است۔ اصلاً لکھنوی است و ملت[1] در سرکار والی نامدار آں جا داد کامرانی میداد ازوست۔ شعر۔

سنگدل آہ کیا کیا تونے — شیشۂ دل پٹک دیا تونے — گ ب

مجذوب۔ مرزا غلام حیدر بیگ

مجذوب تخلص، مرزا غلام حیدر بیگ نام۔ منشا بیش جہاں آباد است و نسبت تلمذ بہ سودا داشت[2]۔ و ہمت بفکر ریختہ می گماشت۔ او راست۔ شعر۔

عداوت سے تمہاری کچھ اگر ہووے تو میں جالوں
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں — گ ب

مجرم۔ رحمت اللہ

مجرم تخلص، رحمت اللہ نام۔ بذریعہ کسب معاش در اکبر آباد معاشش بود۔ چندے نگذشت کہ ازاں درگزشت و بحلقہ فقرا نشست[3]۔ مایہ سخن از میر محمدی بیدار دست داده دست است رو بدہلی نہادہ۔ او راست۔ شعر۔

دل انگار دیا دیدہ خونبار دیا،
چرخ ناساز نے کیا کیا مجھے آزار دیا — گ ب

---

[1] المخاطب از پیشگاہ وزیرالممالک بہ مردان علی خاں۔ گلشن بے خار

[2] شخصے است کہ سودا الغرز ندیش بر داشتہ بود۔ گلشن بے خار

[3] بحرفہ کسب معاش می کردہ از مدت ازاں شغل درگزشتہ و لباس فقیرانہ در بر کردہ۔ گلشن بیخار

کی میں نے شکایت تو وہ بولا یہ خفا ہو
گر مسم ہیں جفا جو تو کسی اور کو چاہو ‏ گ ب

محزوں ۔ میر ناصر خاں

محزوں تخلص میر ناصر خاں[1] خلف سید محمد نصیر۔ بنج کہ گنج معرفت از خواجہ میر درد۔ رحمتہ اللہ علیہما اندوختہ کتب ہر علوم آموختہ علم علم۔ ریاضی در چارسوئے بازار ہنر برافراشتہ در دمحاورۂ آں مہارتے داشتہ لب بسخن می کشاید در یں فن چناں کہ شاید جد و جہد می نماید از دست۔ شعر:۔

جھوٹ ہے اور سے کب میں نے لڑائی آنکھیں
تم نے بے فائدہ رو رو کے سُجائی آنکھیں ‏ گ ب

شاید اس وقت گیا آپ کا دھیان اور کہیں
بات کہنے میں جو تم ربط سخن بھول گئے[2] ‏ ؍؍
نہ تو نامہ ہی نہ پیغام زبانی آیا
حیف محزوں مجھے یاران وطن بھول گئے ‏ ؍؍

محزوں ۔ عالم شاہ

محزوں تخلص، عالم شاہ نام۔ از مشائخ عالی مقام گروہ مکلیشر است قیام

---

[1] میر ناصر جان۔ گلشن بے خار۔ سید ناصر جان عمدہ منتخبہ۔ خان غالباً سہو کتابت ہے

[2] بات کرنے ہیں الخ گلشن بے خار، بات کرنے میں الخ عمدہ منتخبہ۔

مقام او در امروہہ بسابق ایام بود ایں اشعار در افواہ عوام بنام اوست۔ شعر:۔

بے محابا چاک کرتا ہے گریباں کے تئیں
کس کے آنے سے چمن میں گل کو سودا ہو گیا   گ ب

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغاں سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو   ،،

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزوں غم کی داد
کوہ کن کو خواب شیریں سے جگاؤں تو سہی   ،،

محو۔ حسین علی خاں

محو تخلص، حسین علی خاں نام۔ از مقام اکبرآباد است۔ سخن نیکو می گوید و راہ فصاحت می پوید و بمناصب علیا در سرکار انگریزی ممتاز بودہ و باقران خود سرافراز زودست۔ شعر:۔

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے
گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے   گ ب

محب۔ شیخ ولی اللہ

محب تخلص، شیخ ولی اللہ دہلوی کہ نوبتے در لکھنو بودہ و بمزید شوق و ذوق باکتساب فن سخن شاگرد رشید سودا بودہ۔ ہمدران بقعہ بگور آسودہ ددیت از وثبت است۔ بیت:۔

تو اور تری حیا ہ پوچھنا کیا　　　صدقے ترے واہ پوچھنا کیا　گ ب

تیرے جو بیچ ستم رہیں گے　　　جیتے کا ہے کو ہم رہیں گے　"

محبت ۔ نواب محبت خاں

محبت تخلص۔ نواب محبت خاں فرزند رشید سعادت آگیں حافظ الملک خدا بیامرزد نواب حافظ رحمت خاں والی بریلی بود و سخن سنجی می نمود ذکر جمیل وفیض جزیل شان محتاج تفصیل وتطویل نیست ۔ اظہر من الشمس و ازہر من الامس است۔ ازاں عزیز است ۔ شعرد۔

جس کو تری آنکھوں سے سروکار رہے گا　　　بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا　گ ب

عاشقوں میں مجھے لکھا تو نے　　　آج چہرہ میرا اجال ہوا　"

آپ کچھ غیروں کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں
یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں　"

بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم میں اپنی جو مجھے
تو اسے ایجیو اے بار خدایا مجھکو　"

محنت ۔ مرزا حسین علی خاں

محنت تخلص، مرزا حسین علی خاں جہاں آبادی است ۔ کہ بلکھنو نشو ونما یافتہ گلزار

نکہتش بآبیاری مشورہ قلندر بخش جرأت تازگی گرفتہ۔ درعین ریعانِ شباب بخوشبوئے خویش دماغ عالمے را معطر ساختہ۔ ازوست۔ بیت:۔

آمدِ فصلِ گل کی نسیمِ سحر سُنا   مرجاؤں گا قفس میں نہ ایسی خبر سنا عب

مظہر۔ شاہ مظہر اللہ

مظہر تخلص، بلبل باغ توحید ہزار داستان بُستان تفرید۔ نغمہ سنج ترانہ ساز فصیح زبان ملیح بیان حضرت شاہ مظہر اللہ صاحب نہٹوری دامت فیوضہم اللہ فیضانہ۔ آں یگانۂ آفاق و آں کریم الاخلاق آں منبع فیضان الٰہی آں ینبوع فیوضات لامتناہی آں مقبول بارگاہ منّان آں عاشق روئے نبی آخر الزمان آں مرجع خاص و عام آں قدوۂ اصحاب کرام آں سرشار نشۂ وحدت وجود آں جام کش میکدۂ وحدت شہود صوفی طینت و صافی سیرت باخلاق پیشینیان سخن در ہندی و فارسی می فرماید زبانم را چہ یارا کہ وصف کلامش گوید چہ تابِ کتان برتن ماہ راست نمی آید۔ اما بحکم تنزل الرحمۃ عند ذکر الصلحین نام مبارکش را دریں رسالہ آوردم اگر بکلامش ایں اوراقِ پراگندہ را آرائش دہم گنجائش دارد لہذا غزلے میسرایم۔ غزل:۔

عشق میں تیرے کیا سخت گزارا ہم نے
دم شمشیر تلے سانس نہ مارا ہم نے

چشم عبرت میں نظر کی تو سبھی سودا تھا
دیکھا سارا یہ جہاں ہاتھ پسارا ہم نے

پیرہن صبر کا صد بار ہوا مثل کتاں
دیکھا یکبار جو وہ ماہ پیارا ہم نے

بے قراری سے ترے ہجر میں اے خرمن گل
بستر خار کیا بالش خارا ہم نے

وصلِ دلدار ستی پردۂ دوری میں رہے
حیف یاں آں کے کیا کام سنوارا ہم نے

بلبلوں کو غم و اندوہ سے روتا دیکھا
خندۂ گل کا کیا خوب نظارا ہم نے

جام صورت میں تری محو جہاں کو دیکھا
چین و روم و حبش و بلخ و بخارا ہم نے

تاب گفتار نہیں ہم کو زیادہ مظہر
اب خموشی کا لیا آن سہارا ہم نے

محشر۔ مرزا علی نقی

محشر تخلص، مرزا علی نقی نام کشمیری نسل و لکھنوی اصل است۔ بشہرہ شاعری او بہر شہر رسیدہ و نفس عاشقانہ رسیدہ روزے بہ بزم محبان ہم نشیں عزم رزم با مرزا علی مہلت مصمم نمود و بہ تیغ خوں آشام کار آں مستہام باتمام رسانید دید کہ بنی اعمام او کمر بانتقام خواہند بست بہ لپٹ فطرتی ہا از آں جا فرار نمودہ و بہ بریلی فرار گزید۔[1] نوبتے باز بلکھنو رفتنہ وارثان مقتول با دل پر درد از امیر شب گرد مستغیث شدند چنانچہ باستغاثہ ورثہ او در مجمع عام و خاص بقصاص رسید از آں نیک نہاد است۔ شعر:۔

درد میں اس چشم کے گردوں کو آسائش نہیں
کس گھڑی کس دم نئے فتنے کی فرمائش نہیں   گ ب

---

[1] شیفتہ کے بقول بدہلی رسیدہ و باخواجہ میر درد پیوستہ از ایشان فائدہ بردا شتہ۔

جان منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحیل ہے
جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے   گ ب

محترم۔ خواجہ محترم علی خاں

محترم تخلص خواجہ محترم علی خاں کہ در عظیم آباد مردے نامی بودہ است۔ ذتلمذ خواجہ رکن الدین المعروف بہ گھسیٹا بیگ عشق گرامی از خلاصہ فکر اوست۔ فرد:۔

اے محترم اتنی اشک باری   کھل جائے ہے ابر بھی برس کر   گ ب

دوستوں نے مرے کہا ان سے   محترم کو کہو تو یاں لائیں   ر
لگے کہنے کہ شرط کر لو تم   ہم جو مجلس میں اس کو بلوائیں   ر
رو نہ دیوے کہ جس کے رونے سے   ساری محفل کے چھپے جائیں   ر

محمود۔ محمود خاں

محمود تخلص، محمود خاں دہلوی است کہ او برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور است جوانے خوش سیر۔ دلکش منظر شعر تازہ از فکرش می تراود و از افکار اوست

بیت:۔

گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا
نالہ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا   گ ب

وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اٹھانا مشکل
ہم کو جینے سے بھی اب زہر ہے کھانا مشکل   "

جان کیا چیز ہے پر عشق میں تاثیر تو ہو
کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو — گ ب

اب تو حد تاثیر کی اے اشک خونیں ہو چکی
سب طراز دامن دلدار رنگیں ہو چکی — ‘‘

مرزا ۔ آقا مرزا

مرزا تخلص، آقا مرزا ابن محمد اسمٰعیل ماژندرانی است۔ کہ در لکھنؤ تجارت پیشہ و درست اندیشہ تربیت یافتہ میر است کہ کلامش بے نظیر است۔

از وست ۔ فرد :۔

پہچانے تا نہ کوئی کہ یہ کس کی لاش ہے
سر تن سے لے گیا مرا قاتل تراش کر — گ ب

مسرور ۔ مرزا سنگی بیگ

مسرور تخلص، مرزا سنگی بیگ عاشق مزاج است۔ گفتار خوش و اشعار دلکش دارد شعرے از وی نگارد ۔ بیت :۔

سدا اس چشم میگوں سے یہ دل مستانہ رکھتے ہیں
صراحی کی ہوس نے خواہش پیمانہ رکھتے ہیں — گ ب

مشیر ۔ قطب الدین

مشیر تخلص، قطب الدین نام ۔ از جہاں آبادیان است بفیض اصلاح

ملہ سر تن سے لے گیا مرا قاتل تراش کے ۔ گلشن بے خار

شاہ نصیر کلاشس دلپذیر بر ناو پیرست۔ ازوست۔ فرد:۔

یہ غُل ہے کہ وحشی نے ترے پاؤں نکالے
پھر دشت جنوں سلسلہ جنباں نہ ہوا ہو گ ب

مشتاق۔ عبداللہ خاں

مشتاق تخلص، عبداللہ خاں نام دبشتاق علی خاں مخاطب است و بہ نکتہ دانی چوں تافیہ سنداں پاستانی دررمل دستے دراز دارد در ریختہ او بند دستنے باسیجاز و بہ بہوشی ہوسے وحرص و آز لبسے داشت۔ دتجریر خطوط کسے راجون ادوست رسی نے ازوست۔ شعر:۔

مٹے ہے دم بدم یاں وصل کی تدبیر کا نقشہ
دکھائی دے ہے بے ڈھب کچھ ہمیں تقدیر کا نقشہ گ ب

رنگ کیوں سبز ہے چہرے کا ترے اے مشتاق
کس نے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھوں سے ”

مصدر۔ میر ماشاء اللہ خاں

مصدر تخلص، میر ماشاء اللہ خاں نام، کہ پدر میر انشاء اللہ خاں بود۔ در معرکۂ شعرا بدوات و قلم صاحب طبل وعلم است و در طب والا پایگاہ و بسخن نیز راہ دارد ازوست۔ شعر:۔

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کی گ ب

مصحفی ۔ غلام ہمدانی

مصحفی تخلص غلام ہمدانی نام ۔ اصلش از قصبہ امروہہ ۔ در ایام جوانی طرح قیام بجہان آباد انداختہ آخر باز نام تافتہ طلب سوئے لکھنؤ کشیدہ تا نفس آخر ہم دراں جا دامن گزیدہ باجرأت و انشاء اللہ خاں اورا مطارحات و مشاعرات رو دادہ در بلاد مشرق شاعری او مسلم و باستادی علم بودہ اکثر سخنوران آں بلاد اکتساب ایں فن ازاں یگانۂ زمن نمودہ است ۔ از وست ۔ ابیات :۔

اور دامن اٹھا کے جانے والے — ٹک ہم کو بھی خاک سے اٹھاتے جا

سب اٹھے بزم سے اور اپنے اپنے گھر کو چلے
ولیک یہ نہیں معلوم ہم کدھر کو چلے
کمر تری ہوئی یاں تک تو شہرۂ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

گر ابر گھرا ہوا کھڑا ہے — آنسو بھی تُلا ہوا کھڑا ہے
اے روح نکل کہ مصحفی کا — اسباب لدا ہوا کھڑا ہے

اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ — تیرے صدقے ذرا ادھر کو دیکھ
میرے آگے نہ دیکھ آئینہ — میری حسرت بھری نظر کو دیکھ
زلف کا بوجھ مت کمر پر ڈال — زلف کو دیکھ اور کمر کو دیکھ
تھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ — رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ

آنکھ اپنی روتے روتے نہ شب تا سحر لگی
کیا جانے وصل یار میں کس کی نظر لگی
اللہ رے نازکی کہ اٹھا اس نے ایک پھول
سر پر جونہی رکھا تو لچکنے کمر لگی

ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارا ہی نہیں
واں لڑی آنکھ جہاں اپنا گزارا ہی نہیں
دست و پا کیا کوئی جاں باختہ اس میں مارے
بحر الفت کا جو دیکھا تو کنارا ہی نہیں
جس نے کل دی تھی مجھے یاد دگر دش اس کی
آج کی رات فلک پہ وہ ستارا ہی نہیں
مصحفی کیوں میں سبک بار گنوں اپنے تئیں
بار ہستی تو ابھی سر سے اتارا ہی نہیں ؛

مضمون ۔ شرف الدین

مضمون تخلص، شرف الدین از اولاد شیخ فرید شکر گنج است ۔ مرد سخن سنج بودہ از قصبہ جاجمو محال اکبر آباد در جہاں آباد نمود فکرش بر ایہام است کہ شیوہ شعرائے عالی مقام است ۔ شعر :۔

ٹ شیفتہ نے بھی مضمون کا وطن جاجمو لکھا ہے لیکن صحیح جاجمو ہے جاجمو کا تعلق مضافات اکبر آباد سے نہیں ہے یہ ضلع کانپور میں ہے جاجمو اعظم و معظم فرزندان اورنگ زیب کی جنگ کی وجہ سے بھی مشہور ہے دونوں کی جنگ یہیں ہوئی تھی

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا　　گ ب

تیر مژگاں برستے ہیں مجھ پر
آب پیکاں کا اس طرف سے ڈھال　　"

مضطر۔ ٹھاکر پرشاد

مضطر تخلص، ٹھاکر پرشاد کشمیری نسلو و نما لکھنؤ است۔ خوشہ چین خرمن ارباب سخن است۔ و تخم شاعری در مزرعہ ضمیرش بآبیاری ارباب این فن کاشتہ بفیض تعلیم برادر بزرگش یعنی پنڈت گنگا پرشاد رند بہرہ سترگ اندوختہ و علم و ادب از اوان سرکردہ زمن آموختہ و مایہ و فائدہ اندوختہ کلامش عشق انگیز و بیانش رنگ آمیز مدتے بضلع آگرہ در سرکار انگریزی بعہدہ تھانہ داری ایام گزاری می کرد و چندے بضلع رہتک و پٹیالی در ہمیں سرکار بخوشحالی و فارغبالی گزرانده و ثانی الحال پنج سالہ در مملکت شاہ اودھ دامن دولت سرکار نقیر محمد خاں بہادر فراچنگ آوردہ بر زمرہ عمال محال بھرائچ و سندیلہ باعزاز جمیلہ و امتیاز جزیلہ ماندہ دریں ولا بہتائے پدر[1] کلاں خود در بجنور بودہ شامل مجلس مشعرہ آثم می شود ازوست۔ ابیات:۔

تری مژگاں ہی سینے پر لگاتی تیر پھرتی ہے
دو دستی کیوں نگاہوں کی میاں شمشیر پھرتی ہے
عجب صنعت ہے شب بازازل کی دیکھو پانی پہ
یہ پتلی آنکھ کی دن رات بے تاخیر پھرتی ہے
طلسم ایسا یہ برپا کر دیا معمار گیتی نے
بنی ہے آب و گل سے جسم کی تعمیر پھرتی ہے[1]

---

[1] کذا

عشق نے کی ہائے کیا مٹی خراب   دل میں بس رہتا ہے درد و اضطراب
طارم اخضر سے تا فرش تراب   ہے بلا گرداں کسی کا آفتاب
آ مغنی ساز ہے بزم شراب   چھیڑ چنگ و عود و قانون و رباب

عشق بازی میں جی گنوانا ہے   مجھ کو اپنا ہنر دکھانا ہے
تن پہ اک لخت گل ہی کھانا ہے   دستۂ گل مجھے بنانا ہے
تو نے مہندی رچی ہے ہاتھوں میں   کیا نیا رنگ اور لانا ہے
باز جو دے کہ دسترس بھی ہے   زلف کی کشمکش میں شانا ہے
آہ سوزاں نہ کھینچ گلشن میں   عندلیبوں کا آشیانہ ہے
تجھ کو اے چرخ رات دن ہی ہے   کیا مجھی پر یہ چرخ کھانا ہے
زلف لہرا رہی ہے اُف بچیو   دیکھیو سانپ کا کھلانا ہے

کیا گل کھلے ہیں دیدۂ خوں بار بے طرح
آنسو ترے گلے کے ہوئے ہار بے طرح

واں خط سبز رخ پہ نمود اور پڑا ہے یاں
آئینۂ ضمیر پہ زنگار بے طرح

آفت نگاہ و چشم غضب قد بلا ہے زلف
پیچھے پڑے ہیں کیا ہی یہ دو چار بے طرح

حسن کی تیرے مچی دھوم پرستان میں آج
کون ہمسر ہے ترا عالم امکان میں آج

کیوں نہ مدہوشی ترنم ہو روشش پر بلبل
جام گل منہ سے لگا مست ہے بستان میں آج
باغباں آئی خزاں اڑ گئی کیا باد بہار
جو نہ بلبل ہے نہ گل ہے چمنستان میں آج
لوٹی چرخ نے پہنا ہے شب آتش کو
جھومکا عقد ثریا کا عیاں کان میں آج

عشق نے آگ پھر لگائی ہے
آنسوؤں سے ابھی بجھائی ہے
میرے جانے کی واں منائی ہے
کسی دشمن نے کچھ لگائی ہے
صدف چشم سے مسلسل یاں
آنسوؤں کی لڑی بہائی ہے
تن پہ کھایا ہے گل جو چھلے کا
یہ نشانی صنم سے پائی ہے
سانس ٹوٹی ہے نبض بھی چھوٹی
ہائے کیا مردنی سی چھائی ہے
کعبہ و دیر کا کیا جو طواف
اصل دونوں کی ایک پائی ہے
آئینہ کو نہ دیکھ بہر خدا
جان پہ طرز خود نمائی ہے
اے جنوں پھر ہو سلسلہ جنباں
فصل گل ہے بہار آئی ہے
جب سے پابند زلف ہے مضطر
سر پہ کالی بلا سی چھائی ہے

نگاہ دل میں گڑے کیوں نہ رخنہ گر ہو جائے
پلک تو لے کے رگ جاں پہ نیشتر ہو جائے
موا ہوں ایک گل اندام کے تصور میں
کہو مزار پہ بلبل ہی نوحہ گر ہو جائے

برنگ شمع کہاں تک جلوں میں حسرت میں
شب فراق کی یارب کہیں سحر ہو جائے

ملال کیوں کہ نہ گزرے جو تو رنیقوں میں
پئے شراب نہاں اور بند در ہو جائے

بقول ذوق طپش اور تیری تڑپ مضطر
جو برق دیکھے تو نی النار والسقر ہو جائے

مضطر، کنور سین

مضطر تخلص کنور سین از سکنائے لکھنؤ است۔ مدت ہا بہ تحصیلداری سرکار انگریزی بہرہ اندوز بود شوق شعر فوق از اندازہ بشری داشت۔ بنظر ہنر مند اشعار دل پسند اد خوش آئندہ ایں ابیات از وقلم بند شد۔ شعر:-

خلل انداز وفا کون سا غماز ہوا
کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا — گ ب

سوز جگر کو دیدۂ پر نم کو دیکھئے
ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے — ،،

ابھی سے بیقراری ہے تو ہم نے — دل مضطر منفرد راست کاٹی[1] ،،

---

[1] از عرصہ دوازدہ سال بہ علاقہ تحصیلداری ڈبائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات می سازد۔ بافقیر بارہا برخوردہ شوق شعرش از اندازہ افزون است وہم انکسار فراواں دارد۔ قصیدہ در واقعہ کربلا نوشتہ دو سہ بیت ازاں برمن خواندہ بود معلوم می شد کہ مضامین معقول یافتہ باشد خود را از تلامذۂ مصحفی می گیرد۔ گلشن بے خار

مظہر، مرزا جانِ جاناں

مظہر تخلص، اسم شریفش مرزا جان جاناں علوی نسب است۔ رحمۃ اللہ علیہ بزرگان آں حضرت اہل منصب بودہ نشو و نما یافتہ اکبرآباد است۔ چندے بجہان آباد طرح سکون انداختہ و کسب بطون از خدمت سید نور محمد بدایونی نقشبندی فرمودہ بہ تہذیب نفس تامل و ریاضت کامل و باہمہ فضایل ہمہ تن درد مجسم دل نرم و ہنگامہ عاشقی گرم داشت۔ شور در سر و بر حسن زیبا منظر نظری گماشت۔ در ماہ محرم بعضے از تعصب کیشان بیباک و بیدردان سفاک شہیدش کردند مات شہیداً عاش حمیداً ۱؎ از دست قدس سرہ۔ فرد:۔

لوگ کہتے ہیں موا مظہر بے کس افسوس
کیا ہوا اس کو وہ اتنا کبھی تو بیمار نہ تھا　　　گ ب

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار
ہائے بس چلتا نہیں اور مفت جاتی ہے بہار　　　″

خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو　　　یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے　　　″

اگر ملیے تو خفت ہے وگر دوری قیامت ہے
غرض نازک مزاجوں کی محبت سخت آفت ہے

۱؎ شیفتہ نے مرزا صاحب کے ترجمے میں پوری تفصیل سے کام لیا ہے اور ان کے بقول "میر قمرالدین منت عاش حمیداً مات شہیداً تاریخ وفاتش یافتہ"

منّی۔ محمد امین

منّی تخلص، محمد امین از سکنائے جوانب شرقی است۔ لقصبہ کول ازیں بے وفا جابرگ مفاجا پیوست و عمرشں بخوف و رجا می گزشت از وست۔ شعر:

سرمہ منظورِ نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیل کا گنڈا[۱] پہنایا مردم بیمار کو[۱] گ ب

معروف۔ الٰہی بخش

معروف تخلص، الٰہی بخش خاں نام۔ کوچک برادر نواب احمد بخش خاں بہادر والا مقام کہیں پور مرزا عارف جان کہ از امرائے عظام عہد ذوالفقار الدولہ نواب نجف خاں بودہ لفیض صحبت درویشان آں جلیل الشان بحلقہ تا ایشان درآمدہ خرقۂ خلافت از مولانا ضیا الدین چشتی جے پوری رحمتہ اللہ علیہ پوشیدہ دامن از دنیائے دوں کشیدہ و بجائے رسیدہ در سن یک ہزار دو صد و چہل و دو (۱۲۴۲) از ہجرت خیر الورا صلی اللہ علیہ وسلم ازیں مہمان سرائے کوس رحیل تبجیل کوفت مایہ دین و دنیا اندوخت اکثر خیالات رنگین و مضامین دل نشین دارد و ایں اشعار از گفتار او انتقاد یافت۔

شعر:

آہ وہ کون تھا خدا مارا جس نے اس سے مجھے لگا مارا گ ب

چشم تر سے گرچہ آمژگاں یہ پانی پھر گیا اس پہ بھی تو نوح کے طوفاں پہ پانی پھر گیا "

---

[۱] نیلا گنڈا ہے پہنایا۔۔۔۔ الخ۔ خدا معلوم خوشگی اور شیفتہ دونوں نے اس مطلع کو منّی سے کس طرح منسوب کردیا۔ یہ مطلع کلیاتِ آتش (دیوان اول ص۱۹۵) مطبوعہ نول کشور (دفعہ ۲) میں موجود ہے محمد حسین آزاد نے اس مطلع کے سلسلے میں ایک پورا واقعہ آبِ حیات میں لکھا ہے (ص ۳۶۱)

باغ ہستی میں کھلا گل یہ نیا میرے بعد
غنچے سے وہ مرے پھولوں میں ملا میرے بعد   گ ب

اس بڑھاپے میں بھی کم ہوویں گے لہری ہم سے
سبز رنگوں سے چھنا کرتی ہے گہری ہم سے   "

مغموم ۔ میر مشیت علی ۔

مغموم تخلص، میر مشیت علی مشق کلامش باصلاح حکیم میر عزت اللہ خان عشق است ۔ ازوست شعر :۔

خیال چشم میگوں میں قدم مستانہ رکھتے ہیں
دوانے ہیں ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں   گ ب

مقبول ۔ مقبول نبی

مقبول تخلص، مقبول نبی نام، فرزند انعام اللہ خاں یقین مرد سنجیدہ متین است، بریختہ گوئی مشاق شاگرد نثار اللہ خاں فراق است ۔ ازوست ۔ فرد :۔

دل گرفتاری کو اس زلف کی کب چاہے تھا
عشق نے ڈالی ہے یہ پاؤں میں زنجیر بزور   گ ب

ملول ۔ شاہ شرف الدین

ملول تخلص، شاہ شرف الدین درویش بودہ بذریعہ نظم خویش زیں جا بیش از بیش مشہور بیتے ازوست مسطور است ۔ بیت :۔

تری جدائی نے یاں تک مجھے ملول کیا [۱]
کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا گ ب

ممّلو۔

مملو تخلص، صفحہ خاطر مولف از نقوش حالش خالیست مگر مایۂ شاعری او عالی دیوانے دارد مملو باشعار آبدار [۲]۔ شعر:۔

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے
قمری و بلبل کو آپس میں لڑایا آپ نے
مصحف رخسار پر رکھتی قدم ہے باربار
زلف کافر کو عبث سر پر چڑھایا آپ نے گ ب

ممنون۔ نظام الدین

ممنون تخلص، از دودمان سیادت است. نظام الدین نام میر قمر الدین منت اصلش از قصبہ سونی پت. کسب فنون علمیہ و علوم عرفیہ از خدمت والد بزرگوار خود اختیار کردہ مدتے بلکھنو بسر برده و زمانے بزمرہ شعرائے پائے تخت حضور شمردہ [۳] طرز گفتارش دل چسپ و دل نشین و اشعارش نہایت عذب و شیریں از نتیجہ طبع اوست۔ شعر:۔

۱۔ تری جدائی نے یاں تک ہمیں ... الخ

۲۔ صفحہ خاطر مولف از نقوش احوالش خالی است۔ گلشن بے خار

۳۔ از پیش گاہ خلافت فخر الشعراء لقب یافتہ. اکنوں از خیدگاہ بگورستان اجمیری گزراند گلشن بیخار

تصورِ شب ترا تا صبح یاں کس کس طرح باندھا[1]
کبھی کھولی قبا گہ طرۂ عنبر فشاں باندھا — گ ب

ہاتھ سے تیرے یہ احوال ہے دلبر اپنا
دل نہیں ہاتھ میں اور ہاتھ ہے دل پر اپنا — "

دل میں جو جو ہیں نکالیں وہ ذرا بول کے خوب
آج اس شوخ سے لڑ لیجئے دل کھول کے خوب — "

باؤلا پن ہے تصور میں ترے ممتوں کو
تو اگر آوے تو اک سیر دکھاؤں تجھ کو — "

شب ہم کو کشت و خوں رہا افواج غم کے ساتھ
سو حسرتیں شہید ہوئیں اپنے دم کے ساتھ — "

بس حیا زور آزمائی ہو چکی — دلبروں سے ہاتھ پائی ہو چکی[2] — "
رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت — صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی — "

جگر کے درد نے رنگیں نشان آہ کئے — دل شہید کے غم میں علم سیاہ کئے

---

[1] تصورِ شب ترا تا صبح کس کس طرح یاں باندھا ۔ گلشن بے خار

[2] کذا

منیر۔ وجیہ الدین

منیر تخلص، وجیہ الدین پور زی شعور شاہ نصیر است۔ بریختہ گوئی بے نظیر در شبستان سخن بدر منیر کلاشش دل پذیر۔ شاعر کہنہ مشاق است در سخن گوئی بطرز نو طاق۔ بہرہ اندوز شب و روز از فیض پدر لبود لبفن سخن ید بیضا نمود[۱]۔ از وست۔ شعر۔

کہاں ہے چار گل ہمکنار ہے آتش
کہ دل جلوں کا غلاف مزار ہے آتش
کہاں ہے دیدۂ ساغر میں بادۂ گل گوں سے
کسو کا کھینچتی یہ انتظار۔ ہے آتش
اگرچہ تیرگیٔ بخت سے جلوں ہوں دلے
شب برات ہوں میری بہار ہے آتش

گرداب نہیں بحر میں ہر جا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے دریا ہمہ تن چشم
گو ہم ہیں تہہ خاک ولے قبر پہ آ کر
جالی کا محجر تو ہے اپنا ہمہ تن چشم
اے صید فگن طالب دیدار کو تو نے
تیر دل سے کیا خنجری آسا ہمہ تن چشم
برقعہ کو اٹھا رخ سے جو کرتا ہے تو باتیں
اب میں ہمہ تن گوش ہوں تو یا ہمہ تن چشم

---

[۱] بر لیان جوانی داعی اجل را لبیک اجابت گفت۔ گلشن بے خار

یہ چاک کشتۂ تیغ نگاہ چشم میگوں ہے
جو سبزہ سبزۂ مینا ہے اور گل جام گلگوں ہے

زباں سے واں تو آنے کے لئے بال ہے نہ کچھ بوں ہے
قلق سے اور یاں ہمدم بلوں پر جان محزوں ہے

تماشا سرخ ڈورے سے تری کیا چشم میگوں ہے
رگ گل نرگس شہلا میں ہے یہ تازہ مضموں ہے

خیال دشنۂ مژگاں ہے دل میں کس ستمگر کا
کہ آنسو جو نکلتا ہے برنگ قطرۂ خوں ہے

اٹھا کر پردۂ غفلت کو میں نے جو خدا دیکھا
نہ عذرا ہے نہ وامق ہے نہ لیلیٰ ہے نہ مجنوں ہے

کہاں ہے اشک خونی چشم تر میں ہمدموں دیکھو
صدف میں دانۂ یاقوت جائے درِ مکنوں ہے

منیر اس بحر میں اک مطلع موزوں سنا ایسا
کہ نا اہل سخن تجھکو کہیں کیا طبع موزوں ہے

منیر ۔ خواجہ آفتاب خاں

منیر تخلص، خواجہ آفتاب خاں شاگرد سعادت یار خاں رنگین است. از دست شعرا۔

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیاں کریں
شانہ کے دانت توڑ کے اپنی زباں کریں — گ ب

منشی ۔ میر محمد حسین

منشی تخلص میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن معروف بمیر کلن کہ بحسن شعور دریں معمورہ مشہور بود[1] اصلش از ایران دیار است۔ و بزرگانش را بہ دہلی قرار۔ آخر با روئے سوئے لکھنو نمودہ۔ و در سرکار مرزا سلیمان شکوہ بیاسود ازوست۔ قطعہ:۔

نہ پوچھو اس پری کے حسن کا عالم کہ آفت ہے!
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

جو پوچھا اس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے
مجھے کچھ اس سے یوں ہی زر کی صاحب سلامت ہے کہ

منشی ۔ میر غلام علی

منشی تخلص میر غلام علی باشندہ سرسی کہ از مضاف مراد آباد است۔ کلامش شستہ و صاف مزاج عاشقانہ و طرز آزادانہ دارد بحسن خوباں مائل گمان این وآں از خاطرش زائل بزمرہ اہل قلم در تحصیل نجیب آباد ملازم است۔ بجال زرلیدہ بیان بسیار عنایت دارد ایں ازاں عزیز است۔ غزل:۔

حال دل خود بے تو چگویم بتو چوں شد
مضطر شد و عاجز شد و لاچار و زبوں شد

راندی ز درم تا بدر سنت باز نیایم
دل بار دگر سوئے تو ام راہ نموں شد

---

[1] خوشگی کا یہ فقرہ قابل توجہ ہے۔ دریں معمورہ سے دلی مراد ہے لیکن دلی سے خوشگی کو ایسا تعلق نہ تھا کہ وہ اسے دریں معمورہ کہتے۔ دراصل یہ شیفتہ کا فیض ہے جنہوں نے لکھا ہے از شاہیر ایں معمورہ بود

در هجر تو دل خون شد و خون آب شد آب
اشکم شد و اشکام زره دیده برون شد

عقلم بدل از عشق بدل گشته و آن عشق
فکرے شد و آن فکر ممید ان مجنون شد

از رنگ حنا گشته کف پاے تو رنگیں
یا جان کسے بهر تو مبوس تو خون شد

بے رنگی وحدت چو بکثرت شده مائل
رنگے شد و نیرنگ شد و بوقلموں شد

منشی نکند ناله جان در فراقت
بسیار شد و از حد اندازه فزوں شد

مشتاق، چتربھوج

مشتاق تخلص، چتربھوج نام، قوم ڈھوسر که از اقوام تاجران است. مولدش بلده ڈیگ است. مگر از سن هزار دوصد و یازده (۱۲۱۱) فصلی توطن در متھرا گزیده است. شوق کمال بانشا دارد و بعهده انشا محکمهٔ راقم معزز و خوش گزرانے است. اما چتر فرق محاسبان دافتر تارک شاعران است. ارباب سخن باستماع شعرش مشتاق. مرد لیست برگزیده سیرت و مجسم باخلاق در زبان فارسی بهره کافی و در هندی خلاق رانی دارد ازاں گرامی خصلت است. شعر:-

بیاد شاهد رنگیں تو برگزیں تسبیح
همیشه پیش نظر دار گوهریں تسبیح

دیکھ خوبی حسن تیرے کی گلاب ہو گیا ہے شرم سے مانند آب

منتظر۔ نور الاسلام

منتظر تخلص نور الاسلام۔ اشعار او لطیف و جوان حریف ظریف لکھنوی نژاد اور امصحفی استاد۔ دیوانے از تصنیف او است بعلم و ادب آراستہ و بحلم پیراستہ خوش بیان و فصیح زبان است۔ او راست۔ شعر:۔

رہے منتظر منتظر یار کے یہ دیدہ ندیدہ ہیں دیدار کے

نہ میں ہاتھی نہ گھوڑا مانگتا ہوں الٰہی صبر تھوڑا مانگتا ہوں
جنھوں نے دل مرا توڑا ہے اے یار میں ان ہاتھوں کا توڑا مانگتا ہوں
کبوتر باز کے لڑکے سے ہر روز لکھی کا ایک جوڑا مانگتا ہوں
جہاں میں منتظر جاگیر اپنی جہان آباد کوڑا مانگتا ہوں

ٹک آنکھ لگ گئی جو روتے روتے تو سر پہ دیکھا کھڑا ہے کوئی
پڑا ہے کیا میرے جی کے پیچھے تصور اس کا بلا ہے کوئی
تمھیں یہ لازم ہے اپنے ہاتھوں سے اس کے منہ پر گلاب چھڑکو
تمھاری صورت کو دیکھتے ہی ابھی جو غش کر گیا ہے کوئی
ہزاروں جی پر خیال گزرے کروروں دل پر ملال گزرے
سنا جو ہم نے کہ گھر میں اس کے پھر آنے جانے لگا ہے کوئی

چاہنے سے دل کی آزما دیکھ ظالم کہیں تو بھی دل لگا دیکھ گ ب

بادخزاں کا ہو مُبرا منتظر تخت گلزار ھوا کر دیا

منعم۔ قاضی نورالحق

منعم تخلص، قاضی نورالحق شاعر ایست۔ بفصاحت و بلاغت ملحق بقند ما، گویند زرب بی خدمت قضا میداشت بمشق سخن اورا ملکہ تمام بہم است۔ از وست شعر۔

وہ نوکِ مژہ جب سے مرے دل میں گڑی ہے
ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منصف۔ منصف علی خاں

منصف تخلص، منصف علی خاں ذلہ ربائے خوانچہ فیضان نظام خان مجسز است۔ از افاغنہ عظیم آباد کہ آخر تن بسفر دہلی دارد بمدرانجا تفاق سکونت افتاد بضیق معاش تعلیم اطفال شکستہ حال می زیست دستگاہ نظم بفراخ حوصلہ خود تنگ می داشت کہ بگلشن سینہ حاسدان خار حسد میکاشت۔ چناں چہ پیش نظر منصفان شگفتگی طبع او ظاہر و باہر از دست۔ شعر۔

خیال جائے ترا کیوں کہ میرے سینے سے
جُدا ہوئے ہیں کہیں نقش بھی نگینے سے[2] گ ب

---

[1] یہ شیفتہ کے اس بیان کی طرف اشارہ ہے " درنظم اشعار چنداں دستگاہے نداشتہ۔ فقیر راہم اتفاق درخورد ایشاں شدہ "

[2] جدا ہوا ہے۔۔۔۔ الخ گلشن بے خار

منت ۔ میر قمر الدین

منت تخلص، میر قمر الدین کہ از اولادِ مردِ اہل سنت بود۔ پرہیزگار و پاک گوہر شہدی نژاد لقصبہ سونی پت از نیستی بہستی رسیدہ برائے نشو و نما بجہاں آباد مسکن گزیدہ بعد حصول علوم رسمیہ فنون غفلیہ دست لقدوۃ المشائخین مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ داد آخر بعد مدت چوں از جہاں آباد۔ بہ لکھنو رسیدہ گویند کہ روش اما میان گزیدہ قصائد در مدح عمائد آں جا بنظم آوردہ باز بہ کلکتہ شتافت واز ناظم آں جا کہ گورنر جنرل باشد بہ دفور دانائی خطاب ملک الشعرائی یافت۔ دبار رخت بجیدر آباد انداخت و از دانائی آنجا صلہ و انعام با احترام تمام اندوخت[1]۔ دمجدداً کوس عزم بہ لکھنو زدہ و راجہ ٹکیت رائے را ندیم گشت۔ د بعمر چہل و نہ سالگی ازیں جہاں درگزشت۔ واشعار آبدار بسیار و دیگر تصانیف او بے شمار است۔ واین مشتے نمونہ خروار است۔ شعر:

گر اس بت جاں بخش کی میں بات سناؤں[2]
عیسیٰ بھی اگر بولے تو صلوات سناؤں — گ ب

مدعی اس سے سخن ساز بیا بوسی ہے
پھر تمنا کو یہاں مژدۂ پا بوسی ہے — ؍؍

تہمت عشق عبث کرتے ہیں مجھکو منت
ہاں یہ سچ ملنے کی خوبوں سے تو اک خوسی ہے — ؍؍

---

[1] از پیشگاہ نواب نظام الملک بہ صلۂ قصیدہ دہ ہزار روپیہ زر نقد و جنس ذخیرہ اندوخت۔ گلشن بے خار۔ شیفتہ نے منت کی تصانیف کا تفصیلی تذکرہ بھی کیا ہے۔

[2] گر اس لب . . . . . ، نسخہ گلشن بے خار

موزوں ۔ میر فرزند علی

موزوں تخلص، میر فرزند علی نام، یکے از فرزانہ ہائے سامان سخنوری یگانہ از تلامذہ شمس الدین فقیر است۔ اشعار او برالسنہ بزناد میرا است۔ طبعے موزوں داشتہ در تاریخ گوئی و سخن سنجی بہرہ کافی بر داشتہ از وست۔ شعر:

ہے محو آئینہ ساں سارا جہان تیرا
منہ دیکھے کیوں نہ ہر اک۔ اے میری جان تیرا ! — گ ب

شمع ہر بزم نہ ہونا ہرگز — دل جلوں کا بھی کہا کیجیے گا — ،،

نرگس کا پھول بھیجئے نامہ میں یار کو
معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو — گ ب

پھول جھڑتے ہیں ترے منہ سے مری آنکھوں سے
حسن اور عشق کی کیا خوب گل افشانی ہے — ،،

موزوں ۔ پنڈت امر پرشاد

موزوں تخلص، پنڈت امر پرشاد نام اصلش از لکھنو و مولدش فتح آباد از نواح اکبر آباد است۔ بمشق سخن می پردازد و از غزل بر طرح مشاعرہ می سازد در نرد محبت یاران ہمدم می بازد تربیت یافتہ برادر زادہ پنڈت گنگا پرشاد ندا است۔ و بفیض تعلیم شان سخنش دل پسند ایں ابیات از تصنیفات او تحریر پذیر است۔

ابیات :-

وہ نشہ حسن ہے تو جامۂ انسان میں آج
ملک و حور و پری ہے ترے فرمان میں آج
دن گیا رات ہوئی آہ ترے دھیان میں آج
جی نکل جائے گا پیارے اسی ارمان میں آج
قتل عاشق سے لگا ہے کہیں شاید یہ لہو
سرخ سنجاف نہیں ہے ترے داماں میں آج

ہزار سوائے عالم آہ حسن یار کے باعث
دل اب یہ رنگ لایا اس گل رخسار کے باعث
وہ آیا خواب میں بھی آہ اس شوخی سے حسرت ہے
کہ ناگہ چونک اٹھا خلخال کی جھنکار کے باعث
توانا کب ہو جس کے دھیان میں ہو وہ کمر موزوں
میاں رہتا ہوں میں لاغر اسی آزار کے باعث

آئینہ نمط ہے جو تو حیران کسی کا
کس واسطے رہتا ہے تجھے دھیان کسی کا

یہ آنکھوں میں سمائی اس بت خونخوار کی صورت
کہ ہے ہر قد موزوں کا الف اللہ کی صورت
صعوبت چاہ کنعاں میں اٹھائی گرچہ یوسف نے
زلیخا سے مگر پوچھو عزیز و چاہ کی صورت

ہوا کی شکل کب کھنچتی ہے پر استاد قدرت نے
ہمارے صفحۂ خاطر پہ کھینچی آہ کی صورت

ہو جیسے کہ تم ویسے ہو دنیا میں عیاں تم
آفت ہو قیامت ہو غضب ہو مری جاں تم
ہو لالہ رخ و سیم تن و غنچہ دہاں تم
گل پیرہن و سرو قد و موئے میاں تم
نے دیر سے کچھ کام ہمیں اور نہ حرم سے
اپنا وہی کعبہ ہے کہ رہتے ہو جہاں تم

جب نگہ وہ دوچار کرتے ہیں — تیر سا دل کے پار کرتے ہیں
جب سے ہم تم کو پیار کرتے ہیں — کیا کریں دم شمار کرتے ہیں
آنکھ نرگس کی تو کھلی ہی نہ تھی — تب سے ہم انتظار کرتے ہیں
ہو سو ہو اب تو جان تم پر ہم — بندہ پرور نثار کرتے ہیں
لالہ ساں اس چمن میں غم سے ترے — اپنا دل داغدار کرتے ہیں
بے قراری میں دن گذرتا ہے — شب کو تارے شمار کرتے ہیں
ایک گل پیرہن کے عشق میں ہم — جیب کو تار تار کرتے ہیں
تجھ پہ گل کھا کے اپنے تن کو ہم — رشک گلزار یار کرتے ہیں
ہم تو مرتے ہیں بے قراری میں — آپ قول و قرار کرتے ہیں

میر موزون و سوز فکر سخن
بس یہی تین چار کرتے ہیں

ممتاز۔ عبدالمالک

ممتاز تخلص، عبدالمالک خلف شاہ غلام مرتضیٰ[1] نسبت تلمذ وخواہرزادگی با نذیرالدین حسن شایق داشتہ در موزونی طبع بر ہمہ فایق گوہر اشعار آبدار از دریائے ذخار او می تراود در بریلی بوجود آمدہ عمریست کہ بر فانتند۔ نواب سعادت یار خاں بہادر صاحب تخلص بقناعت می گزراند از وست۔ شعر؛

ہاتھ میں مرجائے گا یہ مرغ دل پر مار کے
چھوڑ دو پیارے تم اس کو اپنے اوپر وار کے

(قطعہ)

مانا کہ تو ہے مصور دھر	اب کوئی نرا نہیں ہے ثانی
تو کھینچ سکے گا اس کی تصویر	اپنی صورت تو دیکھ مانی

مونس۔ حکیم سعادت علی خاں

مونس تخلص، حکیم سعادت علی نام، از سادات ذوالاحترام است۔ مرد خجستہ ولطیف وشگفتہ وظریف وروارستہ وحریف است۔ طبیب است مسیح دم صاحب حشم بالفعل لبرشتہ داری بلندشہر شہرہ شہر است[1]۔ بیتے از دوالہ قلم شد۔ فرد؛

زماں جوشش گریہ ہچکیاں لینے لگا مونس
خلل انداز ہے اب نالہ شب گیر میں آنسو

---

[1] از ارباب بنارس ۔۔۔۔ بہ تقریب ورود بلندشہر نقیر را با ایشاں ملاقات دست بہم دادہ بلکہ از جانبین ابواب ربط و دالست بر رخ ہم کشادہ۔ گلشن بے خار

مومن ۔ مومن خاں

مومن تخلص، مومن خاں مومن از دودمان گرامی و از خاندان نامی است ۔ از روز ولادت الی آں بسبب موافقت جہاں آباد و اہل آں بہ یمنے حرکت نکردہ و بوصل شاہدان شیریں و وصائل یاران رنگین بلبلان نوشین کام و زبان حلاوت آگین نکتہ داں شیریں بیان سخنگوئے بروش نیکوئے در طب طبیبے آزمودہ و در ہر علم نصیبے کافی ربودہ دیوانش مملو از اصناف سخن و شہرہ مثنویات او بہ اکناف زمن امروز جنس سخن را در بازار سخنوران از و رواجے و بزمرۂ عشق بازان ایں دیار عالی مزاجے است ۔ اگرچہ بادہ بہ نخوردہ ام فاما تیر محبتش بر دل خوردہ ام ۔ از دست ۔ شعر۔

محو مجھ سا دم نظارۂ جاناں ہوگا　　آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیراں ہوگا ۔ ب

وصل کی شب شام سے میں سو گیا　　جاگنا ہجراں کا بلا ہوگیا ″

روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا　　میرا سوال ہی مرے خوں کا جواب تھا ″
ہوں کیوں نہ محو حیرت نیرنگ ہائے شوق　　جو دل میں شعلہ تھا وہ آنکھوں میں آب تھا ″

بے خود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا
جینا وصال میں بھی تو مرنے سے کم نہ تھا ″

سرمۂ تسخیر سے ہم خود مسخر کیوں نہ ہوں
آنکھ کی پتلی جو ہے جادو کا پتلا ہوگیا ″

لاشں پر آنے کی شہرت شب غم دیتے ہیں
اے پَری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہیں — گ ب

دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹا نیں گے کہ اب تو جنگ ہے تقدیر سے — "

میر۔ میر محمد تقی

میر تخلص، سر خیل بلغائے عظام افصح فصحائے کرام شاعر والا مقام در نظم و نثر ذو الاحترام میر محمد تقی نام مردے ترانہ سنج لطیفہ گو ہمشیرہ زادہ سراج الدین علی خاں آرزو دست اولاً بشاہ جہاں آباد و فارغ البال می بود و تبے از آں جا بسوے لکھنو رفت اگرچہ بخرج ما یحتاج محتاج نہ بودہ مگر روزی از خوان احسان نواب وزیر می یافت و ہم در آنجا بسر ملک عدم شتافت ایں ابیات از نتائج طبع آں سر آمد سخنوراں راست۔ ابیات۔

جدا جو بر سے مرے دلبر بیگانہ ہوا
طپش کی یاں تئیں دل نے کہ درد شانہ ہوا
کھلا جو نشہ میں پگڑی کا پیچ اس کے میر
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا — گ ب

کہیو قاصد جو وہ پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں
جان و ایمان محبت کو دعا کرتے ہیں

عشق آتش بھی جو دیوے تو نہ دم ماریں کہ ہم
شمع تصویر میں خاموش جلا کرتے ہیں
فرصت خواب نہیں ذکر بتاں سے ہم کو
رات دن رام کہانی سی کہا کرتے ہیں
تو پری شیشہ سے نازک ہے نہ کر دعویٰ مہر
دل ہیں پتھر کے انہوں کے جو وفا کرتے ہیں
تجھ بن اس جان مصیبت زدہ غم دیدہ پہ ہم
کچھ نہیں کرتے تو افسوس کیا کرتے ہیں
کیا کہیں مت پوچھ اب تم سے معاش اپنی غرض
غم کے تئیں کھاتے ہیں اور لو ہو پیا کرتے ہیں

عشق میں نے خوف و خطر چاہیے
جان کے دینے میں جگر چاہیے

کچھ موج ہوا پیچاں اے میرؔ نظر آئی
شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

مشتاق ۔ فرزند علی

مشتاق تخلص، فرزند علی نام از نوخیزان سادات کرام نصبہ نگینہ است، با وجاہت صورت و نظافت سیرت و فہم ذکا و فکر رسا طبع سلیم با نیاز مند سرے دارد۔ مرد حبیب است استعداد تمام ادرا در سخن سنجی ہندی حاصل از دست۔ شعرا۔

دست قاتل مری گردن پہ جو چل جائے گا
خوب ہو گا کہ ہمیشہ کو خلل جائے گا

وعدے سے اپنے جو وہ یار بچل جائے گا
بات رہ جائے گی اور وقت نکل جائے گا

مہر۔ آغا علی

مہر تخلص، آغا علی خان نام۔ فرزند ارجمند نواب معتمد الدولہ آغا میر بہادر است۔ از امرایان لکھنو۔ گویند کہ بالفعل در کانپور دولت سرائے ساختہ است۔ طبع خوشے دارد از معدن طبعش گوہر آب دار اشعار در چار سوئے عالم رسیدہ است نے نے فکر رسائش ابر نیسانے است کہ دُرِ دغرر گوہر ہائے شاہوار بر سر عالمے باریدہ است۔ آنچہ بمارسیدہ پیش جوہر شناسان معانی می نہم۔ غزل:۔

جو رات ہاتھ تمھاری گردن کے واسطے
تکیہ بنا وہ اب سر دشمن کے واسطے

ہے چاک تو برائے گریبان اے جنوں
کانٹے ہی چاہیے مرے دامن کے واسطے

دل داغ ہے لب مسی آلودہ یار پر
لالہ کھلا ہے غنچۂ سوسن کے واسطے

موسیٰ کو تیرے کوچے میں ہم لا کے پوچھیں گے
تھا یہ ظہور وادیٔ ایمن کے واسطے

چن چن کے اس کو کاٹتے رہتے ہیں باغبان
جو شاخ ڈھونڈھتا ہوں نشیمن کے واسطے

خورشید دن کو نکلے ہے یا مہر شب کو ماہ
اس کے نظارۂ رخ روشن کے واسطے

منتظر۔ میر خواجہ بخش

منتظر تخلص، میر خواجہ بخش کہ از سید زادگان سنبھل است مشق سخن می نماید و شعر موزوں از طبعش می تراود بالفعل نائب محافظ دفتر دفتر بجنور است۔ لشعرائے بزم راقم جام محبتش بدور است۔ یادگار اوست۔ شعر:۔

جو کام کہ ابرو نے کیا جان کسی کا
خنجر سے نہ نکلا کبھی ارمان کسی کا
افسردہ نہ ہو گل چمن دھر میں کیونکر
داغوں سے جو سینہ ہے گلستان کسی کا

مے کشی سے بحر میں کب دل بھرے	جو کہ پیتا ہو جگر کا خون ناب
منتظر مرنا ہے الفت میں تری	سورۂ اخلاص پڑھ بہر ثواب

مظلوم۔ مظلوم شاہ

مظلوم تخلص ورد لیشے دل ریشے از ظلم گردوں۔ دور اندیشے است کہ مظلوم شاہ نام دارد در الہ آباد زاویہ گزین است مرد خوش اخلاق در سخن سنجی مشہور آفاق است ہنگام اقامت آں جا شنیدہ بودم کہ بہار دانشں را بنظم اردو آوردہ است فاما بر نخوردہ ام۔ ازاں بزرگ است۔ شعر:۔

نقص ناقص دیکھئے اور حسن کامل دیکھئے
داغ مہ کو دیکھئے رخسار کا تل دیکھئے

اثبات اسکے منہ سے میاں کیا مجال ہے	تقریر فلسفی ہے ہیولیٰ خیال ہے

رہا دل کو خیال ساقی و مے خانہ تربت میں
فرشتہ سے کیا میں نے طلب مے خانہ تربت میں

نظر جس دم چراغ دیدۂ منکر نکیر آیا
دل شیدا ہمارا بن گیا پروانہ تربت میں

نشیل خنجر شانہ ہوں درد شانہ ہے مجھکو!
روا رکھنا نہ شانہ ہے میرے شانہ تربت میں

ذرا خواب عدم سے چونک پڑتا تب تماشا تھا
اڑا دیتا کفن کی دھجیاں دیوانہ تربت میں

خیابان نون

نالاں ۔ محمد عسکری

نالاں تخلص، محمد عسکری کہ بگردش فلکے ناکام بودہ بضیق معاش ایام بسری نمود وجادہ شاگردی مصحفی[1] می پیمود دیراست کہ بگور آسودا از دست۔ شعر:۔

سحر کے ہونے کا از بس خیال رہتا ہے
شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بدگماں ہوں کہ اس بت کے سائے پر بھی مجھے
رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے گ ب

نامی ۔ نواب مرزا حسام الدین حیدر

نامی تخلص، نامورے کہ بزم دولت وران گنجور ملقب بہ مبارز الدولہ یعنی نواب مرزا

---

[1] مصحفی از اول شاگردان خویش ادرا گفتہ۔ دو سال است کہ نود سالہ فوت کرد۔ گلشن بیخار

حسام الدین حیدر خان بہادر از اقربائے والیٔ لکھنو است طبع عالی و فکر غالی دارد بفن سخن از میر مستحسن خلیق استفادہ نمودہ و مرد خلیق بودہ شنیدہ ام کہ از چندے ترک نظم کردہ لذت سماع بردہ۔ ازوست. شعر:۔

دم شماری ہیں مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا
جان جانے کو تھی عاشق کی نجانا کیا تھا گ ب

ربط محبت جو باہم تھا ہم میں ان میں چھوٹ گیا
دونوں طرف سے رہے جو کشیدہ رشتۂ الفت ٹوٹ گیا ″

تابش خور سے نہ کس طرح وہ کمہلا جاوے
عارض یار ہے ہم رنگ گل تازۂ صبح ″
تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالہ کرتے
کیوں سناتا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح ″
امید دلدہی اس سنگدل سے سخت بیجا ہے
مگر ان چاہنے والوں کا پتھر کا کلیجہ ہے ″

مرید پیر مغاں پیر خانقاہ کئے یہ بے طرفی کی ہم نے روبراہ کئے ″
نہ اپنوں سے اسے الفت نہ بیگانوں سے ملتا ہے
دل وحشی کا اپنے طور دیوانوں سے ملتا ہے ″

لے از احبائے والد بزرگوار ایں بہ ہیچ در حساب است۔ استفادہ سخن از خدمت میر مستحسن خلیق کردہ اکنوں بہ نظم اشعار نمی پردازد آمار جنتے بہ شنیدن باقی است. گلشن بے خار

ناسخ ۔ شیخ امام بخش

ناسخ تخلص شیخ امام بخش از لکھنو است۔ شاعریست غرّا دکاوش از شعتم معراچمن طبعش نکہت انگیز و شمیم فکرش رنگ ریز والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ نازک پیشہ در دربار آغا میر بار یافتہ و از پیشگاہ آں وزیر با افتخار ارباب شہر بہر استفادہ بخدمتش می شتافتند و لفیض صحبت او استعدادے می یافتند ہر گاہ منشی قضا قلم غزل بر نام آں وزیر اہل فضل کشید گام شیخ تردد گردیدہ بالہ آباد رسید۔ گویند کہ در ایام فراق لکھنو و اتفاق مہاجرت احباب او اشعار درد آمیز عشق انگیزی گفت و طاقتش طاق و زندگی او شاق بود دمے بے ہمدمے نمی آسود دکاہش تن می فزود۔ در سن یک ہزار دو صد و پنجاہ چہار (۱۲۵۴) ہجری چوں بالہ آباد رسیدم خبر وفاتش شنیدم شاید تابوتش لبسر زمین لکھنو آسود۔ ابواب رنج والم بر رخ شاگردان کشود ازاں نامی گرامی است۔ شعر:۔

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا ؎ گ ب

دے دوپٹا تو اپنا ململ کا ناتواں ہوں کفن بھی ہو ہلکا ؎

مر گیا ناسخ میکش جو سارے مے فروش
مسجدوں میں بیٹھے اپنی اپنی دوکاں چھوڑ کر ؎

سر رگڑوں آستان بت نازنیں سے میں
ہے جی میں داغ سجدہ مٹا ڈالوں جبیں سے میں ؎

پیشتر نشئہ ایجاد سے بے ہوش ہوں میں
خم گردوں کبھی نہ تھا جب سے کہ نوش ہوں میں گ ب

صبح فرقت تیرگی میں شام سے کچھ کم نہیں
چاند نکلا ہے افق سے نیر اعظم نہیں ″

قوی ہوں گو ستم آسماں سے زار ہوں میں
الجھ کے دامن محشر سے چھٹے وہ خار ہوں میں ″

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں
جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں ″
دھوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھ کر
مسجد ہے مے فروش کی نا سنج دوکاں نہیں

دو شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو
تیرگی سے نظر آتے ہیں ستارے دن کو ″

یوں نزاکت سے گراں ہے سرمہ چشم یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو ″
رحم آجاوے اگر موران کو میرے پیار کو
کھینچ لے جائیں لحد سے میرے جسم زار کو ″

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو
ٹھوکر کی آرزو ہے ہمارے مزار کو — م ب

ہوش اڑتے ہیں جو سنتا ہوں تری آواز کو
کیا ترے پردے سے نسبت پردہ ہائے ساز کو — "

یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
وگرنہ ماہ کو یک شب کمال رہتا ہے — "

ٹھوکر ایک پائے حنائی سے لگایا چاہیئے
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیئے
داغ فرقت زیست پھر سوز جہنم بعد مرگ
ان بتوں کو کس توقع پر خدا یا چاہیئے — "

باد کی مانند ساقی نے اڑا پانی مجھے
کشتیِ مے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے — "

نثار ۔ عبدالرسول

نثار تخلص، عبدالرسول نام از سخن سنجان اکبرآباد است ۔ بزبان سلف بے نظیر استاد بود ۔ از وست ۔ شعر :-

---

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جائیں گے ہم
یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلائیں گے ہم — گ۔ ب

ماہ رو کی جو مہربانی ہے — یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے — ر
اس کے عارض کو دیکھ جلتا ہوں — عارضی میری زندگانی ہے — ر

جب حرف محبت کے باہم سے گئے گزرے
ہم تم سے گئے گزرے تم ہم سے گئے گزرے

تم انجمن میں رات عجب آن سے گئے — بسمل کئی پڑے ہیں کئی جان سے گئے

نثار، محمد امان

نثار تخلص، محمد امان نام۔ فرزند سعادت اللہ معمار دہلویست۔ کہ در فن تعمیر نظیر خود نداشت[1]۔ وقدیم در وادی شاعری می گزاشت۔ ازوست شعر:

چھوڑ کے تنہا مجھے جب کہ وہ گھر جائے گا
جاں ادھر جائے گی اور یار ادھر جائے گا

خوبی میں ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے
لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

---

[1] گویند کہ بنائے جامع دہلی از پدران اوست۔ وے نیز در فن تعمیر دست خوشی داشتہ۔ کسب این فن از خدمت شاہ حاتم کردہ۔ گلشن بے خار

زخمی کو محبت کی ہر طرح سے راحت سہے
گر نون بھی تو چھیڑ کے تو سنگ جراحت ہے — گب

گردش کا اس نگاہ کی اب طور اور ہے
اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے — ''

صورت موافقت کی کبھی سوجھتی نہیں
صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے — ''

نشاط مولوی الہی بخش

نشاط تخلص مولوی الہی بخش عارف ملی مقبول بارگاہ حضرت اللہ العلی مدرس و عالم بے نظیر فاضل دلپذیر صوفی صافی دہرچہ گوئم بوصفش غیر کافی یعنی مولانا مفتی الہی بخش کاندھلوی راحصول علوم درسیہ از خدمت مولانا شاہ عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نمودہ دزلہ معنوی از بطون برادر خورد خود ربودہ گویند کہ اورا ورد بسیارے خواند اوتاے اواین است کہ سوائے درس و وعظ و تصنیف کتب و انشاد انشاد شعر تحریر انشا آیہ کریمہ را ہر روز لک بار می خواند وسیدی شاہ حضرت عبدالعلیم صاحب لوہاروی سلمہ اللہ تعالے دزاد فیضانہ می فرمودند کہ آیہ کریمہ را مولانا روزے بعالم مثال دیدند کہ بشکلے از تمثال مردم نمودار شد مولانا پرسیدند کہ کیستی گفت آیہ کریمہ ام ہرچہ خواہی بطلب مولانا گفت برو از پیش من گاہے بکارم نہ آمدہ و نفعے نیافتہ ام او گفت اگر دریں جا بکار تو نیامدہ ام بعقبیٰ بکار تو خواہم آمد و دیگرے از ثقات شنیدہ ام و ہم دیدہ کہ مولانا ممدوح

دفتر ششمین از مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بحسب ارشاد باطنی آں بزرگ تصنیف فرمودہ اند و دو دفتر اولین مثنوی معنوی ترجمۃ اللفظ بہندی کردہ اند کلامے چند از اں بزرگ می نگارم بسمع دل باید شنید کہ فکر عالی داشت۔ رحمۃ اللہ علیہ اللہم اغفر کندہ خاتم آں حضرت بودہ است۔ اشعار :-

بشنو از نے چوں حکایت می کند از جدائی ہا حکایت می کند

سنو نے سے کیوں حکایت کرتی ہے اور جدائی سے شکایت کرتی ہے

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

جب سے کی ہے کاٹ کر تن سے جدا
جس کے منہ لگتی ہے نالاں ہے سدا

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق تا بگویم شرح درد اشتیاق

پارہ پارہ کر یہ سینہ اے فراق تا کہوں بے خود ہو درد اشتیاق

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش

جس کو ہووے شوق اپنی اصل کا کیوں نہ ڈھونڈے وہ زمانہ وصل کا

سر من از نالۂ من دور نیست لیک چشم و گوش را آں نور نیست

راز دل نالے سے میرے دور نہیں پر ترے کانوں کے تئیں وہ نور نہیں

تن زجان وجاں زتن مستور نیست | لیک کس را دیدجاں دستور نیست
جان و تن میں گو نہیں ظاہر دوئی | دیکھ کب سکتا ہے پر جی کو کوئی

آگ ہے آواز نے کی نے کی باد | جس کو یہ آتش نہیں ہے نامراد
آتش است ایں بانگ نائی نیست باد | ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد[1]

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارہ ہو جائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے گ ب

نشاط۔ السیری سنگھ

نشاط تخلص، السیری سنگھ است مشہور لبنت سنگھ بود۔ فرزند دل پسند سندر داس دہلوی است۔ عوام الناس شاگرد انشاء اللہ خاں دانند شش[2]۔ ازوست شعر۔

کوئی تڑپے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا
تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا گ ب

پانو تک دسترس کہاں ہے نشاط | ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا ″

نصیر۔ شاہ نصیر الدین

نصیر تخلص، شاہ نصیر الدین دہلوی راست متاع گرانمایہ مضامین و معانی در گنجینہ

---

[1] یہاں فارسی کا اصل شعر ترجمے کے بعد درج ہوا ہے۔ [2] خود را شاگرد انشاء اللہ خاں می کرد گلشن بیخار

سینہ اش نہاں جواہر تازہ ہائے الفاظ اشعارش در چارسوئے بازار سخن برائی العین مبصران ایں فن عیاں داشتہ در شاعری دستگاہے کہ اوراست کمتر کسے دیگرے را بدست نرسیدہ بچار دانگ ہندوستان آوازہ سخنوری آں چابک خرام میدان بیان سرکشیدہ وحید العصر فرید الدہر در جنب جواہر گفتارش لعل کانی دگوہر عمانی را بیگانہ نیست و ذخیرہ اشعار آب دارش در مکمن بطون چوں گنج شائیگانے بہر گل زمین شعر بلبل طبعش بر شاخسار مضامین بلند ترانہ ریز و بلبشن حسن گلرویان یعنی بہوائے شاہدان معنی ہزار نکتہ دانی نغمہ انگیز شاہین فکرش باوج ایں فن بصید افگنی مرغان سخن توی چنگ و بلبلان زبان داں را بہ پیروی طرز لواشیں قافیہ تنگ درسن یک ہزار دو صد پنجاہ و پنج (۱۲۵۵) ہجری نبوی نظم خود را بہ نثر سپردہ پس تن مبارکش حمد گویان بجنت بردہ شاید مزارش بجید آباد است خاکش باب رحمت تازہ باد۔ ایں ابیات ریختہ کلکش نگارش پذیر خامہ تحریر است۔ ابیات:۔

مژگاں سے ربط لخت دل زار گرم ہے
بے وجہ صحبت شرر دخار گرم ہے
اہ دل مشبک عاشق کو تو نہ چھیڑ
نکلا ہے جنتری سے جو یہ تار گرم ہے

میری تربت پر چڑھانے ڈھونڈتا ہے کس کے پھول
تیری آنکھوں کا ہوں کشتہ رکھ دے دو نرگس کے پھول
ایک دن ہو جاؤں گا تیری گلی کا خار میں
سونگھنے کو مت لیا کر ہاتھ میں جس تس کے پھول

۱؎ خویشگی نے گلشن بیخار کی اس اطلاع کو نظر انداز کیا ہے کہ "ہنگام قیام جہاں آباد بتاریخ پانزدہم وبست ونہم ہر ماہ محفل مشاعرہ منعقد می سازد۔ زمین ہائے سنگلاخ طرح می کند۔"

بس ہے صف مژگاں کا تری دار دو دستی
ابرو کی لگا دل پہ نہ تلوار دو دستی

محراب عبادت ترے ابرو کی سمجھ کر
مانگے ہے دعا یہ دل بیمار دو دستی

چمن میں قامت موزوں جو سرو ناز تو کھینچے
تو قمری تا قیامت نالۂ حق سرہ کھینچے

شب دیکھ کہکشاں کو جی میں خیال آیا
کیا کاسۂ فلک میں افسوس بال آیا

پشت لب پہ ہے ترے یہ خط ریحان ایسا
منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خاں ایسا گ ب

عکس مژگاں سے ہے یوں دیدۂ تر میں تنکا
کہ نکلتا نہیں جوں آ کے بھنور میں تنکا

سایۂ زلف کے جو بوجھ سے لچکے یارد
اس کے کیا باندھئے مضمون کمر میں تنکا

گوشۂ چشم میں دنبالہ نہ سرمہ کا بنا
یوں ہی کرنے کسی عاشق کے جگر میں تنکا

خاک بھی ہو کے یہ بیکار اٹھے اور نہ بیٹھے
تنگ کے دامن سے ترے یار اٹھے اور بیٹھے

بوسہ لب میں ترے ہے اثر یاقوتی
تو اگر دے تو یہ بیمار اٹھے اور بیٹھے

مرغ دل کیا ہے عجب اڑکے جو کس صورت سے (ق)
دیکھ کر خال رخ یار اٹھے اور بیٹھے

جب سے شہرت ناکسی صیدی کا کبوتر نہ پر
لاگ سے دانہ کی سو بار اٹھے اور بیٹھے

پڑھ نصیر اور غزل جس سے کہ ثابت ہوئے
ساتھ تشبیہ کے اے یار اٹھے اور بیٹھے

ہم بھی یوں ہو کے سبک سار اٹھے اور بیٹھے
جوں حباب آب میں یکبار اٹھے اور بیٹھے

جب کہ تو عالم مستی میں بصد کیفیت (ق)
لے کے شیشہ بت میخوار اٹھے اور بیٹھے

آب فوارہ گلستاں میں نہ کس صورت سے
تیری تعظیم کو ہر بار اٹھے اور بیٹھے

نزد خوبی تو سدا عالم یک رنگی سے
یعنی چک باندھ کے اے یار اٹھے اور بیٹھے

اور دورنگی سے زمانے کی صد افسوس یہاں
تو میرے ساتھ نہ زنہار اٹھے اور بیٹھے

(قطعہ)

اختیار آدم خاکی کو ہے کیا خاک نصیر
آپ سے جو یہ گنہگار اٹھے اور نہ بیٹھے
اس کی کل یوں ید قدرت میں ہے جیسے پتلی
سب جنبش ہر بار اُٹھے اور نہ بیٹھے

برنج میں نہیں ہے اس کے جالی   ٹک دیدۂ غور سے تو جھانکو
کھینچے ہے وہ شوخ جنتری میں   تار رگ جان عاشقاں کو

چند اس زلف سے قطرے جو جھڑے پانی کے
پڑ گئے سیکڑوں سنبل پہ گھڑے پانی کے

یہ عالم اس کے خط سبز نے دکھایا ہے
کہ جس کر دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

نظیر - شیخ ولی محمد

نظیر تخلص، شیخ ولی محمد موسوم اکبرآباد وطنے است. مرد سخن سنج وخانہ درجوار روضہ تاج گنج دارد نظیر در حلم وخلق وانکسار بے نظیر روزگار است. در بازار سخنوری جنس گراں بہائے شاعری او ارزانست و در چارسو سخن پایہ برتری او بزمرہ تہنر ورانست اشعار بسیارے برزبان اہل شوق جاری وہرکس وناکس بذوق تمام قاری. گویند مذہب امامیہ داشت. حق آنست کہ مذہب رندانہ ومشرب عاشقانہ داشت. دیراست کہ آں برگزیدہ روزگار ازیں دار ناپائیدار بار برداشت

بسیاحت اکبرآباد معلوم شد کہ مزدش بمجلہ کہ می ماند گردیدا دراست ۔ فرد :۔

تھی عرب میں قیس کے دیوانہ پن کی ایک دکان
یاں خدا کے فضل سے اب بھی گلی بازار ہیں

پردہ اٹھا کر رخ سے عیاں اس شوخ نے جن ہنگام کیا
ہم تو رہے مشغول ادھر یاں عشق نے اپنا کام کیا
سخت خجل ہیں اور شرمندہ رہ رہ کر پچھتاتے ہیں
خواب میں ان سے رات لڑے ہم کیا ہی خیال خام کیا
چھوڑ دیا جب ہم نے صنم کے کوچے میں آنے جانے کو
پھر تو ادھر اس شوخ نے ہم سے شکوہ بھرا پیغام کیا
اور ادھر سے چاہت تھی یوں بن کر بولے واہ واہ جی
اٹھئے چلئے بارے ملئے اب تو بہت آرام کیا
یار کی مے گوں چشم نے اپنی ایک نگہ میں ہم کو نظیر
مست کیا، اوباش بنایا، رند کیا بدنام کیا

ساقی ظہور صبح ترشح ہے نور کا — دے مے مجھے کہ وقت ہے نور ظہور کا
مے پی کہ عاشقی خرابات میں نظیر — نے ڈر ہے محتسب کا نہ صدرالصدور کا

نظر ہٹ جا کہیں سرک جا بدل لے صورت چھپالے منہ کو
جو دیکھ لیتا ہے وہ ستمگر تو مارے پھر ہے ابھی جھگڑا کا

سبھوں کو مے ہمیں خوناب دل پلاتا تھا
فلک ہمیں پہ تجھے کیا یہ زہر کھاتا تھا — گ ب

نظام ۔ نواب عماد الملک غازی الدین خان

نظام تخلص، نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر زیب وسادہ وزارت مربع نشیں مسند صدارت ۔ عالیشان بلندمکان ذوالجود والاحسان بیان حضرت شان بر بزناآدپر عیاں و قصیدہ کہ مرزا رفیع در مدح ایشاں گفتہ مشہور و پیش ہر کہ و مہ مالوثر قدرت نطق بہرزبان حاصل بود کہ از میدان بلاغت گوے فصاحت ربود ببر شمس الدین فقیر و والہ داغستانی ندیم قدیم او بودہ از نتائج طبع اوست: ۔

زلف کا کھولنا بہانا تھا — مدعا ہم سے منہ چھپانا تھا

چھپایا مانگ میں اب اس نے منہ میں ڈھونڈوں کدہر
کہ آدھی رات ادہر ہے اور آدھی رات ادھر

نعیم ۔ نعیم اللہ خاں

نعیم تخلص، نعیم اللہ خاں از جہاں آباد است مرد فہیم است بہ حلیم و سلیم سخن او قلم خوردہ جانم است از وست ۔ شعر: ۔

کوچہ یار سے دل ہم سے اٹھایا نہ گیا — مل گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا

آنت کی نشانی ہی رہے ہم تو زمیں پہ — جو سنگ جفا چرخ سے ٹوٹا سو ہمیں پہ

نعمت ۔ شاہ عبدالحق

نعمت تخلص شاہ عبدالحق است مشہور بحکیم عبدالحق از برہمن بچگان سکندرآباد است۔ نام وے ہر سہائے بود چوں ذلہ فیضان از بطون خدمت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دربود نام خود بدیل نمود۔ مرد ذی باطن و صاحب علم ظاہر و بہر فن یکتا و ماہر بود اکثر صحبت درخور جہ بخدمت شاہ فارغ رحمۃ اللہ علیہ داشتے و کلمات اخلاص بلوح دل خود نگاشتے چند است کہ ازیں جہاں درگزشت و بجوار رحمت حق پیوست قدس سرہ ادراست۔ شعر:۔

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل میں ۔۔۔ اب آ کہیں اے باعث تسکین بغل میں

زلفوں کا اب تصور آنکھوں پہ چھا رہا ہے
سودا کہیں نہ ہووے یہ مجھکو ڈر رہے ہے
ہر چند ضبط گریہ ہم نے کیا ہے تو بھی
یہ آستین و دامن ہر وقت تر رہے ہے

نکہت ۔ نیاز علی بیگ

نکہت تخلص، نیاز علی بیگ گویند شعرش از نظر شاہ نصیر می گزشت۔ سکندرنامہ بہ زبان ریختہ از زبان و خامہ او ریختہ از دست۔ شعر:۔

آج اک پردہ نشیں کو ہے مرے گھر آنا
آئیو اے ملک الموت تو کہہ کر آنا

نوا ۔ ظہور اللہ خاں

نوا تخلص، شخصے است کہ ابتدائے ظہورش از بدایوں است۔ صاحب سخن و

موجد قانون ایں فن است نام سامی ظہور اللہ خاں است از ارشد تلامذہ بقاء اللہ خاں بقاؔ۔ بارہا بہ لکھنؤ شتافتہ و با جرأت مہاجات گفتہ علوئے طبع وے از فصاحت کلام ظاہر و غلوئے بلاغتش از معنی پرکار با ہر چند بار با یران شتافتہ و از والی آں ولایت صلہ و انعام گراں بہا یافتہ چہ جائے کہ کلامش معنی نداشتہ باشد بلکہ حسود تہمت محض بر نگاشتہ کہ برشش عین معنی بود تصدیق دعوایش از لوایش پیدا باید شنید و شاید فہمید[1]۔ شعر:۔

تیر پہ تیر ناز کا دل پہ میرے گزار تھا
رخنہ زخم ہر خدنگ دیدہ انتظار تھا

اس اوج تک تو سیل سرشک اپنا جا چڑھا
جس میں کہ ابر جوں کف دریا بہا پھرا

ترے دمبدم آنے جانے نے مارا — مجھے ہر گھڑی کے بہانے نے مارا
شب وصل بیٹھے اٹھائے یکایک — ترے بے سبب روٹھ جانے نے مارا
گزرتے ہیں دل پر ہزاروں توہم — نوا آج اس کے نہ آنے نے مارا

نوازش۔ نوازش حسین خاں

نوازش تخلص، مرزا خانی است، کہ نام نامش نوازش حسین خاں بود از نبائر نواب ناصر خاں از تلامذہ میر سوز است۔ واز خدمت او بہرہ اندوز۔ شب و روز دل

---

[1] شیفتہ نے نوا کا تذکرہ نہیں کیا ہے اس لئے یہ اعتراض شیفتہ سے متعلق نہیں ہے

بسخن مایل اما اصل صاحب دیوان است۔ این از انتخاب آن است۔ شعر:۔

یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آب داری پر ۔ گ ب
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پہ
مجھے رزنانہ اپنے حال پہ کس طرح سے آوے
نوازش پر بھی ہنسی ہے میری بے قراری پر ۔ گ ب

یہ سانس ہے، پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بہن ۔ ”

اس تند خو سے میں نے بوسے بصد سماجت
جب سو پچاس مانگے تب تین چار ٹھہرے ۔ ”

نیاز۔ حضرت مولانا نیاز احمد

نیاز تخلص حضرت مولانا نیاز احمد بریلویست امام الشیوخ قدوۃ الاولیا بود۔
کلام باریاب باطن می گفت آرے درمی سفت چہ کلامش سراسر توحید است۔
کہ سالک با ہادی بتفرید رحمۃ اللہ علیہ از کلام معجز نظام اوست۔ غزل:۔

سزد آنکہ دم زدم من بہ کمال کبریائی
کہ سوائے حق نہ بینم بوجود فی فنائی

ہمہ این صفات دائم کہ لعالم شہود است
بخدا کہ اوست پیدا بلباس ماسوائی

نظرے بصورتم کن بخیال دیدہ دلے
کہ نمایدت سراپا ہمہ جلوۂ خدائی

ہمہ دلبری و ناز است کہ بصورت نیاز است
کہ نیاز شان خاص است بشیون دلبرائی

تو نے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب منہ سے اٹھا دیا
وہیں محو حیرت بے خودی نے مجھے آئینہ سا بنا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش نے دامن یار کی اسے بھی زمیں سے مٹا دیا — گ ب
مجھے چین خواب عدم میں تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا — ر

نادرؔ مرزا کلب حسین خاں

نادر تخلص، مرزا کلب حسین خاں ابن کلب علی خاں گور کھپوری کہ مرد ذی اخلاص کریمہ و صاحب اشفاق عمیمہ ذوالاقتدار است۔ یعنی دریں ایام بعہدہ نظامت ملک کہ بعرف انگلینڈ ڈپٹی کلکٹری نامند در ضلع اٹاوا از طرف سرکار انگریزی مقرر است۔ طبع زکی دارد و بہرہ دستاں طلاقت آرد گویند کہ نسبت تلمذ خود بمرزا حیدر علی آتش[1] منسوب می سازد۔ الحق خوش فکر بلیغ طبع است۔ چناں چہ درالہ آباد

---

[1] شاگرد ناسخ و آتش، سخن شعرا۔ اس سلسلہ میں قاضی عبدالودود حواشی تذکرہ شعرا مصنفہ ابن طوفان میں لکھتے ہیں " ناصر و محسن نے نادر کو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے صغیر بلگرامی نے تلامذہ ناسخ کے ذیل میں ان کا حال لکھنے کے بعد شاگردان آتش کی فصل میں بھی انہیں داخل کیا ہے نساخ ان کو آتش و ناسخ دونوں کا شاگرد لکھتے ہیں مگر انہوں نے دیوان غریب میں ناسخ کا شاگرد لکھا ہے۔ ص ۷۶

غزلہائے او شنیدہ شد حالا دو سہ مطلع آنعزیزی نگارم شعر:

دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے
ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے

اوروں کو جلا دیتے ہو اے رشک مسیحا
بیمار کو کیوں اپنے تم اچھا نہیں رکھتے

ارادہ ہے یہ اے قاتل ہمارے جسم قائل کا
کرے گا استخواں کو اپنے دستہ تیرے خنجر کے

ایک دن باقی رہا جب فنبر میں میعاد کا
باغ میں فنبض ہوا جب دور کے صیاد کا

مرغ جاں کو قفس تن سے رہائی ہوتی
لیکن اس جانِ جہاں سے نہ جدائی ہوتی

سرمگیں آنکھوں کا ہوتا جو نظارا حاصل
ہنیل کی دیدۂ حاصل میں سلائی ہوتی

نیچی نظروں سے کیا سارا زمانہ پامال
کیا غضب ہوتا اگر آنکھ اٹھائی ہوتی

صفحۂ دل ہی پہ نقشا کھینچنا لازم فرہاد
سنگ پر صورت شیریں نہ بنائی ہوتی

فاتحہ پڑھنے کو تم آتے تو بہر پابوس
لاش بھی قبر سے باہر نکل آئی ہوتی

کذا

نور، شاہ اللہ نور

نور تخلص، قدوۃ العارفین امام العاشقین عالم نکات وحدت وجود، واقف رموز عالم شہود آشنائے دریائے نیرنگی غواص بحر بیرنگی جام کش میکدہ سرور مسرور به نشہ حضور صاحب ورع و صفا اہل المجاہدہ والزہد والتقیٰ جناب فیض مآب شاہ اللہ نور است عمم اللہ فیضانہ زمایرح احسانہ کہ بالفعل برائے ہدایت خلق اللہ تشریف بٹونک می دارد۔ و مولد شریفش بلاسپوراست۔ کہ بنواح رام پور افاغنہ واقع۔ بعنفوان جوانی روزگار پیشہ بود۔ آخر چوں بحر محبت محبوب حقیقی جوش بدل زد دست ارادت بدامن حضرت نتاج شاہ قادر قلندری جے پوری رحمۃ اللہ علیہ درآویخت۔ و بخرقہ و کلاہ مشرف شدہ در فارسی و ہندی دستگاہے بلیغ دارد۔ صوفی مشرب صاف طینتش از کلام معجز نظامش واضح۔ مثنوی سوز و گداز خوبک گفتہ است و صاحب دیوان ہندی است انیست چیزے ازاں بزرگ شعر۔

اب تو ہوتا ہے ستم یار ترے کوچے میں
روز مر رہتے ہیں دو چار ترے کوچے میں

وہی انجمن وہی ساز ہے وہی آپ ساز نواز ہے
وہی راز داں وہی راز ہے جو خودی کا پردہ اٹھا دیا

خیابان واو

واقف۔

واقف تخلص درد لشتے فیض آبادی است۔ واقف برموز سخن و بہرہ اندوز ایں فن دراہل نظم بود بہ حالش زیادہ ازیں ناواقف ہستم۔ ازوست۔ شعر۔

عشق میں کیا نفضل و ہنر چاہیئے　　آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیئے　گ ب

و لہ

صبح پہ وصل یار کی ٹہری　　بات پھر انتظار کی ٹہری

واؔلہ ۔

واؔلہ تخلص ہندو ئے خوش گوئے است ۔ والؔہ سن شعلہ رو ئے ۔ از وست شعر ۔

اعجاز لب اس کا دم عیسیٰ سے نہیں کم

وہ پنجہ سیمیں ید بیضا سے نہیں کم　　گ ب

معدوم کو ثابت کوئی کیونکر کرے واؔلہ

مضمون کمر یار کا عنقا سے نہیں کم　　"

واؔلہ ۔ رحمت خان

واؔلہ تخلص رحمت خاںؔ اصلش از کشمیر فا بد ہلی سکونت پذیر است ۔

داروغگی اخبار لکھنو بہ ید قدرت اوبود فارسی ہم فکری نمود از وست شعر ۔

گنے جو بندوں میں اپنے تو ایک بار مجھے

تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے　　گ ب

ہے عیاں جلوہ ترا انسان کی تصویر سے

صورت معنی ہو ظاہر لفظ تحریر سے[۳]　　"

---

۱ از ہندوان فیض آباد است بدہلی ہم آمدہ ۔ گلشن بیخار ۔ ۲ مرحمت خاں گلشن بیخار ۳ صورت معنی بے ظاہر گلشن بیخار

وفا۔ سید ببر علی

وفا تخلص، سید ببر علی نام۔ از سادات ذی احترام بارہ متوطن قصبہ جھوڑہ از نبائر سید جمال علی خاں فرخ سیری چندے بسر می شد کہ در سرکار صاحبان والاشان گزرانده ہفت۔ دہ سال در محال کول لعہدہ وکالت معزز مانده۔ سالہا است۔ کہ از گنگا پرشاد رند رسم وفا، وفاق بالاتفاق مرعی است۔ وبہم صحبت شان طبیعت بر سخن مایل وبہرہ ایں فن حاصل مرد سنجیدہ وصحبت دیدہ لبمر پیراست۔ دلطبع جوان از یادگاران زبدہ زبان است۔ شعر:۔

لب مدت لگ گلے اس کے جو ہم نے عید کی
ڈالدی اشکوں نے ایک مالا سی مروارید کی

شمشیر کھینچ کر جو وہ ہم پر سنبھل گئے
گھی کے چراغ دشمنوں کے گھر میں جل گئے

آخر تو چلے ہو یہ ادھر دیکھتے جاؤ
اے ماہ مبارک ہو سفر دیکھتے جاؤ

کیا پہلی ہی منزل میں جدائی سے ہوا حال
اس دل کے لگانے کا اثر دیکھتے جاؤ

شبنم نے کیا دامن گلشن جو یہاں تر
نرگس سے ٹپکتے ہیں گہر دیکھتے جاؤ

جا کسی کوچے میں اس دل کو لگایا چاہیے
چاہتا ہے جس کو جی اس کو دکھایا چاہیے

وصل کی دولت تو ہاتھ آئے جو اس کے منہ لگے
اس خوشی میں اے وفا نوبت بجایا چاہیے

سروقد کا میری گر بند قبا وا ہووے | رنگ ہر گل چمن محو تماشا ہووے
جس طرح کٹتی ہے کاٹوں ہوں میں فرقت میں یہ شب | دیکھیے حشر میں میرے تا سحر کیا ہووے
زلف کے پاس نہ جا وہ کہ ہے یہ پیچ ناگ | ہاتھ رکھے وہ جسے سانپ کھلانا ہووے

اس کے مکھڑے پہ جو بل زلف معنبر کھائے
خود بخود سلسلہ دل وحشاں ٹھوکر کھائے

کیوں نہ اس اشک سے ہو نوح کے طوفان کو رشک
رات دن جس کے فلک سامنے چکر کھائے

سہہ کے لیلیٰ کا ستم کر دیا ہر بت کو دلیر
رگ سودہ زدہ مجنوں تری نشتر کھائے

وحشت۔ غلام علی خاں

وحشت تخلص، غلام علی خاں داماد مولانا محمد رشید الدین خاں دہلویست نژادش مراد آباد و نما نشو و نما یافتہ شاہ جہاں آباد[1]۔ شنیدہ ام کہ در سرکار انگریزی دریں ایام در بلند شہر ملیند است و پیش ارباب سخن جہاں آبادیان ارجمند است۔ و نزد محبت مومن خاں می بازد و ہم از و استفادہ می سازد ازوست۔ غزل:

---

[1] در نسخہ س: شاہ جہاں آباد نشو و نما یافتہ۔ گلشن بے خار

ساتھ صاحب کے جو غیروں کے پرے پھرتے ہیں
اس لئے آپ سے ہم آپ پرے پھرتے ہیں
ہم یہ سمجھے تھے کہ ہیں ہم ہی دوانے آخر
شیخ صاحب کو جو دیکھا تو مرے پھرتے ہیں

غم فرقت سے عجب حال ہے کچھ وحشت کا
اے خدا ہووے نہ اپنے کوئی منظور سے دور
زار بیمار سراسیمہ و حیران و خراب
اپنے بیگانے اسے کہتے ہیں سب دور سے دور

واثقی ۔ شیخ حیدر علی

واثقی تخلص، شیخ حیدر علی نام ۔ از مسکنش اطلاعے ندارم جز ایں کہ از جوار ارم ثانی لکھنو باشد ۔ شنیدہ ام کہ مثنوی خوش می گوید بالفعل در مدح شاہ اودھ جلدے مثنوی بنظم آوردہ الحق کہ خوش شگفتہ است کمتر کسے دریں زمانہ می بینم کہ بہ جنبش گوید ۔

منہ فی مدح السلطان

رحیم است ایزد چو بر بندگاں
زروے ترحم بر احوال شاں

دو صد بود و پنجاہ سر بر ہزار
کہ از بہر آسائش روزگار

برانگیخت شاہ عدالت پسند
. . . . ۱

محمد علی شاہ گیتی ستاں
محیط کرم قبلۂ راستاں

شجاع زماں سرور نامدار
ثریا حشم شاہ گردوں وقار

---

۱ کذا

خیابانِ ہائے ہوز

ہادی ۔ میر محمد جواد علی خاں

ہادی تخلص میر محمد جواد علی خاں نام ۔ از جام کشانِ خم خانۂ رفاقتِ عماد الملک بودہ بطریقِ تجردی پیمود[1]۔ ایں ابیات ازو ثبت نمود ۔ شعر:

اندیشہ کچھ نہ کر مری فریاد و آہ کا
فریاد رس ہے کون ترے داد خواہ کا ۔ گ ب

صدقے ترے ہو کے مر گئے ہم ۔ کرنا تھا یہی جو کر گئے ہم ۔ ”
خنداں خنداں جا ہر سپر اوہ ۔ گریاں گریاں رہ گئے ہم ۔ ”

ہم تو مدت سے مر گئے ہادی ۔ یار کو اب تلک خبر ہی نہیں

ہدایت ۔ ہدایت خاں

ہدایت تخلص ہدایت خاں عم ثنا اللہ خاں فراقؔ مرید و شاگرد رشید خواجہ میر دردؔ گردید ۔ بر موز نظم قادر دبخصوص آں ماہر چندے گزشت کہ ازیں جہاں درگزشت[2] ازو ست ۔ شعر:

دیکھ اس کی چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میری جان دو ہی پیالوں میں چھک گیا ۔ گ ب

---

[1] آخر الامر منزوی در ۱۲۱۵ بگور آرمیدہ ۔ دیوانے ازو یادگار است ۔ گلشن بے خار

[2] در ۱۲۱۵ از جہانِ ثانی بہ عشرت گہِ جاودانی نقل کرد ۔ ” ”

جس دم زباں پہ یار ترا نام آگیا   کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا گ ب

سینے کے تیرے کھلتے ہی اے میری جان بند
آئینہ ساز کر گئے اپنی دکان بند "

شب ہجراں میں تری صبح کے ہوتے ہوتے
استخواں شمع صفت بہہ گئے روتے روتے "

ہمت ۔ اخوند ہمت

ہمت تخلص، اخوند ہمت از رام پور است ۔ صاحب علم و مائل سخن ذی شعور بیتے از و مسطور ۔ بیت :۔

عجب گردش میں اپنی ان دنوں اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کٹتی ہے گ ب

ہوش ۔ غلام مرتضیٰ

ہوش تخلص، غلام مرتضیٰ از اہالیٔ دہلی است ۔ مرد ذی ہوش بودہ زیادہ بریں حالش بگوش نرسیدہ اوراست ۔ شعر :۔

زاہد کا دل بخاطر مے خوار توڑیئے   سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیئے گ ب

ہوس ۔ مرزا نقی خاں

ہوس تخلص، مرزا محمد نقی خاں نام ، لکھنو مقام است ۔ معدن مکارم محمودہ

مصدر لغوت مسعودہ و در اہل سخن برگزیدہ ہوس شعر بسیار دارد و گفتارش پر کار بدر بار آغا تقی کہ از امرائے نامدار عالی نہاد فیض آباد بود بوقع و :قار روزگار گزرانند و شاد کام با نیاں و مرام ماندے از چکیدہ طبع اداب اشعار برچیدہ و کسیکہ تذکرہ خویشں ہوش نوشتہ شاید بے ہوش بودہ و ہوس خام پختہ[1]

بیت :-

ہم نے رو رو کے ترے ہجر میں دل شاد کیا
ہچکی آئی تو یہ سمجھے کہ ہمیں یاد کیا[2] گ ب

(غزل)

یہی کہتی تھی لیلیٰ پردہ نشیں نہیں کھاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا نہیں اور ہے غم اُسی کشتہ ناز و ادا کی قسم

رُو کا پایا جو لیلیٰ نے مجنوں کا جی کہا کیوں ہو خفا مرے سر و ہی
نہیں ہیں نے کسی سے تو بات بھی کی مجھے اپنی ہی شرم و حیا کی قسم

کبھی کہتا تھا قیس غزالوں سے جا کہو ناقہ یہاں سے کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلیٰ کی زلف دوتا کی قسم

کبھی ساغر وصل نہ میں نے پیا کبھی زخم جگر کو نہ میں نے سیا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جور و جفا کی قسم

مری آنکھوں سے ٹپکے ہے قطرہ خوں میرے رونے سے جاتے ہے صبر و سکوں
نہ تو کھاتیو قمری زار و زبوں میری سرو کی قندق پا کی قسم

---

[1] شیفتہ نے ہوس ہی لکھا ہے۔ [2] آئی ہچکی تو کہا اس نے ہمیں یاد کیا۔ گلشن بیخار

نہ تو آئی ہوس کبھی پھولوں کی بو کبھو بیٹھا نہ جا کے میں بر لب جو
یہ مری بے کلی دل کی گئی نہ کبھو مجھے باغ جہاں کی فضا کی قسم

ہدایت ۔ ہدایت علی

ہدایت تخلص ہدایت علی نام، از رؤسائے مراد آباد است۔ زین پیش بعہدہ نظارت فوجداری آں جا ممتاز بودہ۔ چنداست کہ قطع سلسلہ روزگارش شد۔ مرد فہیم و ذکی الطبع فکر رسا دارد و مضامین عالیہ در الفاظ متناسبہ می آرد۔ راقم آثم را باں حبیب لبیب صحبت ہا است۔ حق تعالے آں عزیز را خوش و خورم دارد خوب شخصے است۔ آنچہ از کلامش یاد دارم می نگارم از دست۔ شعر:-

کیوں کریں ہم غم ہجراں کو تلف شوخ سے مل
سالہا سال کے سرمایہ کو برباد کریں
بے وفا سے نہ ملیں ہجر میں رو رو مر جائیں
مشرب عشق میں کچھ ہم بھی تو ایجاد کریں

خیابان یائے تحتانی

یاس ۔ خیر الدین

یاس تخلص، خیر الدین دہلوی طبع شگفتہ و کلام شستہ و رفتہ دارد بپاس خاطر یاران حق شناس بفکر شعر می پرداخت۔ نزد تلمذ بخدمت مومن خاں می باخت گویند دریں ایام بین الانام ترک سخن کردہ بکسب طب نام برآوردہ از دست[1] شعر:-

---

[1] اکنوں بفکر شعر نمی پردازد . . . دریں ہنگام طبعش بکسب طب مصروف است گویا ہمیں سبب ترک سخن بودہ است۔
گلشن بے خار

ربط غیر دل سے بڑھا مجھ سے وفا چاہتے ہو
دل میں سمجھو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو — گ ب
عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہیں سب مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو — ״

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو — ״

یقین ۔ انعام اللہ خاں

یقین تخلص، انعام اللہ خاں سر ہندیست وطنش در ہند جہان آباد است با مرزا مظہر بسیار مربوط در رسم وفا تاں یار باصفا مضبوط جوانے خوش رونیک. خود بترتیب دیوان مایہ گراں خرچ کردہ ایں ابیات از دیوان او درج.

ابیات۔

اتنا کبھو جہاں میں کوئی بے وفا نہ تھا[1]
ملتے ہی تیرے مجھ سے یہ دل آشنا نہ تھا — گ ب
جو کچھ کہیں یہ تجھکو یقین ہے سزا تری
بندہ جو تو بتوں کا ہوا کیا خدا نہ تھا — ״

تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوانہ ہوتا
آج اس طرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس — ״

---

[1] اتنا کوئی جہاں میں کبھو بے وفا نہ تھا۔ گلشن بے خار

یکرنگ ۔ مصطفےٰ خاں

یکرنگ تخلص، مصطفےٰ خاں مانندِ اشعار او لذیذ۔ مرزا مظہر رحمتہ اللہ علیہ را تلمیذ۔ نژاد او از شاہ جہاں آباد است۔ و دلش بمحبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آباد چہ اسم را بامسمی نسبتے افتاد چوں لفظ را با معنی ازدوست۔ شعر۔

کیوں ہوئے ہو تم کہو دشمن ہمارے اس قدر
دوست کا دشمن کوئی ہوتا ہے پیارے اس قدر گ ب

روٹھتا ہوں اس سبب ہر بار میں تا گلے تیرے لگوں اے یار میں "

جدائی سے تری اے صندلی رنگ مجھے یہ زندگانی دردسر ہے "

یوسف ۔ میر یوسف علی خاں

یوسف تخلص، میر یوسف علی در اقلیم سخنوری ثانی ندارد و بانی مبانی سخندانی است۔ در ہمہ فن فہیم و از شاگردان سلیم حکیم عزت اللہ خاں عشق است۔ او راست۔ شعر:۔

نہیں ہے غیر کے نفصے کی کچھ ہم کو خبر یوسف
زباں پر رات دن اس یار کا افسانہ رکھتے ہیں گ ب

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان کتاب تذکرہ گلشن ہمیشہ بہار است۔ و اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْمَعْرُوْفِیْنَ بِالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ دیباچہ تصانیف اولی الابصا

نازم برین موهبت عظمی و سرفرازم بایں نعمت کبری که در اوان حمیده و ساعت سعیده تذکره گلشن همیشه بهار که از لطافت مضامینش در چشم حاسدان خار است نے نے گلستانے است که در گل اشجار سطورش عنادل خوشنوا چهه چهه زن آن زہے زہے بوستانے است که از تلاوت خیابان عبارتش هر صغیر و کبیر خندان بر چکیده طبع ابنائے زمن از مؤلفات قدوه علمائے زمان جناب مولوی محمد نصر الله خان سلمه الرحمن مادام القمران لطلعان تاریخ بست و دوم (۲۲) رجب المرجب سنه ۱۲۷۰ هجری باهتمام احقر افراد الانسان عثمان خان خویشگی خورجوی مطبع فتح الاخبار کول حلیه انطباع پوشید و منظور نظر مقبولان گردید

فقط